U217. Date. 26-12-09

Title - TĒHQEEQ INAJEEL. (Part-2).

Creator - Mohd. Sadiq Ali

Publisher - Matba Mustafai (Lahore).

Date - 1897.

Pages - 160

Subjects - Injeel ; Bible ; Mazhabi Sahaif : Injeel.

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَ
الْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّکَ
ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ ۝

تحقیقِ انجیل

حصۂ دوم

مصنفہ

صادق علی ملازم ریاست کپورتھلہ

سنہ ۱۸۹۷ء میں

اسلامیہ پریس لاہور میں مولوی کرم بخش مالک و
مہتمم مطبع کے اہتمام سے طبع ہوا

قیمت دو جلد ... ... ([illegible])

خاتمہ

باب اوّل

اناجیل مروّجہ کی صحت

ایک نہایت معتبر تفسیر اناجیل[1] کے دیباچہ میں اناجیل مروجہ کی صحت و اعتبار ثابت کرنے کے لیئے مصنف نے بہت زور دیکر اتنا ثابت کیا ہے کہ پہلی انجیل کے مصنفوں کا ٹھیک حال معلوم نہیں کہ کون تھے۔ اور یہ انجیلیں کس وقت اور کس جگہ تصنیف ہوئیں۔ لیکن باوجود اس بات کے پھر بزرگ مصنف یہی نتیجہ نکالتا جاتا ہے کہ یہ چاروں انجیلیں معتبر اور مستند ہیں۔ ناظرین کے ملاحظہ کے لیئے اس تفسیر کے دیباچہ کا تھوڑا سا خلاصہ یہاں لکھا جاتا ہے :-

یوزی بی الیس[2] جس نے چوتھی صدی مسیحی میں تمام عہد جدید کی کتابوں کو جو

نوٹ [1]: مصنفہ رابرٹ جیمیسن و ڈیوڈ براون۔
"A Commentary, Critical, Experimental and Practical on the Old + New Testament, by the Rev. Robert Jamieson, D.D. + the Revd. David Brown, D.D."

نوٹ [2]: (Eusebius of Caesaria) یہ بزرگ قیصریہ کا بشپ تھا سنہ ۲۶۴ء میں پیدا ہوا تھا اور سنہ ۳۴۰ء میں وفات پائی۔ اس بزرگ کی مشہور تصنیفات میں سے ایک تو تاریخ چرچ کی ہے اور دوسری اناجیل کی بابت ہے ۔

اس وقت مروج نہیں تین جماعتوں میں تقسیم کیا تھا۔ ایک کتب مسلّمہ دوسری کتب مشتبہ اور تیسری کتب موضوعہ۔ پہلی جماعت میں جو کتابیں اُس نے لکھی ہیں ان میں اکیس (٢١) کتابیں ان ستائیس کتابوں میں سے جو آجکل عہد جدید کے نام سے مشہور ہیں اور الہامی تسلیم کیجاتی ہیں درج ہیں (ان میں سے چھ کتابیں اُسنے مسلّمہ میں نہیں رکھیں اور اسکے علاوہ کچھ اور کتابیں اُن میں شامل کی ہیں ٭) +

سینٹ جسٹین شہید٭ جس نے دوسری صدی مسیحی میں کچھ تصنیفات یونانی زبان میں کی ہیں۔ ان میں یا تو ان چار انجیلوں سے وہ بالکل نقل نہیں کرتا اور یا کرتا ہے جو تو انجیلیں اُس کے پاس تھیں۔ وہ ان موجودہ انجیلوں سے مختلف تھیں کیونکہ جو باتیں اس نے نقل کی ہیں وہ آجکل کی انجیلوں میں نہیں پائی جاتیں +

مارسیئن٭٭ جو دوسری صدی مسیحی میں گذرا ہے وہ سوائے لوقا کی انجیل کے کسی کو صحیح نہیں مانتا تھا۔ اور لوقا کی انجیل بھی اُس نے بہت کچھ ترمیم کی ہوئی تھی لیکن بور اور رشل جرمن نقادین نے اس بات کو بڑے زور سے ثابت کیا ہے کہ صرف مارسیئن کی انجیل اصلی انجیل تھی جس سے لوقا کی انجیل نکال کر بنائی گئی تھی +

پھر اس کے بعد ہی مسیحی مفسر لکھتے ہیں کہ گو کیسے ہی فضول دعوے مارسیئن نے اپنی انجیل کی نسبت کیے تھے اُس نے بہت سے پیرو بھی نہیں بنا لیے تھے بلکہ ان کو

نوٹ ٭ رومن کیتھلک فرقہ جو سب عیسائی فرقوں سے بڑا اور قدیم ہے وہ اس موجودہ عہد جدید کے علاوہ آور کئی کتابوں کو معتبر اور الہامی خیال کرتا ہے +

٭ (St. Justin Martyr) ۱۰۳ء میں پیدا ہوا تھا اور اس نے ۱۳۳ء میں عیسائی مذہب اختیار کیا اور ۱۶۶ء میں روم میں قتل کیا گیا۔ اور اس بزرگ نے ۱۳۹ء میں ایک کتاب مذہب مسیحی کی حمایت میں لکھی تھی +

٭٭ (Marcion) یہ شخص دوسری صدی مسیحی میں گذرا ہے۔ ایک بشپ کا بیٹا تھا اور خود بھی راہب تھا۔ باپ نے اُسے ناراض ہو کر نکال دیا تھا۔ پھر اُس نے روم میں جا کر اپنا فرقہ علیحدہ قایم کیا تھا۔ تھوڑے عرصہ میں یہ فرقہ بہت بڑھ گیا تھا اور روم اٹلی مصر فلسطین سوریہ کارتھیج وغیرہ بہت ملکوں میں پھیل گیا تھا مگر ۳۲۶ء میں قسطنطین اکبر نے اس فرقہ کے دبانے کے واسطے احکام جاری کر دیئے تھے تب یہ گروہ رفتہ رفتہ گھٹتا گیا +

اپنی طرح سے نقادی اور نکتہ چینی کا فن بھی سکھا دیا تھا جسکے باعث مقدس آرنیس (Irenius) اور ٹرٹولین (Tertullianus) کو اُن کے جواب لکھنے پڑے اُن کے جوابوں سے اور مارسیئن کی تحریروں کے کچھ حصوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے پولوس کے وہ تمام حواریوں کو اصلی انجیل میں تغیر اور تحریف کرنے کا الزام دیتا تھا۔ ٹرٹولیئن نے مارسیئن سے کہا کہ تمہارے پاس جو اصلی انجیل ہے وہ دکھلاؤ جو تواریخی شہادت سے ثابت ہو کہ تم تک صحیح سلامت پہنچی ہے۔ مگر اُس نے اس قول کا یہی جواب دیا کہ خود رسولوں کے زمانہ میں تحریف شروع ہو گئی تھی اور خود رسولوں نے اناجیل کی تحریف میں مدد دی اسلیئے اب اصلی انجیل نہیں مل سکتی ہے۔ اسکے جواب میں ٹرٹولیئن لکھتے ہیں کہ اسطرح تو مسیح پر بھی الزام آیا جنھوں نے ایسے رسول منتخب کیئے تھے

متی کی انجیل کے دیباچہ میں مصنفین مذکور نے اس امر کی تحقیق میں بحث کی ہے کہ متی کی انجیل عبرانی زبان میں تھی یا یونانی میں۔ اور بہت سی بحث کے بعد کوئی یقینی فیصلہ نہیں دیا۔ کیونکہ کبھی تو لکھا کہ اصلی متی کی انجیل عبرانی میں تھی یونانی میں اُس کا ترجمہ ہوا تھا جس سے اور تمام ترجمے کیئے گئے ہیں۔ اور کہیں لکھا ہے کہ اصلی متی کی انجیل یونانی زبان میں تھی۔ اور پھر یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اصلی انجیل دونوں زبانوں میں تھی +

ایسے شکوک اور بحث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدا میں وہ انجیل کچھ مسلم اور مشہور نہیں تھی جو تاریخی سلسلہ شہادت سے معلوم ہو سکتا کہ مصنف نے کس زبان میں لکھی تھی بلکہ بہت عرصہ کے بعد اس انجیل کا کوئی یونانی نسخہ لے کر رائج کر دیا اور اُسی سے مختلف زبانوں میں ترجمے کر دیئے۔ اور جب مسیحیوں میں اُس انجیل کی صحت کی نسبت بحث پیدا ہوئی تو اُس انجیل کے معاونین نے اُسکی صحت کی شہادتیں پیدا کرنی چاہیں۔ مگر صحت کی شہادتیں تو کیا ملتی تھیں یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ جس مصنف کے نام سے وہ انجیل مشہور تھی اُس نے اُسکو کس زبان میں لکھا۔ گو مقدس متی کے عبرانی ہونے سے ظن غالب ہے کہ انھوں نے عبرانی زبان میں لکھی ہوگی۔ مگر جب کوئی عبرانی نسخہ اُس انجیل کا ہاتھ نہ آیا اور ترجموں کی نسبت اُس زمانہ میں بھی یہ بات ثابت ہو چکی تھی کہ ترجموں میں بہت غلطیاں ہو جایا کرتی ہیں تو اُس انجیل کو صحیح رکھنے کے واسطے خواہ مخواہ اُنکو تسلیم کرنا پڑا کہ یا تو مصنف نے اپنی انجیل یونانی زبان میں

لکھی تھی اور یا دونوں زبانوں میں لکھی تھی مگر منصف آدمی سمجھ سکتا ہے کہ مقدس متی جیسا محصول لینے والا بے علم شخص اپنی مادری زبان کے سوا دوسری زبان میں کس طرح سے کتاب لکھ سکتا ہے اور اس بات کی بھی کوئی شہادت نہیں ملتی کہ یہ انجیل متی رسول کی لکھی ہوئی ہے یا کسی اور شخص متی نامی کی یا کسی نے عمداً یا قیاساً اسکو متی کیطرف منسوب کر دیا ہے۔ اس بات کو مسیحی عالم بخوبی جانتے ہیں کہ سینٹ جیروم اور بہت محققین نے کتب مقدسہ کے ترجموں کو آپس میں اور اصل کے ساتھ جو مقابلہ کرکے دیکھا تو بیشمار غلطیاں اور کمی بیشیاں پائیں۔ پھر متی کی انجیل کا جو یونانی ترجمہ ملا ہے کہ جس سے باقی آجکل کے ترجمے بھی کیئے گئے ہیں اسکی صحت پر کس طرح سے یقین ہو سکتا ہے۔ علاوہ اسکے مصنف بھی اپنی کتاب میں کہیں اپنے مصنف ہونیکا اشارہ نہیں کرتا۔ حالانکہ متی رسول کا اس انجیل میں کئی جگہہ نام آیا ہے +

مرقس کی انجیل کو سب مسیحی مرقس کی تصنیف تو بتاتے ہیں لیکن یقینی طور پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ کونسا مرقس ہے۔ اکثر کا ظن غالب ہے کہ یہ وہ مرقس ہے کہ جس کو پطرس رسول نے مسیحی بنایا تھا اور پھر مدت تک یہ شخص پطرس کے ساتھ رہا۔ مگر کوئی بات یقینی طور پر مصنف کی نسبت معلوم نہیں ہوئی۔ اور پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ انجیل کہاں اور کس زمانہ میں لکھی گئی تھی گو بعض نے قیاساً سنہ ۶۳ء اور سنہ ۷۰ء کے درمیان اسکی تصنیف کا زمانہ خیال کیا ہے اور کہتے ہیں کہ شاید روم میں لکھی گئی تھی مگر خود رابرٹ جیمسن مرقس کی انجیل کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ غالباً یہ انجیل اس سے بھی آٹھ دس برس پہلے لکھی گئی تھی +

لوقا کی انجیل کا مصنف بھی عموماً مسیحی لوقا طبیب کو بتلاتے ہیں جسکا ذکر پولوس رسول کلسیوں کے چوتھے باب کی چودھویں آیت میں کیا ہے۔ لیکن اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ واقع میں بھی لوقا اس انجیل کا مصنف تھا اور نہ اس انجیل کی تصنیف کا زمانہ کسی کو معلوم ہے کہ کب تصنیف ہوئی تھی اور نہ یہ معلوم ہے کہ کہاں لکھی گئی تھی بعضوں نے گمان کیا ہے کہ سنہ ۵۸ء اور سنہ ۶۰ء کے درمیان کسی وقت یہ انجیل لکھی گئی تھی +

ان تینوں انجیلوں کی اصلیت اور اعتبار کا حال تو ایک ادنی تمیز والا سمجھ سکتا ہے

لکھا گیا ہے کہ جو پراٹسٹینٹ علما کی تصنیف ہے ا جسکو پراٹسٹینٹ صحیح مانتے ہیں لیکن چوتھی انجیل کی نسبت شروع زمانہ سے ہی بہت کچھ بحث ہوتی چلی آئی ہے - اور پچھلی صدی میں تو کئی جرمن فرنچ اور امریکن محققین نے خوب ثابت کر کے دکھلا دیا ہے کہ چوتھی انجیل اصل میں یوحنا رسول کی تصنیف نہیں ہے بلکہ انکی موت کے بعد کسی اور شخص نے لکھکر انکی طرف منسوب کر دی ہے - اور واقع میں اس انجیل کی داخلی اور خارجی شہادتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انجیل کسی بے تمیز مصنف کی لکھی ہوئی اور الہامی نہیں ہے - اول تو وہ انجیل پہلی تین انجیلوں سے ایسی متناقض ہے کہ اگر پہلی تین انجیلوں کو صحیح سمجھا جائے تو یہ کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتی اور اگر اس انجیل کو صحیح خیال کیا جائے تو پہلی تینوں انجیلیں لغو ہیں - ان تناقضوں کی نظیریں ہم آگے چلکر لکھینگے - علاوہ اس کے پہلی تین انجیلوں میں مسیح کے دوبارہ آمد کی نسبت واضح طور پر لکھا ہے کہ مسیح اپنے زمانہ کے لوگوں کی زندگی میں دوبارہ آسمان سے اترینگے لیکن یوحنا کی انجیل میں اس امر کا اظہار بالکل نہیں کیا گیا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی تین انجیلیں اس زمانہ میں تصنیف ہوئی تھیں جس وقت بعض اشخاص مسیح کے ہمعصروں میں سے زندہ تھے - اس لیئے ان تینوں مصنفوں نے بلا خوف تکذیب مخالفین یہ بات لکھدی کہ ابھی کوئی شخص مسیح کے معاصرین میں سے زندہ ہی ہوگا کہ مسیح آسمان سے بادلوں میں جہان کا فیصلہ کرنے کے لیئے اتر آوینگے - اور اسکے ساتھ ہی مسیح کے تاکیدی کلام کی نقل کی کہ زمین آسمان ٹل جاوینگے لیکن یہ بات نہ ٹلے گی [ا] - لیکن خلاف اس کے یوحنا کی انجیل کے مصنف نے اس مشہور عام اور مسلم مسئلہ کو بجنسہٖ لکھنا نہ چاہا بلکہ اسکی اور طرح سے تاویل کر دی (دیکھو یوحنا باب ۵ پانچ آیت ۲۵ پچیس میں لکھا ہے میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ گھڑی آتی ہے اور اب ہی کہ جسمیں مردے خدا کے بیٹے کی آواز سنیں گے اور وے سنکر جئینگے) باوجودیکہ یوحنا کو اس خبر کے سنانے کا موقع آیا تھا جس کی نسبت پہلی تین انجیلوں نے بڑا زور دیکر ظاہر کیا تھا کہ مسیح کے معاصرین کے زمانہ میں قیامت آجاوے گی اور مسیح آجاوینگے - اس چوتھی انجیل کے مصنف نے جو اس

نوٹ فقرہ ۱ - متی باب [illegible] آیات [illegible] - متی باب [illegible] آیات [illegible] وغیرہ - متی باب [illegible] آیات [illegible] وغیرہ - متی باب [illegible] آیات [illegible] - مرقس باب [illegible] آیات [illegible] وغیرہ - مرقس باب [illegible] آیات [illegible] - لوقا باب [illegible] آیات [illegible] وغیرہ - لوقا باب [illegible] آیات [illegible] وغیرہ *

خبر کو بدل کر اور طرح سے لکھ دیا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت یہ انجیل تصنیف ہوئی تھی مسیح کے معاصرین میں سے کوئی زندہ نہ تھا۔ اگر چوتھی انجیل یوحنا رسول کی تصنیف ہوتی تو وہ خود مسیح کے معاصرین میں سے تھے اُن کو اپنی زندگی میں مسیح کے دیکھنے سے مایوسی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کے سوا کئی معجزے چوتھی انجیل میں اسطرح کے لکھے ہیں کہ پہلی تین انجیلوں میں اُن کا تذکرہ نہیں مثلاً لعزر کا چوتھے دن قبر میں سے زندہ کرنا۔ اور پانی کے مشکوں کو شراب میں بدلنا اور ایک حوض کے کنارے پر پڑے ہوئے مریض کو ایک کلمہ سے تندرست کرنا وغیرہ مذکور ہوئے ہیں۔ جب کہ پہلی انجیل والوں نے مسیح کی سوانح عمری لکھی اور چھوٹی چھوٹی باتیں بھی اپنی کتابوں میں درج کیں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر یہ بڑے معجزے صحیح ہوتے تو وہ پھر بھی اُن کو اپنی کتابوں میں نہ لکھتے۔ اور جن معجزوں سے یوحنا رسول واقف تھے تو ممکن نہیں کہ دوسرے حواری اور اُن کے شاگرد اُن سے واقف نہ ہوں پھر کس طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ چوتھی انجیل یوحنا کی ہے جس میں اسطرح کی باتیں درج ہیں جن سے دوسری انجیلوں کے مصنف واقف نہیں ہیں۔

علاوہ اسکے مسٹر رے نن (Renan) فرنچ فاضل اپنی مسیحی مذہب کی تاریخ کی چھٹی جلد صفحہ پانچسو تین میں لکھتے ہیں کہ جسٹن (Justin) شہید کے شاگرد طاشین+ کو یا تو یوحنا کی انجیل کا علم ہی نہ تھا یا وہ اس انجیل کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ اور ڈاکٹر سٹراس (Strauss) جرمنی اپنی کتاب سوانح عمری مسیح کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں کہ فاضل پاپی یاس (Papias) جس نے سب سے پہلے متی اور مرقس کی انجیلوں کا حال لکھا ہے اسکو بھی یوحنا کی انجیل کی اطلاع نہ تھی +

یہ چند دلایل نمونہ کے طور پر پیش کئے گئے ہیں۔ اسطرح کی اور بہت سی داخلی و خارجی شہادتیں متاخرین محققین نے لکھی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ چوتھی انجیل یوحنا رسول کی تصنیف نہیں ہے اب عیسائی بھائی جو بڑی علمیت اور تحقیق و حق پسندی کا دعوے کرتے ہیں ذرا انصاف کر کے بتلائیں تو کہ جن کتابوں کے نہ مصنفوں کا پتہ ہے کہ کون تھے اور نہ اُن کی تصنیف کے زمانہ اور مکان کا حال معلوم ہے اُنکو کسطرح سے صحیح اور معتبر اور الہامی کہہ سکتے ہیں؟ کیا تحقیق اور انصاف اسی کا نام ہے کہ جن کتابوں کی

نوٹ + یہ بزرگ دوسری صدی مسیحی کے آخیر میں موجود تھا +

اصل تاریخی طریق سے نہ معلوم ہو سکے اُنکو الہامی تسلیم کر لیا جائے؟ لیکن حقیقت میں یہ بات عیسائی لوگوں کی سمجھ سے باہر بھی نہیں ہے۔ کیونکہ جب اُنہوں نے مسیح علیہ السلام کو خیال کیا کہ ان کا کوئی دنیاوی باپ نہیں ہے تو اُن کو خدا کا حقیقی بیٹا بنا دیا باوجودیکہ مسیح بار بار اپنے آپ کو ابن آدم کہتے تھے اور اپنی عاجزی اور بے اختیاری اور بے علمی + ظاہر کرتے تھے۔ اگر ایسے اعتقاد والے لوگ کسی کتاب کو کسی مصنف کی طرف یقینی طور پر منسوب نہ کر سکنے کے باعث اُسکو خدا کی طرف منسوب کر دیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے بھلا انصاف تو کرو کہ اگر یہ انجیلیں مصنفوں سے ایک پشت بعد بھی مشہور ہوتیں تو سینکڑوں شہادتیں اُنکی مل سکتیں۔ کوئی کہتا کہ میں نے خود متی یا مرقس کے نسخے سے نقل کیا ہے۔ کوئی کہتا کہ ہمارے باپ دادے یا اُستاد نے فلانے بزرگ سے فلانی کتاب نقل کی ہے۔ کوئی مورخ لکھتا کہ فلانے بزرگ نے فلانی فلانی کتابیں لکھی تھیں۔ آجکل دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی مصنف کی کتاب کوئی تھوڑی خوبی بھی رکھتی ہے تو اُس کے مصنف کا نام اور اُسکی تصنیف کا زمانہ اور موقع بہتوں کو معلوم ہوتا ہے اور صدیوں تک اُسکی یادگار زمانہ میں موجود رہتی ہے۔ پھر بھلا ایسی کتابیں جو مسیحی مذہب کی بنیاد تھیں اگر وہ صحیح ہوتیں اور انہیں مصنفوں کی تصنیف ہوتیں تو مسیحی لوگ تو شروع سے ہی جیسے انجیل کی بعض آیتوں کو یاد رکھتے تھے ایسے ہی ان تصنیفات کے حالات متعلقہ کو بھی یاد رکھتے ٭

ڈاکٹر سٹراس جرمنی نے لایف یسوع کی پہلی جلد کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ ایسی نظیریں ہمارے زمانہ میں اور ہم سے پہلے بھی گذری ہیں کہ کسی شخص نے ایک کتاب لکھکر کسی دوسرے کی طرف منسوب کر دی اور لوگوں نے مدت تک اُس کتاب کو غیر مصنف کی تصنیف ہی سمجھا۔ اس کی نظیریں انہوں نے بیان کی ہیں منجملہ اُن کے ایک نظیر لکھتے ہیں کہ چارلس اول شاہ انگلستان کے قتل کے بعد ایک نئی کتاب مشہور ہوئی جو خیال کی گئی تھی کہ بادشاہ مرحوم نے اپنی قید کے زمانہ میں لکھی تھی۔ اور تمام انگلستان کے لوگ اُسکو بہت شوق سے پڑھتے تھے اور اُس کتاب کے مضمون کے باعث سے بادشاہ کو شہید کا لقب

نوٹ + متی باب ۲۴ چوبیس آیت ۳۶ چھتیس وغیرہ۔ مرقس باب ۱۳ تیرہ آیات ۳۲ بتیس وغیرہ بھی باب ۲۰ بیس آیت ۲۳ تئیس مرقس باب ۱۰ دس آیت ۴۰ چالیس ٭

دیا تھا۔ اُسی زمانہ میں ملٹن نے اُس کتاب کی تصنیف پر کچھ اشتباہ ظاہر کیا تھا۔ لیکن بعد کی تحقیق سے اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ وہ کتاب ایکزیٹر (Exeter) کے بشپ نے لکھ کر بادشاہ کی طرف منسوب کر دی تھی +

جان ٹولینڈ (John Toland) جو گذشتہ صدی کے شروع میں گذرا ہے اُس نے ملٹن کی سوانح عمری میں ایک جگہ یہ طرح سے لکھا ہے: "جب ہم اچھی طرح سے غور کرتے ہیں کہ یہ جھوٹی تصنیف کی نسبت چالیس سال کا عرصہ ہوا جو ہمارے زمانہ میں وقوع میں آئی ہے جس زمانہ میں علم اور تہذیب کی بہت ترقی ہے۔ اور جبکہ دونوں مخالف فریق ایک دوسرے کے حالات کی خوب نگرانی کر سکتے ہیں تب بھی ایک ایسی غلط نسبت کی ہوئی کتاب نے کیا کچھ ملکی اور مذہبی معاملوں میں انقلاب پیدا کر دیا تو مجھ کو تعجب نہیں آتا کہ مسیح کے نام سے اور اس کے شاگردوں اور خاص لوگوں کے نام سے پہلے زمانہ کے لوگوں میں جھوٹی تصنیفات مشہور ہو گئی ہوں جبکہ صرف اعتقاد کر لینا بہت ضروری خیال کیا جاتا تھا۔ اور جبکہ مکار لوگ ہر ایک فریق میں بہت موجود تھے اور لوگوں کو ایک دوسرے کے حالات بھی بہت کم معلوم ہوتے تھے اور تمام زمانہ میں تاریکی اور وہمی باتیں پھیلی ہوئی تھیں مجھ کو شک ہے کہ بہت سی جھوٹی کتابوں کی تحقیق ابھی تک نہیں ہوئی کیونکہ زمانہ بہت گذر چکا ہے اور نشانات اور علامات جن سے اُن کتابوں کا پتا لگتا محو ہو چکی ہیں۔ اور نیز پہلے زمانہ میں کمزور فریق کو ممکن نہ تھا کہ اپنے قوی مخالف کی نکتہ چینی کرتے۔ اور نیز غالب جماعت اپنے مخالفوں کی کتابوں کو جلوا دیا کرتے تھے یا اور کسی طرح سے نابود کر دیا کرتے تھے +

اس کے بعد ڈاکٹر مسٹروس لکھتے ہیں کہ مسیح سے کئی صدی پہلے اور کئی صدی بعد کے زمانہ میں ایسی بناوٹی تحریریں بہت ہوئی تھیں اور پہلے زمانہ کے مسیحی بلکہ اُنکے بعض اچھے فاضل بزرگ بھی ایسی جعلی تصنیفوں پر اعتقاد کر لیا کرتے تھے چنانچہ عہد جدید میں یہوداہ کے خط کی چودھویں آیت میں حنوک کی پیشین گوئی نقل کی گئی ہے جو حنوک کی موضوعہ کتاب میں موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدس یہوداہ بھی مقدس ٹرٹولین اور دوسرے بزرگوں کی طرح سے اس موضوع کتاب پر اعتقاد رکھتے تھے جو کہ ثابت ہوئی ہے کہ مسیح سے ایک صدی پہلے تصنیف ہوئی تھی +

مسیح سے دو سو سال پہلے ایک اسکندریہ کے یہودی ارسٹوبولس (Aristobulus) نامی نے یونانی شاعروں کے اشعار جمع کیے تھے یا بنا کر انکی طرف منسوب کر دیے تھے تاکہ یونانی لوگوں پر ظاہر ہو کہ یہودی توحید کا مسئلہ اُن کے شاعروں نے بھی لکھا ہے ایک اور یہودی نے ایک کتاب یونانی ارفی اس (Orpheus) شاعر کے نام سے لکھکر مشہور کی تھی جس میں براہیم اور موسیٰ اور اُن کے دس احکام کا تذکرہ کیا تھا۔ اور اسی طرح ہیومر یونانی کے نام سے کچھ تحریریں لکھکر مشہور کی تھیں جنہیں جہان کا سات دنوں میں پیدا کرنا اور سبت کے دن کو متبرک قرار دینے کی بابت لکھا تھا۔ لیکن ارسٹوبولس اپنے لوگوں کے اعتقاد کو خوب سمجھتا تھا اُس کے ملک کے لوگ اُس بات پر اعتقاد کر لیتے تھے جو اُن کے اعتقاد کو مدد دیتے تھے۔ بلکہ عیسائی فاضل اور بزرگ کلیمنٹ یوزی بی اس (Clement Eusebius) جیسے ایسی مصنوعی کتابوں کے حوالہ دیا کرتے تھے +

اسیطرح کاہنہ عورتوں کی پیشینگوئیاں بھی لوگ کتابوں میں لکھکر مشہور کیا کرتے تھے جو مسیح سے دو سو سال پہلے سے لے کر مسیح کی تیسری صدی کے اخیر تک ایسی مصنوعی پیشینگوئیاں لکھی گئی تھیں اُن کو مسیحی بزرگ بھی معتبر سمجھتے تھے۔ ان مشہور نبیہ عورتوں کی مصنوعی کتابوں میں صرف عدن کا سانپ اور بابل کا برج ہی نہیں مذکور ہوا ہے بلکہ مسیح کے معجزے اور انکی زندگی اور انکا بیماروں کا اچھا کرنا مُردوں کو زندہ کرنا سطح سمندر پر چلنا پانچ ہزار آدمیوں کو کھانا کھلانا کانٹوں کا تاج سر کہ صدمۂ صلیب تین دن کے بعد پھر زندہ ہو جانا۔ بلکہ بعضے شعروں کے اول کے حروف لے کر کے مسیح کا نام نکلنا وغیرہ ایسی باتیں اُن میں لکھی ہوئی تھیں۔ اور مسیحی بزرگ بغیر شک کرنے کے اپنی تحریروں میں اُن کے حوالے دیا کرتے تھے +

مسیحی جو یہودیوں کی مانند مشرک نبیہ عورتوں کی پیشینگوئیاں گھڑا کرتے تھے۔ اُنہوں نے یہودیوں کے ساتھ بحث کرنے میں عہد قدیم کے یونانی ترجموں میں عبارتیں بڑھانی شروع کر دی تھیں جسطرح سے مسیح کی صلیب کا ذکر زبور میں بڑھا دیا تھا اور اُن کا دوزخ میں اُترنا یرمیاہ میں لکھدیا تھا۔ اور جب یہودیوں نے کہا کہ ہمارے نسخوں میں یہ عبارتیں نہیں ہیں بلکہ عیسائیوں نے تحریف کی ہے تو عیسائی بزرگوں نے جرأت یا سادگی سے جواب دیا کہ یہود نے مسیح کی پیشینگوئیوں کو

اپنی کتاب میں سے نکال ڈالا ہے جب مسیحیوں کو یہ خیال ہوا کہ میکا کے پانچویں باب میں مسیح کی پیدایش بیت لحم میں لکھی ہے تو اُنہوں نے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مسیح واقع میں بیت لحم میں پیدا ہوئے تھے۔ لیکن مسیح کے والدین ناصرہ میں رہتے تھے اُن کے بیت لحم جانے کے لیئے کوئی وجہ ہونی چاہیئے تھی اس لیئے اُنہوں نے یہ بات بنائی کہ قرینوس یہود کے حاکم نے جو مردم شماری کا حکم دیا تھا اس لیئے سب یہودی اپنے اپنے وطن میں آکر اپنی اسم نویسی کراتے تھے اور اس لیئے مسیح کے والدین یوسف اور مریم بھی بیت لحم کو گئے تھے وہاں پہنچتے پر مسیح پیدا ہوئے۔ حالانکہ قرینوس یہودیہ کا حاکم کبھی نہیں ہوا۔ بیشک وہ سوریہ کا حاکم تھا اور اس عہدہ پر ہونے کے باعث یہودیہ کی مردم شماری بھی کرا سکتا تھا اور کرائی تھی۔ مگر یہ مردم شماری مسیح کی پیدایش سے نو سال کے بعد ہوئی تھی + یہ قصہ ویسا ہی مصنوعی ہے جیسے اعمال پلاطوس میں صلیب کا قصہ مفصل لکھا ہے۔ اور گو یہ کتاب موضوعہ ہے تاہم مقدس جسٹن مسیح کی صلیب کا قصہ اس کتاب سے نقل کرتے ہیں۔ اب تمام عیسائی اس بات کو مانتے ہیں کہ کسی مسیحی نے یسوع کی موت اور دوبارہ جی اُٹھنے کے قصہ کو زیادہ معتبر بنانے کے لیئے ایک کتاب میں جو پلاطوس کے نام سے شاہ طائیبیرس کو لکھی گئی ظاہر کی تھی درج کر دیا تھا +

یوسی بی اس مورخ نے ایک اور عجیب قصہ عبرانی کتاب سے نقل کیا ہے جسمیں مسیح اور شاہ ابگیرس (Abgarus) کی خط و کتابت لکھی ہے۔ ابگیرس ایک چھوٹا رئیس دریائے فرات کی دوسری طرف رہتا تھا اور کسی ناقابل علاج بیماری میں مبتلا تھا۔ جب اُس نے سنا کہ مسیح معجزہ سے بیماروں کو اچھا کرتے ہیں تو اُس نے ایک ایلچی آنانی اس (Ananias) نامی خط دے کر مسیح کے پاس بھیجا اور اُس میں لکھا کہ تیرے کاموں سے میں جانتا ہوں کہ تو خدا ہے یا خدا کا بیٹا ہے میرے پاس آکر رہو اور یہود کی عداوت سے امن پاؤ۔ مسیح نے جواب ذیل لکھکر ایلچی کو واپس بھیجا۔ مبارک ہے تو اے ابگیرس جو مجھ پر بغیر دیکھے کے ایمان لایا ہے۔ کیونکہ میری بابت لکھا ہے کہ جو لوگ مجھ کو دیکھتے ہیں وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ تاکہ جو لوگ مجھ کو نہیں دیکھتے ایمان

نوٹ + بعد کی اس کتاب اشاعت دو ایک نقرہ ایک اعمال باب پانچ آیت سینتیس +

لا دینا اور نجات پاویں † اور تو جو چاہتا ہے کہ میں تیرے پاس آکر رہوں تو اس کا
جواب یہ ہے کہ مجھ کو پہلے اس جگہ وہ تمام کام کرنے چاہئیں کہ جنکے واسطے میں بھیجا
گیا ہوں اور اُن سے پورا کرنے کے بعد اُس کے پاس جاؤں جس نے مجھ کو بھیجا ہے۔
اور جب میں آسمان پر چلا جاؤں گا میں اپنے شاگردوں میں سے ایک کو تیرے پاس
بھیجوں گا جو تیری بیماری کو دور کرے گا۔ اور تجھ کو اور تیرے لوگوں کو زندگی بخشیگا ✠

اب ہم اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ سردار ابگیرس کے ملک آڈیسہ (Edessa)
میں مسیحی مذہب دوسری صدی میں پہنچا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ یوسی بی اس جیسے معتبر
مورخ نے اس جھوٹے قصہ کو کسطرح سے اپنی کتاب میں درج کر دیا۔ مسیح کے آسمان پر جانے
کے بعد اُن کا کوئی شاگرد ابگیرس کے پاس نہیں گیا ✠

ان چاروں اناجیل مروجہ میں سے پہلی تین انجیلیں آپس میں بہت متفق ہیں
لیکن چوتھی انجیل ان تین انجیلوں کے مضمون سے بہت اختلاف رکھتی ہے۔ اس لیئے
ہم اول پہلی تین انجیلوں کی نسبت بحث کریں گے کہ کہاں تک ان کی سند پرانی اور معتبر
کتابوں سے مل سکتی ہے۔ اس کے بعد چوتھی انجیل کی نسبت علیحدہ گفتگو کیجاوے گی
اگرچہ یہ بات مسلم ہے کہ پہلی صدی میں اور دوسری صدی کے شروع میں ان چار
انجیلوں کا حال کوئی نہیں جانتا تھا۔ دوسری صدی کے اخیر میں عموماً مسیحی لوگ ان کو
تسلیم کرنے لگ گئے تھے تاہم اُس وقت اور بہت سی انجیلیں بھی معتبر خیال کیجاتی تھیں جو
رفتہ رفتہ چوتھی صدی میں غیر معتبر قرار دیگئی ہیں۔ سب سے اول ان چار انجیلوں کا
تذکرہ ‡ بشپ آئی رینیئس نے دوسری صدی کے اخیر میں اور مقدس کلیمنٹ اسکندریہ
والے نے تیسری صدی کے شروع میں اور نیز مقدس ٹرٹولیئن نے تیسری صدی
کے شروع میں اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ اگرچہ اُسوقت اور انجیلیں موجود تھیں اور بزرگ

نوٹ † مسیح اس جگہ اُس آیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو یوحنا کے باب [illegible] میں [illegible]

‡ فاضل رینن اپنی لائف مسیح کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ یہ چاروں انجیلیں متی مرقس وغیرہ کی نہیں
کہلاتیں بلکہ انکے شروع میں یہ القاب لکھے ہوئے ہیں "انجیل متی کی موافق" "انجیل مرقس کی موافق"
"انجیل لوقا کی موافق" "انجیل یوحنا کی موافق" ان القابوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ انجیلیں ان بزرگوں
کی تصنیف نہیں ہیں بلکہ ان کی روایتیں لیکر کسی اور شخص نے جمع کر کے لکھدیا انجیل فلانے بزرگ کی موافق

مسیحی اپنی تحریروں کی تقریروں میں اُنکے حوالہ دیا کرتے تھے۔ لیکن ان تینوں بزرگوں کے زمانہ سے آجتک ان چار اناجیل مروجہ کا اعتبار بڑھتا گیا اور باقی اناجیل رفتہ رفتہ غیر معتبر غیر صحیح محرف اور موضوع خیال کیجاکر نیست و نابود ہوتی گیئں ✤

باب دوم

پہلی تین اناجیل کی تحقیق کتب قدیمہ کے ذریعہ سے

اگر یہ سوال کیا جاوے کہ چار ہی انجیلیں کیوں مقرر کیں؟ تو اس کا جواب بشپ آئی رینیئس لکھتے ہیں کہ انجیل مسیحی مذہب کا ستون ہے جو کہ تمام جہاں میں پھیلا ہوا ہے اور تمام جہان کی چار سمتیں ہیں اس لیئے انجیلیں بھی چار ہی ہونی چاہئیں ایسی اور بھی کئی مناسبتیں اُنہوں نے لکھی ہیں جنکو ہم مقدمہ میں بیان کر چکے ہیں۔ لیکن یہ زمانہ مصنفوں کی موت سے کم سے کم ایک صدی بعد کا ہے اس لیئے ان کی تحریر اُنکی نسبت چنداں قابل اعتبار کے نہیں ہے اس سے بھی قریب زمانہ کی تحریر کوئی ملجائے تو وہ قابل غور کے ہوگی۔ جب تلاش کیا گیا تو یوزیبی اس مورخ کی کتاب میں پاپی اس کی شہادت پہلی دو انجیلوں کی نسبت پائی گئی۔ پاپی اس دوسری صدی کے پہلے نصف میں ہیرا پولیس کا بشپ تھا اور جس نے رسولوں کی روایتیں معتبر شخصوں کی زبانی تنکر جمع کی تھیں۔ یہ مصنف لکھتا ہے کہ مُقدس متی نے سردار یسوع کی تقریریں عبرانی زبان میں جمع کی تھیں اس کے بعد ہر ایک شخص نے اُنکا ترجمہ اپنی طاقت اور سمجھ کے موافق کیا مقدس متی نے اپنی انجیل کو عبرانی زبان میں لکھا ہے اس کا ثبوت پاپی اس کے سوا اور بھی بہت بزرگوں کی تحریروں سے پایا جاتا ہے۔ بلکہ مذکورہ بزرگوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس نے عبرانی انجیل فلسطین کے مسیحیوں کے واسطے لکھی تھی اور یوزیبی اس نے اسکے ساتھ اتنی بات اور بڑھا دی ہے کہ جب

مقدس متی عبرانیوں کو چھوڑ کر دوسری طرف جانے والے تھے اس وقت اپنی عبرانی انجیل لکھ کر عبرانیوں کو دے گئے تھے مقدس جیروم جسکا نام ہیرانیمس مشہور ہے وہ پانچویں صدی کے شروع میں لکھتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ عبرانی انجیل کو کس نے یونانی زبان میں ترجمہ کیا۔ ان حوالوں کے لکھنے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مقدس متی نے اپنی انجیل پہلے عبرانی زبان میں لکھی تھی اور پھر اُس کا کسی شخص نے جسکا حال معلوم نہیں ہے یونانی میں ترجمہ کیا۔ اب عجیب بات یہ ہے کہ پاپی اس لکھتے ہیں کہ متی نے صرف مسیح کی تقریروں کو جمع کیا تھا اور ہر ایک شخص نے اپنی لیاقت اور سمجھ کے موافق اُسکا ترجمہ کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اس انجیل کے بہت ترجمے ہو گئے تھے اور وہ ترجمے آپس میں ایک دوسرے سے موافق نہیں تھے بلکہ مترجمین نے اپنی اپنی سمجھ کے موافق اُن تقریروں کے ساتھ کچھ تاریخی واقعات بھی بڑھا دیئے تھے۔ جب پاپی اس کی تحریر سے معلوم ہوا کہ متی نے صرف مسیح کی تقریروں کو جمع کیا تھا اور ہر ایک شخص نے اپنی اپنی سمجھ کے موافق اُسکا ترجمہ کیا اور مقدس جیروم لکھتے ہیں کہ جس شخص نے متی کی انجیل کا یونانی میں ترجمہ کیا تھا اُسکا حال معلوم نہیں کہ کون تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو انجیل متی کی ہمارے زمانہ میں موجود ہے یہ اصلی انجیل کا بعینہ ترجمہ نہیں ہے۔ کیونکہ اسمیں مسیح کی تقریروں کے ساتھ بہت تاریخی واقعات بھی لکھے ہیں † ‡

وہی بزرگ پاپی اس نامی مرقس کی انجیل کی نسبت لکھتے ہیں کہ مرقس پطرس رسول کا ترجمان تھا اور جو کچھ اُن سے سنا تھا اُس نے ایک کتاب میں بلا ترتیب جمع کر دیا ‡ لیکن

نوٹ † مقدس جیروم اور کئی اور بزرگ بھی ناصریوں کی عبرانی انجیل کو متی کی اصلی انجیل خیال کرتے تھے مگر جو آیات اس انجیل سے اکثر بزرگوں نے اپنی تحریروں میں نقل کی ہیں وہ یا تو موجودہ انجیل کی آیتوں سے بہت مختلف ہیں یا بالکل اس انجیل میں نہیں پائی جاتیں۔ ڈاکٹر مشرورمن جز متی کی لائف مسیح ۲۰

‡ یوزی بی اس نے جو پاپی آس کی روایت مرقس کی انجیل کی نسبت نقل کی ہے اسکا لفظی ترجمہ یہ ہے "مرقس جو پطرس کا ترجمان تھا اُس نے جو کچھ مسیح کے اقوال افعال کی نسبت سنا تھا جہاں تک اسکو یاد رہا صحت کے ساتھ مگر بلا ترتیب لکھا اور خود مسیح کا کلام سننے والا نہیں تھا اور نہ کبھی مسیح کے ساتھ رہا لیکن جیسا کہا گیا ہے بعد میں پطرس کے ساتھ رہا اور اُسکے کلام بھی سنتا رہا اور حسب موقع و ضرورت اُسکے لیکچروں کو جمع کرتا رہا۔ مگر اُس نے مسیح کی تقریروں کے جمع کرنیکا ارادہ کیا تھا سو مرقس پر کوئی الزام نہیں اور جب اس نے کچھ باتیں لکھ دیں جو اُس نے سنی تھیں صرف اُسکا یہی مطلب تھا

اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرقس کی انجیل کے مضامین کی ترتیب لوقا اور متی کی ترتیب سے بہت مختلف نہیں ہے۔ اور تھوڑا اختلاف تو تینوں انجیلوں میں باہم دیگر مقابلہ کرنے سے پایا جاتا ہے۔ پیپاس لکھتے ہیں کہ مرقس نے جو کچھ پطرس سے مسیح کی نسبت سنا تھا بلا ترتیب جمع کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مرقس کی انجیل پاپیاس کو ملی تھی انجیل موجودہ کے مخالف تھی۔ اس لیئے اب مرقس کی انجیل بھی اصلی انجیل نہیں رہی ✢

لوقا کی انجیل کی نسبت خارجی شہادتیں تو زیادہ معتبر نہیں ملتی ہیں لیکن اسکی داخلی شہادت ہم کو بہت کچھ بتلاتی ہے۔ یہ مصنف اپنی انجیل کی پہلی چار آیتوں میں لکھتا ہے "چونکہ بہتوں نے کمر باندھی کہ اُن کاموں کا جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کریں جسطرح سے اُنہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنے والے تھے ہم سے روایت کی میں نے بھی مناسب جانا کہ سب کو سر سے صحیح طور پر دریافت کرکے تیرے لیئے اے بزرگ تھیوفلس بہ ترتیب لکھوں تاکہ تو اُن باتوں کی حقیقت کو جنکی تو نے تعلیم پائی جانے" ان آیتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس وقت اس مصنف نے اپنی انجیل لکھی تھی اُس وقت بہت سی انجیلیں موجود تھیں اور وہ سب انجیلیں صحیح تھیں۔ اور دوسری یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جسقدر انجیلیں اُس کے زمانہ میں موجود تھیں اُن میں سے کوئی بھی کسی حواری کی لکھی ہوئی نہیں تھی۔ اور تیسری یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس مصنف نے کسی حواری سے اپنی انجیل کو نقل نہیں کیا بلکہ اُنہیں بہت سی انجیلوں سے جو اس زمانہ میں موجود تھیں انتخاب کرکے اپنی انجیل لکھی تھی۔ مقدس آئرینیئس لکھتے ہیں کہ لوقا جو پولوس کے رفیق تھے انہوں نے ایک انجیل پولوس کے وعظوں کو نقل کرکے لکھی تھی † اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس لوقا کی انجیل کا مقدس آئرینیئس تذکرہ کرتے ہیں وہ یہ انجیل نہیں ہے جسکو مصنف نے بہت سی انجیلوں سے انتخاب کرکے لکھا تھا۔ یہاں تک جو انجیلوں کی بابت تحقیق کی گئی کہ

بقیہ نوٹ کہ جو کچھ اس نے سُنا تھا وہ صحیح طور پر لکھدیوے۔ ڈاکٹر مسٹر ڈس جمیسی کی لائف مسیح

نوٹ † پولوس رسول کبھی مسیح کے ساتھ رہے اور نہ اُنکے وعظ سُنے اس واسطے یہ خود مسیح کے اقوال و افعال کے چشمدید گواہ نہیں تھے۔ پھر یہ رسول اُن باتوں کو جو لوقا نے شروع سے اخیر تک مسیح کی نسبت سلسلہ وار لکھی ہیں کیونکر بیان کر سکتے تھے ✢

پہلی صدی عیسوی میں تو ان تینوں انجیلوں کو کوئی جانتا ہی نہ تھا اور دوسری صدی اور اسکے بعد کے مصنفوں نے جن انجیلوں کا تذکرہ کیا ہے وہ ان موجودہ انجیلوں سے بہت کچھ مختلف تھیں اس لیئے تینوں کسی طرح صحیح اور قابل اعتبار نہیں ہوسکتیں۔
اگرچہ تیسری انجیل بہ نسبت پہلی اور دوسری کے زیادہ باقاعدہ اور ایک ہی مصنف کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے لیکن خود اس مصنف کی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب الہامی نہیں ہے بلکہ مصنف نے بہت سی کتابوں اور زبانی روایتوں سے اپنی کتاب کے مضامین جمع کیئے ہیں۔ اور ان مضامین کا امتحان کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب معتبر تاریخ کے کسی درجہ کی بھی نہیں ہے۔ اگرچہ مصنف بھی اس نقص سے آگاہ ہو گیا

نوٹ:- لوقا کی انجیل کا اور رسولوں کے اعمال کا ایک ہی مصنف ہے اس میں زیادہ تشکک کرنے کی گنجایش نہیں کیونکہ مصنف خود اعمال کے شروع میں اپنی مصنفہ انجیل کا ذکر کرتا ہے۔ اور جیسے مختلف بیان لوقا کی انجیل میں پائے جاتے ہیں جو اوپر بیان کیئے گئے ہیں ایسے ہی بلکہ اس سے بڑھکر اعمال رسولوں میں پائے جاتے ہیں مثلاً پولوس رسول کے عیسائی ہونے کا قصہ اس میں تین جگہ لکھا ہے۔ پہلی دفعہ خود مصنف نے بیان کیا ہے اور دوسری اور تیسری دفعہ پولوس رسول کا بیان نقل کیا ہے۔ مگر وہ ایک ہی واقعہ ایک ہی کتاب میں تین مختلف طور پر بیان ہوا ہے جنکی کسی طرح تطبیق نہیں ہوسکتی۔ اعمال کے باب ۹ نو میں یہ قصہ اسطرح لکھا ہے "اور جاتے جاتے ایسا ہوا کہ جب دمشق کے نزدیک پہونچا تو اکبارگی آسمان سے ایک نور اسکے چوگرد چمکا تب وہ زمین پر گر پڑا اور اُس نے ایک آواز سنی جو اُسے کہتی تھی اے سولس سولس تو مجھے کیوں ستاتا ہے اُس نے پوچھا کہ اے خداوند تو کون ہے۔ خداوند نے کہا میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے .... اور وے مرد جو اُسکے ہمراہ تھے حیران کھڑے رہ گئے کہ آواز تو سنتے پر کسیکو نہ دیکھتے تھے" دوسری جگہ باب ۲۲ بائیس میں پولوس رسول کی زبانی یہ قصہ اسطرح مذکور ہوا ہے "یہ جب میں چلا جاتا اور دمشق کے نزدیک پہنچا تھا تو ایسا ہوا کہ دوپہر کے قریب اچانک ایک بڑا نور آسمان سے میرے گرداگرد چمکا اور میں زمین پر گر پڑا اور آواز سنی جو مجھے کہتی تھی کہ اے سولس سولس تو مجھے کیوں ستاتا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ اے خداوند تو کون ہے .... اور میرے ساتھیوں نے نور تو دیکھا اور ڈر گئے لیکن اُسکی آواز جو مجھ سے بولا یا تھا نہ سنی" اور تیسری جگہ باب ۲۶ چھبیس میں یہ قصہ پولوس رسول سے بھی اسطرح منقول ہوا ہے "دوپہر کو اے بادشاہ

ہوگا۔ لیکن اپنی خوش اعتقادی کے باعث اُس نے اپنی طرف سے زیادہ تصرف کرنا نہ چاہا ہوگا تاہم اس میں شک نہیں ہے کہ جو مضامین اس کتاب میں لکھے گئے ہیں بہت سے اُن میں سے یقیناً غلط ہیں۔ مثلاً اس کتاب کے شروع میں پہلے ذکریا کے بیٹے یحییٰ کی پیدایش کا قصہ لکھا ہے جسمیں لکھا ہے کہ فرشتہ نے ذکریا کو خبر دی کہ تیرے بیٹا پیدا ہوگا اور وہ خداوند کے حضور میں بزرگ ہوگا اور بنی اسرائیل میں سے بہتوں کو اُن کے خداوند کی طرف پھیرے گا اور وہ خداوند کے آگے الیاس کی طبیعت اور قوت کے ساتھ چلیگا (دیکھو لوقا باب اول) گویا فرشتہ نے پہلے سے ہی ذکریا کو نہ صرف یحییٰ کی پیدایش کی خبر دی تھی بلکہ یہ بھی بتلا دیا تھا کہ وہ الیاس ہوکر مسیح کے آگے لوگوں کو تیار کریگا۔ اس کے بعد مسیح کی پیدایش کا حال لکھا ہے کہ فرشتہ نے مریم کو آکر مبارکباد دی اور سلام کیا اور مسیح کے پیدا ہونے کی خبر دی اور یہ بھی بتلا دیا کہ خدا کا بیٹا کہلائے گا اور خدا اُسکے باپ داؤد کا تخت اُسے دے گا اور وہ ہمیشہ یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کرے گا اور اُسکی بادشاہت کبھی آخر نہوگی

بقیہ نوٹ۔ میں نے راہ میں دیکھا کہ آسمان سے ایک نور سورج سے براق میرے اور میرے ساتھیوں کے گرد چمکتا ہے۔ جب ہم سب زمین پر گر پڑے میں نے ایک آواز سُنی جو مجھ ہی سے بولتی اور عبرانی زبان میں کہتی تھی کہ اے سولس سولس تو مجھے کیوں ستاتا ہے! اب اس ایک ہی وقوعہ کے ایک ہی مصنف کی ایک ہی کتاب میں تین بیانات کو دیکھا جاتا ہے تو بڑا اختلاف پایا جاتا ہے پہلے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ نور کو دیکھکر پولوس زمین پر گر پڑا اور ساتھی کھڑے رہے جنھوں نے آواز تو سُنی اور کچھ نہ دیکھا دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ساتھیوں نے نور تو دیکھا پر آواز نہ سُنی تیسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پولوس اور پولوس کے ساتھی سب زمین پر گر پڑے ٭

جس مصنف کے بیان میں ایسی بے پروائی پائی جائے اُسکا کلام کسطرح معتبر خیال کیا جاتا ہے۔ اور معاذ اللہ روح قدس کی طرف ایسی غلط بیانی کس طرح منسوب ہو سکتی ہے اور یہ غلطی اُس شخص کے حال کے لکھنے میں ہوئی جس کے ساتھ یہ مصنف رہا کرتا تھا اور جس کے وعظ سنا کرتا تھا پھر جسکو نہ دیکھا اور نہ سُنا یعنی مسیح کو پھر اُسکی تاریخ لکھنے میں کیا کچھ غلطیاں نہ ہوئی ہونگی ٭

اور پھر لکھا ہے کہ مریم حاملہ ہو کر زکریا کے گھر میں گئی اور جوں ہی زکریا کی بی بی نے مریم کا سلام سنا تو روح قدس سے بھر گئی اور اُسکے پیٹ میں لڑکا اچھل پڑا اور اُس نے مریم کو خبر دی کہ تو مبارک ہے اور تیرے پیٹ کا پھل مبارک ہے۔ اور یہ بھی اس نے مریم کو بتلا دیا کہ تیرے پیٹ میں میرا خداوند ہے کیونکہ تیرے سلام کی آواز سنتے ہی لڑکا میرے پیٹ میں اچھل پڑا۔ اور اسکے بعد مریم نے جواب دیئے ہیں اُن سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ مریم اچھی طرح جانتی تھی کہ میرے پیٹ میں مسیح ہے اور پھر ان تمام باتوں کا چرچا تمام یہودیہ میں پھیلا۔ اور زکریا نے بھی الہام سے مسیح کی آمد کا حال بیان کیا اور اشتباہ کے طور پر نہیں بلکہ یقینی طور پر اس معاملہ کا اظہار کیا

یہاں تک جو قصہ مذکور ہوا ہے یہ لوقا کے پہلے باب میں درج ہے۔ دوسرے باب میں مسیح کی پیدایش کا حال لکھا ہے کہ وہ بیت لحم میں پیدا ہوئے اور اسی رات جنگل میں گڈریوں پر خدا کا فرشتہ ظاہر ہوا اور خدا کا نور اُن کے گرد چمکا۔ اور فرشتہ نے گڈریوں کو بتلایا کہ داؤد کے شہر میں آج تمہارے لئے ایک نجات دہندہ پیدا ہوا اور وہ مسیح خداوند ہے۔ اور پھر وہ گڈریے فرشتے کے بتائے ہوئے نشان کے موافق بیت لحم میں آئے اور مریم اور یوسف اور مسیح کو دیکھا اور جو بات فرشتے سے مسیح کی نسبت سنی تھی لوگوں میں مشہور کی اور لوگوں نے ان باتوں کو سنکر تعجب کیا۔ اور مریم نے ان سب باتوں پر غور کر کے دل میں یاد رکھا۔ یسوع کی ختنہ بھی آٹھ روز کے بعد ہوئی۔ اور چالیس روز کے بعد اسکے والدین اُسکو بیت المقدس میں لائے اور اُسی وقت ایک شمعون نامی بزرگ نے مسیح کو اپنے ہاتھوں پر اُٹھا کر خدا کی تعریف کی۔ اور مسیح کی بزرگی کا لوگوں میں اظہار کیا اور مریم کو مسیح کی نسبت جو کچھ آئندہ ہونے والا تھا بتلایا۔ اور پھر ایک بیوہ عورت انّا نامی جسکی عمر چوراسی برس کی تھی اور ہیکل میں ہی رہا کرتی تھی اور رات دن عبادت کیا کرتی تھی اُس نے بھی سب لوگوں کو جو مسیح کے منتظر تھے مسیح کا حال سنایا ٭

اگر یہ تمام قصہ صحیح ہے تو ضرور تھا کہ مسیح کو تمام لوگ جانتے ہوتے۔ اور مسیح کی پیدایش سے ہی سب لوگ مسیح پر نظر رکھتے اور امید کرتے کہ اسکے ذریعہ سے ہمکو نجات حاصل ہوگی اور مسیح کے جوان ہونے تک تمام یہودیہ اور اسرائیل کے لوگ مسیح سے بخوبی واقف

ہو جاتے۔ اور خاص کرکے جب یوحنا نے مسیح کی بابت شہادت دیدی تھی جسکو لوگ
پہلے سے مسیح کے آگے آنے والا جانتے تھے۔ پھر تو کسیکو بھی یسوع کی مسیحیت میں اشتباہ نرہتا
لیکن باوجود ان تمام باتوں کے اور ان معجزوں کے جو یسوع اکثر جا بجا دکھلاتے پھرتے
تھے کبھی کسی نے ان کو مسیح نہ جانا۔ اور مسیح خود بھی اپنے آپ کو چھپاتے رہے یہانتک کہ آخر
کو پطرس نے یسوع کی مسیحیت کا اقرار کیا۔ اور یہی بات نہیں کہ لوگ مسیح کو پہچانتے تھے اور
مسیح اپنے آپ کو چھپانا چاہتے تھے بلکہ چاروں انجیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یسوع کو
کوئی بھی مسیح نہیں جانتا تھا۔ چنانچہ متی باب ۱۶ سولہ کی آیات تیرہ ۱۳ وغیرہ میں لکھا ہے
"اور یسوع نے قیصریہ فلپی کی اطراف میں آکر اپنے شاگردوں سے پوچھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں
کہ میں جو ابن آدم ہوں کون ہوں۔ انہوں نے کہا کہ بعض کہتے ہیں کہ تو یوحنا بپتسمہ دینے والا
ہے اور بعض الیاس اور بعض یرمیاہ نبیوں میں سے کوئی۔ اُسنے انہیں کہا پر تم کیا کہتے ہو کہ میں کون
ہوں۔ شمعون پطرس نے جواب میں کہا تو مسیح زندہ خدا کا بیٹا ہے"۔ اور اسیطرح مرقس
باب ۸ آٹھ آیات ۲۷ ستائیس وغیرہ میں لکھا ہے اور لوقا باب ۹ آیات اٹھارہ ۱۸ وغیرہ میں
لکھا ہے۔ اور چوتھی انجیل میں اسطرح پر تو بیان نہیں ہوا لیکن مسیح کی مسیحیت کو تمام لوگوں کا
نہ جاننا انجیل سے بھی نہیں پایا جاتا۔ غرض چاروں انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کو
اخیر عمر تک معتقدین تو نہیں جانتے رہے اور دوسرے لوگ کچھ برے القاب سے نامزد
کرتے تھے۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ مسیح کے رشتہ دار بھی انکو نہیں جانتے تھے کہ یہ مسیح ہیں بلکہ
انکی بعض حرکتوں سے وہ انکو پاگل سمجھتے تھے۔ چنانچہ مرقس باب ۳ تین آیت اکیس ۲۱ میں لکھا
ہے "جب اُس کے ناطے داروں نے یہ سنا تو وے اُسے پکڑنے آنکلے کیونکہ انہوں نے
کہا کہ وہ بے خود ہے" اور یوحنا باب ۷ سات آیات ۳ تین وغیرہ میں لکھا ہے "تب
اُسکے بھائیوں نے اُسسے کہا یہاں سے روانہ ہو اور یہودیہ میں جا تاکہ اُن کاموں
کو جو تو کرتا ہے تیرے شاگرد بھی دیکھیں کیونکہ ایسا کوئی نہیں جو کچھ کام چھپکے کرے
اور چاہے کہ آپ مشہور ہووے اگر تو یہ کام کرتا ہے تو اپنے تئیں جہان کو دکھا کیونکہ اُسکے
بھائی بھی اُس پر ایمان نہ لائے تھے" ان آیات سے بخوبی ظاہر ہے کہ یسوع کو نہ انکے رشتہ دار
نہ اُن کے وطن کے لوگ کوئی بھی انکو مسیح نہیں جانتا تھا۔ متی کے باب ۱۲ بارہ آیات
چھیالیس ۴۶ وغیرہ میں لکھا ہے "جب وہ جماعتوں سے یہ کہہ رہا تھا دیکھو اُسکی ماں اور

اُسکے بھائی باہر کھڑے اُس سے بات کیا چاہتے تھے تب کسی نے اس سے کہا کہ دیکھ تیری ما اور تیرے بھائی باہر کھڑے تجھ سے بات کیا چاہتے ہیں۔ پر اُس نے جواب میں خبر دینے والے سے کہا کون ہے میری ما اور کون ہیں میرے بھائی اور اپنا ہاتھ اپنے شاگردوں کی طرف بڑھا کے کہا کہ دیکھ میری ما اور میرے بھائی کیونکہ جو کوئی میرے باپ کی جو آسمان پر ہے مرضی پر چلتا ہے میرا بھائی اور بہن اور ما وہی ہے۔ یہی گفتگو مسیح کی مرقس کے باب ۳ تین آیات اکتیس ۳۱ وغیرہ میں بھی لکھی ہے۔ اور پھر لوقا کے باب ۸ آٹھ آیات انیس ۱۹ وغیرہ میں بھی یہی تذکرہ ہے۔ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کے بھائی اور اُسکی ما بھی ایمان نہ لاتے تھے۔ لیکن لوقا کے پہلے دو باب سے معلوم ہوتا ہے کہ یسوع کی پیدایش سے پہلے سے اُنکی مسیحیت کی شہرت ہونی شروع ہو گئی تھی۔ اور اُنکی طفولیت سے ہی بہت لوگ اُنکو مسیح جانتے تھے۔ یہ تناقض لوقا کی اپنی کتاب میں ایسا صریح ہے کہ بغیر کسی دلیل خارجی کے اس کتاب کے پڑھنے سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اُسکی روایتیں صحیح اور واقعی نہیں ہیں +

باب سوم

چوتھی انجیل کی تحقیق

اب چوتھی انجیل یوحنا کی بابت زیادہ بحث کرنے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ انجیل یوحنا رسول کی طرف منسوب ہے اور مسیحیوں کے دین کا رکن اعظم خیال کیجاتی ہے۔ اس انجیل کا تذکرہ نہ مقدس پاپی اس نے کہیں کیا + نہ یوحنا کے شاگرد

نوٹ + یوزی بی اس نے اپنی کتاب تاریخ مذہب مسیحی میں بہت پرانی شہادتیں انجیلوں کی نسبت جمع کرنے کی کوشش کی ہے اور پاپی اس کی شہادت متی اور مرقس کی انجیلوں کی نسبت نقل کی ہے۔ مگر باوجودیکہ پاپی اس یوحنا کے شاگرد پالی کارپ کا خوب واقف تھا اُسکے ذریعہ سے یوحنا کا حال اُسکو خوب معلوم ہوگا

پاپی کارپ نے کیا نہ ناشین نے اسکا کہیں حوالہ دیا۔ دوسری صدی کے اخیر سے اس کا نام اکثر تحریروں میں پایا جاتا ہے۔ لیکن اُس زمانہ کے لوگ اکثر اس انجیل کے مخالف تھے اور اُس کو یوحنا رسول کی تصنیف نہیں جانتے تھے۔ کیونکہ اس انجیل کا مضمون پہلی تین انجیلوں کے بہت مخالف اور متناقض ہے جیسا آگے چلکر انجیلوں کے تناقض کی نظیروں سے ظاہر ہو جاویگا۔ علاوہ اسکے جب مکاشفات یوحنا کو دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسکا مصنف وہ شخص نہیں ہے جو انجیل کا ہے کیونکہ مکاشفات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا مصنف یہودیت کیطرف زیادہ مایل ہے اور انجیل کا مصنف بالکل یہودیت کے خلاف ہے اور انجیل کا مصنف فایت درجہ کا حلیم اور بردبار ہے۔ لیکن مکاشفات کا مصنف انتقام لینے کیطرف زیادہ مایل ہے۔ اس قسم کے اور بہت سے دوسرے اقسام کے دلایل سے پچھلی صدی کے بہت سے محققوں نے ثابت کر دیا ہے کہ انجیل یوحنا یوحنا رسول کی تصنیف سے نہیں ہے۔ مقدس آئرینیس نے بیشک چوتھی انجیل کو یوحنا کی طرف منسوب کیا ہے لیکن اُس کی شہادت اس معاملہ میں قابل اعتبار کے نہیں معلوم ہوتی کیونکہ یہ بزرگ ایک جگہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ پہلے زمانہ کے بزرگ جنہوں نے یوحنا رسول کو دیکھا تھا اُن سے روایت کرتے ہیں کہ مسیح نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ "ایک اسطرح کا زمانہ آئیگا کہ ہر ایک انگور کے درخت میں دس ہزار شاخیں نکلینگی اور ہر ایک شاخ میں دس دس ہزار چھوٹی شاخیں نکلینگی اور ہر ایک چھوٹی شاخ میں دس دس ہزار ٹہنیاں نکلینگی اور ہر ایک ٹہنی میں دس دس ہزار خوشے لگینگے اور ہر ایک خوشے میں دس دس ہزار انگور لگینگے اور ہر ایک انگور کے نچوڑنے سے پچیس[۲۵] پچیس پیمانے شراب کے حاصل ہونگے اور جب کوئی بزرگ ایک خوشہ کو توڑنا چاہیگا تو دوسرا خوشہ پکار کر کہیگا کہ میں اُس سے بہتر ہوں مجھکو لو اور میرے لیئے خدا کی تعریف کرو۔ اسی طرح گیہوں کا دانہ دس دس ہزار خوشے پیدا کریگا اور ہر ایک خوشے میں دس دس

بقیہ نوٹ۔ مگر اس نے کہیں یوحنا کی انجیل کا اشارہ بھی نہیں کیا۔ پوزیبی ایس نے پیپاس کے اشارات یوحنا کے پہلے خط کا ثبوت لکھا ہے گو وہ ثبوت بھی کافی نہیں ہے لیکن انجیل کا کہیں اشارہ بھی پایا جاتا تو وہ کیوں چھوڑتا ✦

نوٹ [۲۵] ایک پیمانہ پچیس گیلن کا ہوتا ہے اور ایک گیلن پانچ سیر پختہ کا تو اس حساب سے ایک انگور میں سے ایک سو بارہ من بیس سیر شراب نکلی ✦

ہزار دانے نکلینگے اور ہر ایک دانہ سے پانچ سیر پختہ سفید میدہ نکلیگا † اور یہ سب طرح سے اور میدہ اور غلہ اور ترکاری پیدا ہوگی " اس عبارت کی نقل پاپی اس نے بھی اپنی کتاب میں کی ہے - اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ اگر یوحنا کی انجیل کی نسبت مقدس آرنیئس کی شہادت معتبر سمجھی جاتی ہے تو اُسکی دوسری آیتوں کی شہادت بھی معتبر سمجھنی چاہئیے - لیکن یہ آیتیں جو اوپر مذکور ہوئی ہیں اُنکو کوئی بھی معقول شخص تسلیم نہیں کرتا - پھر یوحنا کی انجیل کی شہادت کو کس طرح صحیح مانا جائے ※

یوحنا کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی رسالت کا زمانہ زیادہ تر یروشلم میں اور اس کے نواح میں گذرا ہے - اس عرصہ میں مسیح صرف تین چار مرتبہ جلیل میں آئے - لیکن پہلی تین انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی رسالت کے دن تمام جلیل میں گذرے - صرف ایک مرتبہ یوحنا سے بپتسمہ لینے کے لئے یہودیہ میں آئے تھے لیکن یروشلم میں صرف صلیب پانے سے چند روز آگے ہی آئے اُس سے پہلے کبھی یروشلم میں نہ آئے تھے - اس اختلاف سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی تین انجیلوں کا مسیح اور ہے جو جلیل کے ملک میں نبوت کرتا رہا اور یوحنا کا مسیح اور ہے جو یروشلم میں رہا - پہلی تین انجیلوں سے یوحنا کی اور شاگردوں سے بڑھکر کوئی خصوصیت مسیح کے ساتھ نہیں معلوم ہوتی لیکن یوحنا کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوحنا سے ہی مسیح محبت رکھتے تھے - کیونکہ جہاں کہیں یوحنا کا ذکر آیا ہے تو اُس کی نسبت یہ لکھا ہے کہ "وہ شاگرد جسکو مسیح پیار کرتے تھے" ‡ ✢

غرض جس بات کا علم پہلی انجیلوالوں کو نہیں تھا وہ بات یوحنا نے لکھی ہے لیکن

نوٹ † فاضل رینن نے جو پاپی یاس کے قول کو نقل کیا ہے - اُس میں ہر ایک گیہوں کے دانہ سے ایک ۱۲۵ سو پچیس من میدہ سفید نکلتا لکھا ہے ✢

※ یوحنا رسول کے یہودی ہونے سے اور اُن کی مکاشفات دیکھنے سے یہ بات زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ اوپر کی آیات یوحنا سے نقل کیگئی ہوں - مگر چوتھی انجیل کو یوحنا رسول کے میلان طبیعت اور قابلیت علمی سے کچھ نسبت نہیں ہے ✢

‡ یوحنا باب ۱۳ تیرہ آیات ۱۸ - اٹھارہ سے تئیس ۲۳ تک - یوحنا باب ۱۹ اُنیس آیات پچیس ۲۵ سے ستائیس ۲۷ تک - یوحنا باب ۲۰ بیس آیات ایک سے دس تک - یوحنا باب ۲۱ اکیس آیات ۱۸ - اٹھارہ سے تئیس ۲۳ تک ✢

یہ بات تو ممکن نہیں کہ یوحنا مسیح کا سب سے پیارا شاگرد ہو اور دوسرے حواریوں کو یہ بات معلوم نہ ہو اس لیئے اگر یوحنا کی انجیل کو معتبر سمجھا جائے تو یہ بات ماننی پڑے گی کہ پہلی انجیل والوں نے کسی غرض نفسانی کے باعث یوحنا کی عزت کو چھپایا تھا۔ لیکن ایک شخص کے مقابلہ میں تین کو غیر معتبر اور خود غرض ٹھیرانا معقول معلوم نہیں ہوتا۔ اس لیئے معقول بات یہی ہے کہ یوحنا کی انجیل معتبر نہیں ہے ✣

پہلی تین انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا اور یعقوب دونوں تیز مزاج تھے۔ اس لیئے اُن کا نام مسیح نے رعد کے بیٹے رکھا تھا۔ اور اُسی تیز مزاجی کے باعث ایک مرتبہ ان دونوں بھائیوں نے سامری شہروں پر آگ برسانے کی مسیح سے التجا کی تھی † اور نیز ان دونوں بھائیوں کو مسیح کی جسمانی بادشاہت پر یقین تھا اور اس لیئے ان دونوں نے مسیح سے التجا کی تھی کہ جب تو اپنی بادشاہت میں آوے تو ایک ہم میں سے تیرے دہنے اور ایک تیرے بائیں بیٹھے ‡ اور مکاشفات یوحنا سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسیح کی جسمانی بادشاہت کے منتظر تھے اور انتقام لینے کی طرف انکی طبیعت کا بڑا میلان تھا اور یہودیت اور بیت المقدس کا بہت ادب کرتے تھے لیکن یوحنا کی انجیل میں ان میں سے کوئی بات نہیں پائی جاتی۔ نہ وہ یہودیت پسند طبیعت نہ انتقام کا میلان نہ جسمانی بادشاہت کی امید نہ طبیعت کی تیزی اسلیئے معلوم ہوتا ہے کہ جو یوحنا پہلی تین انجیلوں میں مسیح کے رسول معلوم ہوتے ہیں اور جو یوحنا مکاشفات کے مصنف ہیں وہ یوحنا چوتھی انجیل کے مصنف نہیں تھے ✣

مکاشفات یوحنا میں مصنف کئی جگہ اپنا نام میں یوحنا یا مجھ یوحنا یا اپنے بندہ یوحنا وغیرہ لکھکر ظاہر کرتا ہے لیکن چوتھی انجیل کا مصنف ہر جگہ اپنے نام کو چھپاتا ہے اور ایسے اشارے اور کنائے سے اپنے آپکو ظاہر کرتا ہے جس سے اُسکی عزت اور توقیر زیادہ ہو۔ اسکی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ ایک ہی مصنف اپنے نام کو ایک تصنیف میں سادگی کے ساتھ بار بار ظاہر کرے اور دوسری تصنیف میں اُسکو ہر جگہ پوشیدہ رکھے۔ اس لیئے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جس مصنف کی تصنیف مکاشفات یوحنا ہے اُسکی تصنیف انجیل یوحنا نہیں ✣

نوٹ † دیکھو لوقا باب ۹ نو آیت ۵۴ چون ✣

‡ دیکھو مرقس باب ۱۰ آیت ۳۷ سینتیس متی باب ۲۰ بیس آیت ۲۱ اکیس ✣

چوتھی انجیل کے شروع سے مسیح کو خدا کا کلمہ خدا کی برابر بلکہ خود خدا ظاہر کیا گیا ہے اور اس مسئلہ کا لحاظ شروع سے اخیر تک رکھا گیا ہے۔ لیکن پہلی تین انجیلوں میں مسیح کو انسان بلکہ گنہگار بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ گو خدا کا بیٹا اور خدا کی طاقتوں کا اس کو ملنا بھی کہیں کہیں ظاہر کیا گیا ہے لیکن وہ استعارہ کے طور پر۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چوتھی انجیل کا مصنف یوحنا حواری نہیں ہے بلکہ کوئی اور شخص اسکندریہ کے اسکول کے فلاسفی کا پیرو ہے ⁂

علاوہ ان باتوں کے چوتھی انجیل کو مسیح کی ساری تاریخ کے لکھنے میں پہلی تین انجیلوں کے ساتھ اتنا اختلاف ہے کہ پہلی تین انجیلوں کے اختلاف جو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو بھی اس کی برابر نہ ہوں۔ اور اگر ان تین انجیلوں کی آیتوں کو چوتھی انجیل کی آیتوں سے مقابلہ کیا جائے اور دیکھا جائے کہ کتنے امور اس کیلئے ان تینوں سے کم یا زیادہ بیان ہوئے ہیں تو شاید تہائی انجیل بھی ان تینوں انجیلوں سے مقابلہ نہ کر سکے گی۔ کیونکہ بہت سی باتیں ایسی ملینگی کہ ان تین انجیلوں میں بالاتفاق مذکور ہوئی ہیں اور چوتھی میں ان کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ اور بہت سی اس طرح کی ملینگی کہ صرف چوتھی انجیل میں ان کو لکھا ہے پہلی انجیل والوں نے اسکا تذکرہ نہیں کیا ہے ⁂

جس زمانہ سے پہلی تین انجیلوں کے وجود کی اور نام کی شہادت ملتی ہے حالانکہ انکی شہادت بھی انکی تصنیف کے زمانہ سے بعد کی ہے ہم دیکھتے ہیں یوحنا کی انجیل کی شہادت نہیں ملتی یہاں تک کہ یوحنا کے شاگرد پاپی کاس نے بھی کبھی چوتھی انجیل کا تذکرہ نہیں کیا کہ یوحنا کی تصنیف ہے۔ غرض مسیح سے ڈیڑھ سو ١٥٠ سال کے بعد تک کوئی شخص یوحنا کی انجیل کو نہیں جانتا تھا۔ ان باتوں پر غور کرنے سے ظاہر نتیجہ نکلتا ہے کہ یوحنا کی انجیل یوحنا رسول کی تصنیف نہیں ہے بلکہ کسی نے بعد میں لکھکر یوحنا کیطرف منسوب کر دی ہے ⁂

اور نیز پہلی تین انجیلوں کے مصنفوں نے کہیں یہ بیان نہیں کیا کہ ہم نے مسیح کے اقوال و افعال میں سے بہت تھوڑا لکھا ہے بلکہ برخلاف اسکے تیسری انجیل کے مصنف نے اپنی انجیل کی نسبت رسولوں کے اعمال کے پہلے باب کی پہلی اور دوسری آیت میں لکھا ہے "اے تھیوفلس میں پہلی کتاب میں نے تصنیف کی ان سب باتوں کی جو کہ یسوع شروع سے کرتا اور سکھاتا رہا اُس دن تک کہ وہ اپنے رسولوں کو جنہیں اُس نے

جیسا تھا روح قدس سے حکم دے کر اوپر اٹھایا گیا"۔ لیکن یوحنا کی انجیل کی اخیر کی آیت میں لکھا ہے "پر اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کیے اور اگر وے جدا جدا لکھے جاتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں دنیا میں نہ سما سکتیں" ان دونوں مصنفوں کے کلام میں زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔ اگرچہ یہ بات سچ ہے کہ بہت سی باتیں جو پہلی تین انجیلوں میں لکھی ہیں یوحنا کی انجیل میں نہیں پائی جاتیں۔ لیکن اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ بہت سی باتیں یوحنا کی انجیل کی پہلی تین انجیلوں میں مذکور نہیں ہوئیں اس لیئے تیسری انجیل کے مصنف کا یہ کہنا کہ میں نے سب کچھ لکھ دیا اگر یوحنا کا قول تسلیم کیا جائے تو صحیح نہیں ہے۔ اور یوحنا کے قول میں تو اتنا مبالغہ ہے کہ اسکو کوئی عیسائی بھی صحیح نہیں کہہ سکتا۔ اور اس لیئے اس آیت کو بعضوں نے الحاقی مانا ہے ٭

پہلی تین انجیلوں کے بیان میں بہت سادگی پائی جاتی ہے جسمانی بادشاہت کی امید اور جسمانی بادشاہت کی خواہش اُن انجیلوں کی بہت سی آیتوں میں درج ہے۔ مثلاً جس وقت مسیح نے اخیری کھانے کے وقت اپنی موت کی پیشینگوئی کی تو اسیوقت حواریوں میں تکرار ہوئی کہ ہم میں سے کون سب سے بڑا ٹھیرے۔ دیکھو (لوقا باب ۲۲ بائیس آیت چوبیس ۲۴) علی ہذا القیاس جب مسیح نے اپنی اخیری مصیبتوں اور موت کا حال بیان کیا تو یوحنا اور یعقوب نے مسیح سے درخواست کی کہ ہم پر ایسی مہربانی کر کہ جب تو اپنی بادشاہت میں آوے تو ایک ہم میں سے تیرے داہنے اور دوسرا تیرے بائیں تیری بادشاہت میں بیٹھیں دیکھو (متی باب ۲۰ بیس آیات بیس ۲۰ و اکیس ۲۱۔ اور مرقس باب ۱۰ دس آیات پینتیس ۳۵ چھتیس ۳۶ سینتیس ۳۷) اور کبھی شاگرد خود مسیح سے آکر پوچھتے تھے کہ خدا کی بادشاہت میں سب سے بڑا کون ہوگا۔ دیکھو (متی باب ۱۸ اٹھارہ آیت ایک ۱) کبھی حواری آپس میں بحث کرتے تھے کہ ہم میں سب سے بڑا کون ٹھیریگا۔ دیکھو (لوقا باب ۹ نو آیت چھیالیس ۴۶۔ مرقس باب ۹ آیت تینتیس ۳۳ وغیرہ) اسکے علاوہ مسیح کی جسمانی بادشاہت کی آمد کی نسبت پہلی تین انجیلوں میں جابجا نشانات و علامات بتلائے گئے ہیں۔ لیکن چوتھی انجیل میں ان تمام باتوں میں سے ایک کا بھی تذکرہ کہیں نہیں ہوا۔ بلکہ جہاں کہیں آسمانی بادشاہت کی طرف اشارہ ہوا ہے

وہاں اُسکی آمد روحانی طور پر بتلائی گئی ہے۔ اس تفاوت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی تین انجیلیں جس زمانہ میں تصنیف ہوئی ہیں چوتھی انجیل اُس زمانہ کی تصنیف نہیں ہے اور چوتھی انجیل کے مصنف نے حتے الامکان پہلی تینوں کی ہوئی روایتوں کو بعینہ نقل نہیں کیا بلکہ جہاں تک ہوسکا اُن میں تاویل کرکے اسکندریہ کی فلاسفی کے مطابق بناکر اپنی کتاب میں درج کیا ✤

چوتھی انجیل کو یوحنا رسول کی تصنیف تسلیم کرنے میں ایک اور مشکل پیش آتی ہے وہ یہ ہے کہ دوسری صدی کے دوسرے نصف میں مسیح چرچوں میں ایک بحث واقع ہوئی تھی جس میں ایشیا کے چرچ ایک طرف تھے اور روم کا چرچ مع چند ایشیا کے چرچوں کے دوسری طرف تھا اور اُن میں ایسٹر کے تیوہار یعنے عشائے ربانی کا دن مقرر کرنے کی نسبت بحث تھی۔ ایشیائی چرچ والے تو کہتے تھے کہ ہم کو یوحنا رسول کی پیروی کرنی چاہیئے۔ لیکن وہ جس معاملہ میں یوحنا رسول کے قول کو سند پکڑتے تھے چوتھی انجیل کے بالکل خلاف تھا کیونکہ وہ کہتے تھے کہ ہم کو ایسٹر کا تیوہار اُس دن کرنا چاہیئے جس دن یہودی عید فسح کی قربانی کھاتے ہیں یا جو دن عید فسح کے لئے یروشلم کی تباہی کے بعد اُن کے ہاں مقرر ہوا ہے یعنی چودھویں نیسان کے مہینے کی جس دن ایشیا کے مسیحی آخری کھانے کی رسم جو مسیح نے پیشین گوئی کی تھی ادا کیا کرتے تھے جسکا ذکر پہلی تین انجیلوں میں پایا جاتا ہے اور بخلاف اسکے رومی چرچ والے کہتے تھے کہ مسیحیوں کو اس تاریخ کی پیروی نہیں کرنی چاہیئے جو ہفتہ کے دنوں میں سے کبھی کسی دن ہوتی ہے کبھی کسی دن ہوتی ہے بلکہ اُس تاریخ کے بعد جو اتوار آوے اُسی دن یہ رسم منائی چاہیئے کیونکہ یہ مسیح کے جی اُٹھنے کا دن تھا۔ یہ بحث پہلی دفعہ سنہ ۱۶۰ء میں ہوئی تھی جبکہ سمرنا کا بشپ پالی کارپ جو یوحنا رسول کا شاگرد بھی تھا روم کو گیا اور روم کا بشپ اینیسیٹس ([illegible]) اُس کا فریق ثانی تھا۔ اور اس بحث میں پالی کارپ نے بیان کیا تھا کہ میں یوحنا رسول اور دوسرے رسولوں کے ساتھ ایشیائی رواج کے موافق یہود کی عید کے دن چودھویں نیسان کو یہ تیوہار کرتا رہا ہوں — چوتھی انجیل کے موافق مسیح نے موت سے پہلے عید کی قربانی نہیں کھائی بلکہ عید سے پہلے دن تیرھویں نیسان کی شام کو اپنے شاگردوں کے ساتھ آخری کھانا کھایا تھا۔ اور اُس کھانے میں وہ رسم جسکی نسبت بحث تھی مسیح نے مقرر نہ کی تھی اسلیئے

چوتھی انجیل کا مصنف ایسٹر کی رسم یہودیوں کی عید کے دن قایم نہیں کر سکتا تھا جس دن اُس کی راے کے موافق نہ مسیح نے کھانا کھایا نہ کوئی رسم مقرر کی بلکہ اس جہان سے انتقال کیا۔ لیکن یوحنا کی نسبت جس امر کی شہادت اُن کے شاگرد پالی کارپ نے دی ہے اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ یوحنا پہلی تین انجیلوں کی طرح سے مسیح کے اخیری کھانے کا دن یعنی عشاے ربانی کا دن عید فسح کی شام خیال کرتے تھے چوتھی انجیل کے مصنف کا خیال اس کے خلاف ہے اور غالباً اُس نے یہ طریقہ اس واسطے اختیار کیا تھا کہ ہر طرح سے مسیحی مذہب کو یہودی رسموں سے جدا کر دیوے یہاں تک کہ عشاے ربانی بھی یہودیوں کی عید کے دن نہ ہو اس لیئے اُس نے اس انجیل میں عشاے ربانی کا کوئی تذکرہ ہی نہیں کیا بلکہ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ مسیح یہود کی مجازی قربانی کے بجاے اُس عید کے دن حقیقت میں قربانی ہو گئی۔ اور روم کے بشپ نے اس مباحثہ کے درمیان پالی کارپ کے مقابلہ چوتھی انجیل کو اپنی سند کے طور پر پیش نہیں کیا بلکہ دس یا پندرہ سال کے بعد جب یہ بحث دوبارہ لاؤڈیسیا (Laodicea) میں پیش آئی تھی اُس وقت اس انجیل کا کچھ سراغ ملتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن دو بحثوں کے درمیان کے زمانہ میں غالباً یہ انجیل تصنیف ہوئی تھی۔ اور شاید اس بحث کے رفع کرنے کے لیئے۔ کیونکہ ہیراپولس کا بشپ اپالی نیرس نے اس وقت کہا تھا کہ جو لوگ چوتھی نیسان کے دن عشاے ربانی کی رسم کرتے ہیں تو اُن کا یہ خیال ہے کہ مقدس متی نے یہ رسم اپنی انجیل میں قایم کی تھی۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نکلیگا کہ انجیلیں آپسمیں متناقض ہیں۔ اگرچہ اپالی نیرس نے بھی اس دوسری بحث میں چوتھی انجیل کا نام نہیں لیا لیکن اُسکی گفتگو سے پایا جاتا ہے کہ وہ چوتھی انجیل کے موافق عشاے ربانی کی رسم قایم رکھنا چاہتا تھا جس میں صرف مسیح کا اخیری کھانا تیرھویں نیسان میں لکھا ہے اور انکی موت چودھویں میں لکھی ہے گویا اُس نے چوتھی انجیل کو اصل کر کے متی کی انجیل میں تاویل کرنی چاہی تھی +

اس طرح سے ہم جہاں تک غور کرتے ہیں جو کچھ حالات ہم کو یوحنا رسول کے معلوم ہیں وہ چوتھی انجیل سے موافقت نہیں کرتے۔ اور جو کچھ ہم چوتھی انجیل میں پاتے ہیں

نوٹ + ڈاکٹر سٹرس کی لایف مسیح کا دیباچہ +

وہ باتیں یوحنا رسول میں ثابت نہیں ہوتیں۔ چونکہ یوحنا رسول یہود کے عہد میں فلسطین میں پیدا ہوئے تھے اور جوانی کی عمر تک وہیں رہے تھے تو وہ ضرور اُس ملک اور اُس ملک کے دستوروں سے بخوبی واقف ہوں گے۔ لیکن چوتھی انجیل کا مصنف ایسا نہیں معلوم ہوتا۔ ہم اس بات کے ثابت کرنے کے لئے اور باتوں کو چھوڑ کر صرف ایک دلیل لکھنی یہاں کافی سمجھتے ہیں۔ اگرچہ چوتھی انجیل کے پہلے باب کی اٹھائیس (۲۸) آیت میں یردن کے کنارے پر بیتھانی گاؤں کا نام لکھا ہے + جس کا وجود اس ملک میں

نوٹ + اگرچہ آجکل کے ترجموں میں بیتھانی کی جگہ بیت عبارا لکھتے ہیں لیکن یہ نام یونانی نسخوں میں نہیں ہے۔ اور اسی طرح قداوس کی جگہ قدرون اور سیلوآ کی جگہ سلاؤن لکھتے ہیں۔ یہ الفاظ ترجموں میں ترمیم کر کے لکھے گئے ہیں۔ قدیمی نسخوں میں یہ نہیں تھے لیکن اور جو حوالے دیئے گئے ہیں وہ قدیمی نسخوں کے ہیں۔ اگر کسی شخص کو یہ خیال ہو کہ ترجمہ کرنے والے اکثر ایک جماعت ہوتی ہے جو نیک نیتی اور ایمانداری کے ساتھ صحیح ترجمہ کرنا چاہتے ہیں اُن سے اس طرح کے تصرف ہونے کس طرح سے سمجھ میں آ سکتے ہیں۔ اُن کے اطمینان کے واسطے ایک زمانہ حال کے مصنف مسٹر جے پیٹرسن سمتھ کی کتاب ہاؤ وی گاٹ اور بائبل (How we got our Bible) کے دیباچہ سے تھوڑی سی عبارت کا ترجمہ کیا جاتا ہے "سات سال کا عرصہ گذرا ہے جبکہ بائبل کا ریوائزڈ ایڈیشن یعنی (Revised Edition) تیار ہو چکا تھا اُس وقت یہ چھوٹی کتاب لکھی گئی تھی۔ اُسوقت اس قسم کے سوال لوگوں میں پیدا ہوئے تھے جنکی نسبت بحث فائدہ سے خالی نہیں۔ صرف چھوٹے درجہ کے لوگوں میں ہی نہیں بلکہ بہت سے اچھے تعلیم یافتہ لوگوں کو بھی سب بات کا اشتباہ پیدا ہوا تھا کہ نئی بائبل اُس ترجمہ کو منسوخ کرے گی جو اُن کے باپ دادے خدا کی الہامی کلام سمجھ کر پڑھتے چلے آئے تھے۔ لوگوں کو اس بات کے دیکھنے سے تعجب ہوا تھا کہ بعض آیات پرانی بائبل کی ایسی تبدیل کر دی گئی تھیں کہ اُن کے معنے بالکل بدل گئے تھے۔ اور اس سے بڑھ کر یہ بات دیکھی گئی تھی کہ بعض بعض آیتیں چھوڑ دی گئی تھیں جنکو وہ ہمیشہ سے خدا کی الہامی کلام کا حصہ جانتے تھے۔ جب کبھی نئے ترجمہ کی بابت گفتگو ہوتی تھی تو ہمیشہ یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ ان بائبل کے ترجمہ کرنے والوں کو اب تازہ علم کہاں سے حاصل ہوا ہے؟ ہمارے سردار ربی یسوع سے ایک ہزار آٹھ سو برس کے بعد ان کو اُس کے الہامی الفاظ میں تصرف کرنے کا حق کیسے ملا؟ ان سوالات سے پھر اور سوالات پیدا ہوئے کہ ہماری کتب

کبھی نہیں پایا گیا۔ یا پانچویں باب کی دوسری آیت میں ایک حوض بیت حسدا نامی کا ذکر کیا ہے جسکا پتہ اور کسی کتاب سے نہیں لگتا۔ اور نویں باب کی ساتویں آیت میں لفظ سلوآم

بقیہ نوٹ۔ مقدسہ کے اصل نسخے بھی کہیں پائے جاتے ہیں اور وہ اصل نسخے ہم تک کس طرح پہنچے" پھر اسی کتاب کے تیسرے باب کے دوسرے پیراگراف میں لکھا ہے" چوتھی صدی کے اخیر میں لیٹن ترجموں میں اتنی غلطیاں واقع ہوگئی تھیں کہ لیٹن بولنے والے مسیحیوں کو اندیشہ ہوگیا تھا کہ رسولوں کے زمانہ کی کتاب مقدس اب بالکل جاتی رہیگی۔ ٹھیک اسی زمانہ میں جبکہ علما سے ترمیم و اصلاح کی بہت ضرورت جانتے تھے ایک بڑا متبرک فاضل اس زمانہ کا بیت لحم کی خانقاہ سے روم میں آیا۔ اُسکا نام یوزیبی ئیس ہیرانی مس تھا (Eusebius Sophronius Hieronymus) جو مقدس جیروم (Jerome) کے نام سے ہم میں مشہور ہے اور اُسکی بڑی نام آوری نے اُسکو اس بڑے کام کے کرنے کے لیئے مقرر کرایا۔ روم کے بشپ ڈیمسس (Damasus) نے اس غرض کے لیئے اس سے درخواست کی تب مقدس جیروم نے کتب مقدسہ کی اصلاح کرنیکا کام اپنے ذمہ لیا۔ اگرچہ وہ بخوبی جانتا تھا کہ اُسکا کام اُن لوگوں میں بڑی مخالفت پیدا کریگا جو جہالت کو تقدس خیال کرتے تھے۔ عہد جدید کی ترمیم ۳۸۵ء میں اُس نے ختم کردی تھی اور اُس کے بعد عہد قدیم اصلی عبرانی سے ترجمہ کیا۔ یہ ایسا کام تھا کہ اس زمانہ کے کسی اور عالم سے نہیں ہوسکتا تھا ہم اسکے کام کی اس لیئے زیادہ قدر کرتے ہیں کہ وہ قریباً اُس زمانہ کا ہے جس زمانہ کے ہمارے موجودہ یونانی قلمی نسخے ہیں۔ اور چونکہ جیروم نے ضرور بہت پرانے نسخے جو اسکے زمانہ میں ملسکتے تھے استعمال کیئے ہونگے تو انکی سند غالباً رسولوں کے زمانہ تک پہنچتی ہوگی بائیبل کی تاریخ پر اتنا بڑا اثر کسی اور کتاب نے نہیں کیا۔ ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک مغربی یورپ میں اُسی کی کتاب سے ترجمے کیئے جاتے تھے اور اس زمانہ میں بھی جبکہ عبرانی اور یونانی قلمی نسخے آسانی سے مل سکتے ہیں ریسمس (D[illegible] Erasmus) اور ڈوی ٹینڈیل (Dem[illegible] Tetanman[illegible]) (یہ جیروم کے لاطینی ترجمہ کا نام ہے) براہ راست ولگیٹ سے [illegible] ترجمہ کیا اور ہمارے مستند ترجموں میں بھی اثر اُس کا ظاہر ہے +

تم خیال کرسکتے ہو کہ چوتھی صدی کے نیک لوگوں نے مقدس جیروم کی عجیب بائیبل کے باعث اُسکا کیسا شکریہ ادا کیا ہوگا؟ جب ہم کو اس زمانہ کے ترمیم شدہ ترجمہ عہد جدید کی مخالفت یاد آتی ہے جسکو چند سال گذرے ہیں تو ہم کو اس بات کے یاد کرنے سے ہی لطف آتا ہے کہ پرانے بیت لحم کے زاہد کے ترمیم شدہ ترجمے کی کیسی قدر ہوئی ہوگی۔ لوگوں نے اس ترجمے کو انقلاب پیدا کرنے والا

کا ترجمہ جو بھیجا ہوا کیا ہے جو عبرانی لغت کے خلاف ہے۔ اور باب ۱۸ اٹھارہ کی پہلی آیت میں ندی قدرون کی جگہ قدراس لکھا ہے ایسی غلطیاں بھی کسی فلسطین کے باشندے یہودی سے نہیں ہو سکتیں۔ یہ خود مصنف کا اسکندریہ کا باشندہ ہونا بتلاتے ہیں۔ لیکن بڑی غلطی مصنف نے یہ کی ہے کہ باب ۱۱ گیارہ آیت اکیاون اور باب ۱۸ اٹھارہ آیت ۱۳ تیرہ میں جو لفظ لکھے ہیں کہ اُس برس سردار کاہن تھا۔ "اُس برس کے سردار کاہن کا سُسرا تھا" ان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس مصنف کو معلوم تھا کہ بیت المقدس میں سردار کاہن ایک سال کے لیئے مقرر ہوتا تھا اور ہر سال بدلا جاتا تھا۔ اور اس موقع پر اناس سے بدل کر قیافہ مقرر ہوا تھا۔ حالانکہ فلسطین کا باشندہ رسول اس بات کو بخوبی جانتا ہوگا کہ قیافہ اس عہدہ پر کئی سال تک رہا تھا۔ اگرچہ معلوم ہوتا ہے کہ چوتھی انجیل کا مصنف عہد قدیم کو خوب اچھی طرح سے جانتا تھا لیکن اس سے یہ بات نہیں ثابت ہوتی کہ وہ فلسطین کا باشندہ تھا یا یہودی عیسائی تھا۔ کیونکہ مسیحی مذہب کی بنا جو عہد قدیم پر رکھی گئی

بقیہ نوٹ۔ اور الحاد و بڑھانے والا خیال کیا تھا۔ اور کہتے تھے کہ کتاب مقدس کے ایمان کو تہ و بالا کرنے والا ہے اور خدا کے الہامی کلام کو بے دینی کے ساتھ بدلنے والا ہے۔ واقع میں جو کچھ جہالت کا تعصب اُسکو بدنام کرنے کے لیئے کر سکتا تھا کئی صدیوں تک اسکی نسبت کیا اُس زمانہ کے مسیحی اپنی پرانی بائیبل بھی رکھتے تھے جسکا وہ نہایت ادب کرتے تھے اور جسکو وہ بالکل صحیح جانتے تھے۔ اور غالباً اُسکے فقروں کی آواز اُن کے کانوں میں ایسی خوش الحان معلوم ہوتی تھی جنکو وہ اپنی مقدس حالتوں سے مناسب پاتے تھے جیسے ہمارا دلکش پرانا ترجمہ ہمارے کانوں کو معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ مصنف مقدس جیروم کے جو حملے اور بہادری کی بابت لکھتا ہے کہ اُس نے اپنے مخالفوں کا خوب مقابلہ کیا اور اُن کو گدھوں اور بڑی بھیڑوں سے تمثیل دیکر آخر کو فتحیاب ہوا۔ اور پھر ایک ہزار سال کے بعد جب ٹرینٹ ([illegible]) کی کونسل ہوئی تب جیروم کا ترجمہ بالاتفاق صحیح تسلیم کر لیا گیا۔ یہاں تک کہ عبرانی اور یونانی نسخوں کو اُس کے مقابل غلط سمجھنے لگے جو کہ سینکڑوں برسوں سے بے ایمان یہودیوں اور بدعتی یونانیوں کے ہاتھ میں رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب ایک کتاب میں تین نسخے کتاب مقدس کے ایک دوسرے کے مقابل ہر ایک صفحہ کے تین کالموں میں لکھے گئے

ہے اس لیئے جو مسیحی اپنے مذہب سے پوری واقفی کرنی چاہتا ہے وہ عہد قدیم کی کتابوں کو ضرور پڑھتا ہے - علاوہ اسکے یوحنا رسول کی نسبت یہ خیال نہیں ہو سکتا کہ اُس نے اسکندریہ کی فلاسفی پڑھی ہو جس کا اثر چوتھی انجیل میں جا بجا پایا جاتا ہے - اور نیز پہلی تین انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا ایک کم درجہ کا آدمی جلیل کا ماہیگیر تھا - اور چوتھی انجیل میں لکھا ہے کہ مصنف سردار کاہن کا ملاقاتی تھا - دیکھو (باب ۱۸ اٹھارہ آیت ۱۵ پندرہ) اور یہاں تک اسکی ملاقات کا اثر تھا کہ مسیح گرفتار شدہ کے ساتھ سردار کاہن کے مکان میں چلا گیا - بلکہ اپنے ذریعے سے پھر پطرس کو بھی اندر لے گیا جبکہ وہاں کے لوگوں نے مسیح کے ساتھی ہونے کا اشتباہ کر کے اُس سے کچھ سوال کیئے تھے اور اُس نے خوف کے مارے مسیح کا انکار کیا - لیکن یوحنا جو باوجود مسیح کے حواری ہونے کے اور سردار کاہن کے ساتھ جان پہچان ہونے کے اسپر کسی نے شک نہ کیا اور اُس کو نہ پکڑا - چونکہ یہ غلط بات یوحنا کی نسبت اسی انجیل میں لکھی ہے اس لیئے یوحنا رسول اس کا مصنف نہیں سمجھا جاتا - مکاشفات یوحنا کی نسبت زبان یونانی کے عالم یہی لکھتے ہیں کہ اس کتاب کی زبان ایسی ہے جیسے عالم یہودی یونانی جاننے والے سے امید کی جا سکتی ہے لیکن چوتھی انجیل کی یونانی زبان گو بالکل یونانیوں کے موافق نہ ہوتا ہم اعلیٰ درجہ کی ہے - اس سے یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ مکاشفات اور چوتھی انجیل ایک ہی مصنف کی لکھی ہوئی نہیں ہیں ٭

چوتھی انجیل میں ایک نئی بات پائی جاتی ہے کہ اُس میں کہیں مثلیں مذکور نہیں ہوئیں حالانکہ پہلی تین انجیلوں میں مسیح نے بہت سی باتیں مثلوں کے ذریعے سے تعلیم کی ہیں اور صرف اتنی ہی بات نہیں ہے کہ پہلی تین انجیلوں میں زیادہ مثلیں بیان کی گئی ہیں بلکہ متی نے باب ۱۳ آیت چونتیس ۳۴ وغیرہ میں اس طرح سے لکھا ہے کہ یہ

بقیہ نوٹ - تھے ایک طرف یونانی اور ایک طرف عبرانی اور بیچ میں جیروم کا لاطینی تو اُسکے جمع کرنے والوں نے کہا تھا کہ بیچ کا ترجمہ مسیح کی مانند اور گرد کے دو ترجمے دو چوروں کی مانند ہیں جو مسیح کے ساتھ صلیب دیئے گئے تھے - یہ ترجمہ اور خلاصہ ایک معتبر عیسائی مصنف کی کتاب سے لکھا گیا ہے - اسپر غور کرنے سے منصف شخص معلوم کر سکتا ہے کہ ترجموں میں تحریف کرنی کچھ متاخرین عیسویوں کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ متقدمین ایسا ہی کرتے چلے آئے ہیں ٭

سب باتیں یسوع نے اُن جماعتوں کو تمثیلوں میں کہیں اور بے تمثیل اُن سے نہ بولتا تھا تاکہ جو نبی نے کہا تھا پورا ہو کہ میں تمثیلیں لا کر کلام کروں گا میں اُن باتوں کو جو دنیا کے شروع سے پوشیدہ ہیں ظاہر کرونگا" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح زیادہ تر تمثیلوں میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ اور واقع میں پہلی تینوں انجیلوں میں تمثیلیں کثرت سے پائی جاتی ہیں لیکن چوتھی انجیل کو اول سے اخیر تک پڑھ جاؤ تو ایک بھی تمثیل اُس میں نہ پاؤ گے۔ یہ بھی اس امر کا ثبوت ہے کہ چوتھی انجیل یوحنا رسول کی تصنیف نہیں ہے ورنہ متی کی انجیل سے یوحنا کی انجیل اتنی مخالف نہوتی ٭

پہلی تین انجیلوں میں مسیح کی جسمانی بادشاہت کی خبر بہت جگہہ مذکور ہوئی ہے جیسا کہ ہم اوپر نقل کر چکے ہیں لیکن چوتھی انجیل میں کہیں ایک آیت میں بھی اسکا اشارہ نہیں پایا جاتا۔ اگر اسکا مصنف وہی یوحنا رسول ہوتا جس نے مسیح سے التجا کی تھی کہ مجھکو اپنی بادشاہت میں اپنے داہنے یا بائیں بٹھلائیو تو ضرور اس انجیل میں بھی اس بادشاہت کا ذکر ہوتا ٭

یوحنا کی انجیل میں مسیح کے دوبارہ آنے کی بابت صرف اتنا لکھا ہے کہ میں تسلی دینے والا بھیجوں گا (دیکھو یوحنا باب ۱۴ چودہ آیت ۱۵ پندرہ ۱۶ سولہ ۲۶ چھبیس۔ باب ۱۵ پندرہ آیت ۲۶ چھبیس باب ۱۶ آیت ۷ سات) لیکن پہلی تین انجیلوں میں اس وعدہ کے بجائے مسیح نے اپنے ہی آنے کا وعدہ دیا ہے۔ یہ اختلاف ایسا ہے جو ایسے دو رسولوں کے کلام میں جو ہمیشہ مسیح کے ساتھ رہتے تھے واقع ہوتا کسی طرح سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ چوتھی انجیل میں جو مسئلہ شروع سے بیان ہوا اور اخیر تک اُسکی موافقت کا لحاظ رکھا گیا ہے وہ مسئلہ پہلی تین انجیلوں میں بالکل مذکور نہیں ہوا۔ گویا پہلی تین انجیلوں کے مصنف اُس سے واقف ہی نہ تھے بلکہ کوئی بھی جلیلی یہودی اُس مسئلہ کو نہ جانتا تھا۔ بلکہ فیلو جوڈیس جو اسکندریہ کا بڑا فلاسفر پہلی صدی میں گذرا ہے اور افلاطون ثانی کے نام سے مشہور تھا اُس نے چوتھی انجیل کے کلمہ کے مسئلہ کو زیادہ رواج دیا اور اُسی کے باعث سے یہ مسئلہ یعنی اسکندریہ اور نواح کے ملکوں میں زیادہ رائج ہو گئی تھی اُسکی رائے تھی کہ خدا سے کلمہ پیدا ہوا اور کلمہ سے تمام جہان پیدا ہوا۔ ایک فلاسفر برسنائد نامی جو دوسری صدی میں گذرا ہے اُسکا ایک مقولہ مسٹر رینن نے اپنی مسیحی مذہب کی

تاریخ کی چھٹی جلد میں اس طرح سے نقل کیا ہے "وہ کلمہ اپنے باپ میں رہتا ہے بالکل اُسکی ذات سے متحد ہے اُس میں زندہ ہے - اور اُس کا رفیق اور مشیر ہے اُسکے داہنے ہاتھ بیٹھا ہے اور اُس کے حکموں کا بجا لانے والا اور وزیر اعظم ہے بالکل اُسی کی مرضی پر چلتا ہے یہاں تک کہ باپ کے سارے کام اُسی بیٹے کلمہ کیطرف منسوب ہو سکتے ہیں" اور مصریوں کی فلاسفی بھی افلاطون کی فلاسفی کے قریب قریب تھی اُن کی رائے تھی کہ خدا سے کلمہ پیدا ہوا اور کلمہ سے تمام جہان پیدا ہوا اور وہی کلمہ تمام جہان کی زندگی اور روشنی ہے" غرضکہ دوسری صدی میں مصری اور یونانی فلاسفی کا اثر مسیحیوں کے اعتقاد پر بھی پڑتا جاتا تھا - اور چوتھی انجیل اُسی فلاسفی کا خلاصہ معلوم ہوتی ہے جس میں اول سے آخر تک تاریکی اور روشنی اور زندگی اور موت اور کلمہ اور باپ کی نسبت مبہم بحث ہے ٭

پہلی تین انجیلوں کے مصنف فریسیوں کی ریاکاری اور مکاری کی بابت بہت کچھ لکھتے ہیں لیکن خود یہودی تھے اس لیئے یہود کو حقارت یا نفرت سے مذکور نہیں کرتے اور نہ اُن کے تیوہاروں کو ایسا لکھتے ہیں جیسے کسی غیر قوم کے تیوہار ہوتے ہیں اور توریت پر تو اُن کا یہاں تک اعتقاد ہے کہ بہت سی پیشینگوئیاں اُس میں ہی سے نکالکر لکھی ہیں لیکن خلاف اس کے چوتھی انجیل کا مصنف یہودیوں کو بڑی حقارت اور منافرت کی نظر سے دیکھتا ہے (دیکھو یوحنا باب ۲ آیت ۶ چھ اور ۱۳ تیرہ - باب ۵ آیت ۱ ایک - باب ۶ چھ آیت ۴ چار - باب ۱۱ آیت ۵۵ پچپن - باب ۱۹ آیت ۴۲ بیالیس وغیرہ) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چوتھی انجیل کا مصنف کوئی غیر قوم کا شخص یا اگر یہودی بھی تھا تو رسولوں یا رسولوں کے شاگردوں میں سے نہیں تھا - اور اگر کسی رسول کا شاگرد تھا تو اُس نے راہ راست چھوڑ کر فلاسفی کا مذہب اختیار کر لیا ہوگا ٭

چوتھی انجیل کا مصنف اس بات پر بہت زور دیتا ہے کہ چوتھی انجیل اُسکی لکھی ہوئی ہے جو مسیح کے حواریوں میں سب سے بڑا تھا اور جس نے یہ سب کچھ اپنی آنکھ سے دیکھا تھا (دیکھو یوحنا باب ۱ پہلا آیت ۱۴ چودہ - باب ۱۳ آیت ۲۳ تیئیس وغیرہ - پھر باب ۱۸ اٹھارہ آیت پندرہ و سولہ باب ۱۹ انیس آیت ۲۶ چھبیس پھر باب ۲۰ آیت ۲ دو پھر باب ۲۱ آیت سات و بیس) اگرچہ اس بات میں شک نہیں ہے کہ مسیح کی زندگی میں شاگردوں میں کچھ رشک پیدا ہو گیا تھا کیونکہ مسیح پطرس کی دوسرے شاگردوں سے زیادہ قدر کرتے تھے اور اس باعث سے یوحنا اور

یعقوب کے لئے زیادہ تر تقرب حاصل کرنے کی التجا کی تھی جس پر باقی دس شاگرد ناراض بھی ہوئے تھے + لیکن باوجود اتنے رشک کے یقین نہیں کہ رسولوں میں یہاں تک نفاق پیدا ہو گیا ہو کہ ایک اپنی تحریر میں دوسرے کی بزرگی کو بالکل چھپا دے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ متی یوحنا کی نسبت وہ باتیں اپنی انجیل میں بالکل نہیں لکھتے جو یوحنا نے اپنی نسبت لکھی ہیں۔ اور چونکہ متی کی انجیل کی شہادت بہ نسبت چوتھی انجیل کے زیادہ معتبر ہے اس لئے چوتھی انجیل کی نسبت ظن غالب ہے کہ وہ یوحنا رسول کی تصنیف نہیں ہے ؛

مسٹر ریبن نے اپنی کتاب تاریخ مذہب مسیحی میں کئی جگہ ثابت کیا ہے کہ چوتھی انجیل ایک یونس نامی مسیحی بزرگ کی تصنیف ہے یوحنا رسول کی تصنیف نہیں ہے ؛

چوتھی انجیل کے مصنف نے واقعات کے تحریر کرنے کا لحاظ بالکل نہیں کیا بلکہ اس کے وقت میں مختلف فرقے مذہب مسیحی میں پیدا ہو گئے تھے اس مصنف نے اپنے فرقے کی رائے اور اعتقاد کے ثابت کرنے کے واسطے اس انجیل کو لکھا اور ایک ایسے رسول کی طرف منسوب کر دیا جو مسیح کے بعد سب رسولوں سے بہت مدت تک زندہ رہے تھے کیونکہ اگر کسی اور رسول کی طرف منسوب کرتا تو اس زمانہ کے لوگوں کو بھی اس انجیل کے تسلیم کرنے میں بہت تامل ہوتا۔ کیونکہ باقی رسولوں کا انتقال ہوئے بہت مدت گذر چکی تھی ان کے نام سے جو ایک نئی کتاب نکلتی تو یہ شک پیدا ہوتا کہ اتنی مدت تک یہ کتاب کہاں اور کیوں پوشیدہ رہی ؛

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر تین مسئلوں کا لوگوں کو یقین دلانے کے واسطے یہ کتاب لکھی گئی تھی جن کی تعلیم پہلی انجیلوں میں بالکل نہیں پائی جاتی تھی ایک اسکندریہ کی فلاسفی دوسرے مسیح کی الوہیت تیسرے یہودی مذہب کی پیروی سے بالکل مخالفت۔ اور ان تینوں مسائل کی سند زیادہ معتبر بنانے کے واسطے یہ بھی ضرورت ہوئی کہ کسی طرح اس فرضی مصنف کا درجہ تمام رسولوں میں بڑا ظاہر کیا جائے تاکہ دوسری انجیلوں کی مخالفت کی حالت میں بھی اس انجیل کو ترجیح دیجائے

نوٹ ۱ - متی باب ۲۰ میں آیت ۲۰ سے ۲۴ تک۔ مرقس باب ۱۰ میں آیت ۳۵ سے ۴۱ تک لکھا ہے ؛

جو شخص چاروں انجیلوں کو خوب غور کرکے پڑھے اور سمجھے وہ بغیر کسی خارجی دلیل کے چوتھی انجیل کے مصنف کا مطلب جو اوپر بیان کیا گیا ہے بسہولت سمجھ سکتا ہے ✦

چونکہ چوتھی انجیل میں بہت باتیں ایسی لکھی ہیں کہ جنکا پہلی تین انجیلوں میں بالکل تذکرہ نہیں ہے اور پہلی تین انجیلوں کی باتوں میں سے چوتھائی بھی چوتھی انجیل میں مذکور نہیں ہوئیں تو اس مخالفت کی عیسائیوں نے یہ تاویل کی کہ چوتھی انجیل پہلی تین انجیلوں کے ضمیمہ اور تتمہ کے طور پر ہے یعنی پہلی تین انجیلوں میں جو باتیں کسی وجہ سے درج ہونے سے رہگئی تھیں وہ چوتھی انجیل میں لکھی گئی ہیں۔ لیکن تاویل صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اگر مصنف کا یہی منشا تھا اور پہلی تین انجیلوں سے واقف تھا تو پھر کئی باتیں جو اُن میں موجود تھیں وہ اپنی کتاب میں کیوں لکھیں۔ اور اگر وہ ان انجیلوں سے ناواقف تھا تو اُن کا تتمہ کس طرح سے لکھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ جو باتیں بہت ضروری تھیں اُنکو مکرر بھی لکھدیا تو مسیح کی پیدایش اور تعلیم کا حال مسیح کی موت سے کچھ کم ضروری نہ تھا اُسکو کیوں چھوڑ دیا۔ پانچ اور سات روٹیوں سے پانچہزار اور چار ہزار آدمیوں کا پیٹ بھرنے کے معجزوں میں سے ایکے بیان کرنے اور ایک کو چھوڑ دینے کی کیا وجہ تھی۔ غرض یہ تاویل کسی طرح سے ٹھیک نہیں معلوم ہوتی ✦

چوتھی انجیل کے اکیس [۲۱] باب ہیں۔ اور ان میں سے پہلا دوسرا اور تیسرا باب بالکل پہلی تین انجیلوں سے سوائے یوحنا کے بپتسمہ دینے کے کچھ مناسبت نہیں رکھتے۔ چوتھا باب بھی بہت تھوڑی مناسبت رکھتا ہے۔ پھر پانچویں باب میں جو کچھ لکھا ہے اس کا پہلی انجیلوں میں نام و نشان نہیں۔ چھٹے باب کے پہلے سے اکیس [۲۱] آیت تک پہلی انجیلوں کے موافق ہے۔ مگر اسکے بعد پھر ایک زندگی کی روٹی کا نیا مسئلہ لکھدیا ہے۔ اسکے بعد باب سات آٹھ نو دس [۱۰] بالکل نرالے ہیں۔ گیارھویں [۱۱] باب کا آخر اور بارھویں [۱۲] باب کا شروع کچھ دوسری انجیلوں سے مناسبت رکھتا ہے۔ لیکن بارھویں باب کے اخیر میں پھر ایک بالکل نیا قصہ لکھدیا ہے۔ تیرہ باب میں وہی قصہ تھوڑی سی تفاوت کے ساتھ بیان ہوا ہے جو باقی انجیلوں میں ہے لیکن پھر باب چودہ [۱۴] - پندرہ [۱۵] - سولہ [۱۶] - سترہ بالکل نرالے ہیں۔ اس کے بعد بیس [۲۰] باب کا اخیر اور اکیس [۲۱] باب بالکل علیحدہ قصہ بیان کرتے ہیں۔ گویا چوتھی انجیل کے اکیس [۲۱]

باب میں سے ابواب نمبر ایک[۱] دو[۲] تین[۳] پانچ[۵] سات[۷] آٹھ[۸] نو[۹] دس[۱۰] چودہ[۱۴] پندرہ[۱۵] سولہ[۱۶] سترہ[۱۷] اکیس[۲۱] یعنی کل تیرہ باب سالم ہیں جو کچھ لکھا ہے پہلی انجیلوں میں نہیں پایا جاتا باقی آٹھ باب میں کچھ کچھ انجیلوں کے ساتھ اشتراک ہے مگر وہ بھی پورا اشتراک نہیں۔ اور جن باتوں میں اشتراک ہے اُن میں بھی بعض سے زیادہ باتوں میں دوسری انجیلوں سے تناقض اور اختلاف ہے جیسے آیندہ تناقضوں میں بیان کیا جائیگا ✦

چوتھی انجیل میں مسیح کے سات معجزے درج ہیں جنمیں سے پہلا معجزہ پانی کو شراب میں بدلنے کا (باب ۲ دو آیت ایک[۱] سے گیارہ[۱۱]) پہلی کسی انجیل والے نے نہیں لکھا۔ دوسرا معجزہ بیت سدا کے حوض پر بیمار کو اچھا کرنے کا کسی دوسری انجیل میں نہیں پایا جاتا (باب پانچ ۵) تیسرا معجزہ پانچہزار آدمیوں کو کھانا کھلانیکا ساری انجیلوں سے ملتا ہے۔ (باب ۶ آیت ایک سے چودہ[۱۴] تک) چوتھا معجزہ سمندر پر چلنے کا پہلی دو انجیلوں میں مذکور ہے (باب ۶ آیت پندرہ[۱۵] سے اکیس[۲۱] تک) چھٹا معجزہ چار دن کے مرے ہوئے کو زندہ کرنا (باب ۱۱ گیارہ آیات ایک سے پینتالیس[۴۵] تک) یہ کسی دوسری انجیل میں مذکور نہیں ہوا۔ ساتواں معجزہ ایک بیمار کے اچھا کرنے کا (باب ۴ چار آیات سینتالیس[۴۷] وغیرہ) یہ بھی دوسری انجیلوں میں نہیں پایا جاتا۔ غرض کل سات معجزہ اس انجیل میں مذکور ہوئے ہیں جنمیں سے پانچ کا پہلی انجیلوں میں کچھ تذکرہ نہیں اور وہ بہت بڑے معجزے ہیں معلوم نہیں کہ متی رسول نے ان کو اپنی انجیل میں کیوں نہ بیان کیا حالانکہ اور چھوٹے چھوٹے معجزے لکھ دیئے۔ اور پطرس رسول کے شاگرد مرقس نے ان کو نہ لکھا کیونکہ اُستاد سے اُسنے ان کا ذکر نہ سُنا ہوگا۔ مسیح کے لوقا کو بھی نہ معلوم ہوا۔ مگر متی کا چھوڑنا وجہ سے خالی نہیں۔ ایسی باتوں سے چوتھی انجیل کے مستند ہونے میں بڑا شک واقع ہوتا ہے ✦

چونکہ پہلی انجیلوں کے مصنفوں کی رائے میں مسیح انسان تھا تو اُنھوں نے مسیح کی پیدایش کا حال بھی لکھنا مناسب سمجھا۔ مقدس متی نے شروع میں ہی لکھا ہے "یسوع مسیح ابن داؤد ابن ابرہام کا نسب نامہ۔ اور لوقا نے بھی مسیح کا نسب نامہ لکھنا اس طرح شروع کیا" وہ یوسف کا بیٹا تھا اور وہ ہیلی کا۔ اور پھر تینوں انجیلوں والوں نے مسیح کو یوحنا سے بپتسمہ دلوایا۔ اور پھر تینوں نے مسیح کا شیطان سے امتحان کرایا۔ لیکن چوتھی انجیل کے مصنف نے مسیح کی ابتدا اس طرح سے شروع کی "ابتدا میں کلام تھا اور کلام

خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا سب چیزیں اُس ہی سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اسکے ہوئی زندگی اس میں تھی اور زندگی انسان کا نور تھی اور نور تاریکی میں چمکتا ہے اور تاریکی نے اُسے دریافت نہ کیا" غرض چوتھی انجیل والے نے انسان کی طرح مسیح کی پیدائش بیان کرنا اور نسب نامہ لکھنا مناسب نہ سمجھا بلکہ اسقدر ہی فلاسفی کے موافق اس کا نسب نامہ خدا سے ہی شروع کیا۔ پھر مسیح کو یوحنا سے بپتسمہ دلوانا بھی ذرا مسیح کی شان کو گھٹاتا تھا اس لیئے اُس نے بپتسمہ کا ذکر بھی نہ کیا اور پھر شیطان سے آزمایا جانا تو اور زیادہ مسیح کو انسان ہی بناتا تھا اس لیئے اس کا ذکر بھی صاف اُڑا دیا ٭

مسیح کی تعلیم جو پہلی تین انجیلوں سے معلوم ہوتی ہے۔ جب اُسکا مقابلہ چوتھی انجیل سے کیا جاتا ہے تو اُس کا تفاوت زمین و آسمان کا معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ پورا حال تو ان انجیلوں کی تعلیم کا تمام انجیلوں کے بخوبی پڑھنے اور سمجھنے سے معلوم ہوتا ہے لیکن نمونہ کے طور پر یہاں تھوڑا سا نقل کرکے دکھلایا جاتا ہے (متی باب ۵ پانچ آیت ۱ ایک وغیرہ) میں لکھا ہے "وہ بھیڑ کو دیکھکر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور جب بیٹھا اسکے شاگرد اُس پاس آئے۔ تب وہ اپنی زبان کھول کے سکھلانے لگا اور کہا مبارک وے جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہت اُنہیں کی ہے۔ مبارک وے جو غمگین ہیں کیونکہ وے تسلی پاوینگے۔ مبارک وے جو حلیم ہیں کیونکہ وے زمین کے وارث ہونگے۔ مبارک وے جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وے آسودہ ہونگے۔ مبارک وے جو رحم دل ہیں کیونکہ اُن پر رحم کیا جائے گا۔ مبارک وے جو پاک دل ہیں کیونکہ وے خدا کو دیکھینگے۔ مبارک وے جو صلح کرنیوالے ہیں کیونکہ وے خدا کے فرزند کہلائینگے۔ مبارک وے جو راستبازی کے سبب ستائے جاتے ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہت انہیں کی ہے۔ مبارک ہو تم جب میرے واسطے تمہیں لعن طعن کریں اور ستاویں اور ہر طرح کی بُری باتیں جھوٹ سے تمہارے حق میں کہیں خوش ہو اور خوشی کرو کیونکہ آسمان پر تمہارا بڑا بدلہ ہے اس لیے کہ اُنہوں نے اُن نبیوں کو جو تم سے آگے تھے اسطرح ستایا ہے تم زمین کے نمک ہو پر اگر نمک کا مزا بگڑ جائے تو وہ کس چیز سے مزیدار کیا جائے وہ پھر کسی

کام نہیں سوا اسکے کہ باہر پھینکا جائے اور آدمیوں کے پاؤں تلے روندا جائے
تم دنیا کے نور ہو جو شہر کہ پہاڑ پر بسا ہے چھپ نہیں سکتا اور چراغ بال کے پیمانے
کے تلے نہیں بلکہ چراغدان پر رکھتے ہیں تب اُن سب کو جو گھر میں ہوں روشنی
دیتا۔ اسی طرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وے تمہارے نیک
کاموں کو دیکھیں اور تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے ستایش کریں۔ یہ خیال مت
کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پورا
کرنے کو آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ
جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو
پس جو کوئی ان حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹالے اور ویسا ہی آدمیوں کو
سکھلاوے آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلاویگا پر جو کہ عمل کرے
اور سکھلاوے وہی آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلاویگا۔ کیونکہ میں تمہیں کہتا
ہوں کہ اگر تمہاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں کی سے زیادہ نہ ہو۔ تم آسمان
کی بادشاہت میں کسی طرح داخل نہ ہوگے۔ تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا۔ تو خون
مت کر۔ اور جو کوئی خون کرے عدالت میں سزا کے لایق ہوگا۔ پر میں تمہیں کہتا ہوں
کہ جو کوئی اپنے بھائی پر بے سبب غصہ ہو عدالت میں سزا کے قابل ہوگا۔ اور جو کوئی بھائی کو راکا
کہے صدر مجلس میں سزا کے لایق ہوگا۔ اور جو اُس کو مورکھ کہے جہنم کی آگ کا سزاوار ہوگا۔
پس اگر تو قربانگاہ میں اپنی نذر لیجاوے اور وہاں تجھے یاد آوے کہ تیرا بھائی تجھ سے
کچھ مخالفت رکھتا ہے تو وہاں اپنی نذر قربانگاہ کے سامنے چھوڑ کے چلا جا پہلے
اپنے بھائی سے میل کر تب آکے اپنی نذر گذران۔ جب تک تو اپنے مدعی کے ساتھ راہ
میں ہے جلد اُس سے مل جا نہ ہو کہ مدعی تجھے قاضی کے حوالہ کرے اور قاضی تجھے پیادے
کے سپرد کرے اور تو قید میں پڑے۔ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوڑی
کوڑی ادا نہ کرے تو وہاں سے کسی طرح نہ چھوٹیگا۔ تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا
تو زنا نکر پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی شہوت سے کسی عورت پر نگاہ کرے تو وہ اپنے
دل میں اُس کے ساتھ زنا کر چکا۔ سو اگر تیری داہنی آنکھ تیری ٹھوکر کا باعث ہووے
نکال اور اپنے پاس سے پھینک دے۔ کیونکہ تیری آنکھوں میں سے ایک کا نہ رہنا

مال اپنے واسطے زمین پر جمع نہ کرو جہاں کیڑا اور مورچہ خراب کرتے ہیں اور
جہاں چور سیندھ دیتے اور چُراتے ہیں بلکہ مال اپنے لیئے آسمان پر جمع کرو جہاں
نہ کیڑا نہ مورچہ خراب کرتے اور نہ وہاں چور سیندھ دیتے نہ چُراتے ہیں کیونکہ جہاں
تمھارا خزانہ ہے وہیں تمھارا دل بھی لگا رہیگا۔ بدن کا چراغ آنکھ ہے۔ پس اگر
تیری آنکھ صاف ہو تو تیرا سارا بدن روشن ہوگا۔ پر اگر تیری آنکھ صاف نہیں تو
تیرا سارا بدن اندھیرا ہوگا۔ اس لیئے اگر وہ نور جو تجھ میں ہے تاریکی ہو تو کیسی تاریکی

زنا کرتا ہے۔ پھر تم سن چکے ہو
خداوند کے لیئے پوری کر۔ پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ہرگز قسم نہ کھانا نہ تو آسمان کی کیونکہ
وہ خدا کا تخت ہے نہ زمین کی کیونکہ وہ اُس کے پاؤں کی چوکی ہے اور نہ یروشلم کی
کیونکہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہے اور نہ اپنے سر کی قسم کھا کیونکہ تو ایک بال کو سفید
یا کالا نہیں کر سکتا۔ پر تمہاری گفتگو میں ہاں کی ہاں اور نہیں کی نہیں ہو۔ کیونکہ جو اس
سے زیادہ ہے سو بُرائی سے ہوتا ہے۔ تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ
اور دانت کے بدلے دانت۔ پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو تیرے
داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اُسکی طرف پھیر دے۔ اور اگر کوئی چاہے کہ
تجھ پر نالش کر کے تیری قبا لے کُرتے کو بھی اُسے لینے دے۔ اور جو کوئی تجھے ایک
کوس بیگار لیجاوے اُسکے ساتھ دو کوس چلا جا۔ جو کوئی تجھ سے کچھ مانگے اُسے دے۔
اور تجھ سے قرض چاہے اُس سے مُنھ نہ موڑ۔ تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا اپنے پڑوسی سے
دوستی رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت۔ پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں کو
پیار کرو اور جو تم پر لعنت کریں اُن کے لیئے برکت چاہو۔ جو تم سے کینہ رکھیں اُن کا
بھلا کرو۔ اور جو تمہیں دکھ دیں اور ستاویں اُن کے لیئے دعا مانگو تاکہ تم اپنے باپ
کے جو آسمان پر ہے فرزند ہو۔ کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکو پر اُگاتا ہے
اور راستوں اور ناراستوں پر مینھ برساتا ہے۔ کیونکہ اگر تم اُنہیں کو پیار کرو جو
تمھیں پیار کرتے ہیں تو تمہارے لیئے کیا اجر ہے کیا محصول لینے والے بھی ایسا
نہیں کرتے۔ اور اگر تم فقط اپنے بھائیوں کو سلام کرو تو کیا زیادہ کیا کیا محصول لینے
والے بھی ایسا نہیں کرتے۔ پس تم کامل ہو تمھارا باپ جو آسمان پر ہے کامل ہے" +

کیونکہ جس طرح تم عیب لگاتے ہو اُسی طرح تم پر بھی عیب لگایا جائے گا۔ اور جس پیمانے سے تم ناپتے ہو اُسی سے تمہارے واسطے ناپا جائیگا۔ اور کیوں اُس تنکے کو جو تیرے بھائی کی آنکھ میں ہے دیکھتا ہے پر اُس کاڑی پر جو تیری آنکھ میں ہے نظر نہیں کرتا۔ یا کیونکر تو اپنے بھائیوں کو کہتا ہے اُس تنکے کو جو تیری آنکھ میں ہے لا نکال دوں۔ اور دیکھ خود تیری آنکھ میں شہتیر ہے۔ اے ریاکار پہلے شہتیر کو اپنی آنکھ سے نکال تب اُس تنکے کو اپنے بھائی کی آنکھ سے اچھی طرح دیکھ کے نکال سکیگا ❊

اسی باب کی آیات ۲۱ و ۲۲ وغیرہ میں اسطرح لکھا ہے "نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند [illegible] دعا مانگنے کو دوست [illegible] تاکہ لوگ انہیں دیکھیں میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وے اپنا بدلا پاچکے لیکن جب تو دعا مانگے اپنی کوٹھری میں جا اور اپنا دروازہ بند کرکے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے دعا مانگ اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے ظاہر میں تجھے بدلا دیگا۔ اور جب دعا مانگتے ہو غیر قوموں کی مانند بیفائدہ بک بک مت کرو کیونکہ وے سمجھتے ہیں کہ اُنکی زیادہ گوئی سے اُنکی سُنی جائیگی۔ پر اُن کی مانند مت ہو کیونکہ تمہارا باپ تمہارے مانگنے کے پہلے جانتا ہے کہ تمہیں کن کن چیزوں کی ضرورت ہے۔ پس تم اسی طرح دعا مانگو کہ اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو۔ تیری بادشاہت آوے تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر بھی آوے۔ ہمارے روزینہ کی روٹی آج ہم کو بخش اور جسطرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو اپنے قرض ہم کو بخش دے اور ہمیں آزمایش میں نہ ڈال بلکہ بُرائی سے بچا کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں آمین۔ اس لیئے اگر تم آدمیوں کے گناہ بخشوگے تو تمہارا باپ بھی جو آسمان پر ہے تمہیں بھی بخشیگا۔ پر اگر تم آدمیوں کو اُن کے گناہ نہ بخشوگے تو تمہارا باپ بھی تمہارے گناہ نہ بخشیگا ❊

پھر جب تم روزہ رکھو ریاکاروں کی مانند اپنا چہرہ اُداس نہ بناؤ۔ کیونکہ وے اپنا منھ بگاڑتے ہیں کہ لوگوں کے نزدیک روزہ دار ظاہر ہوں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ وے اپنا بدلا پاچکے۔ پر جب تو روزہ رکھے اپنے سر پر چکنا لگا اور منھ دھو تاکہ تو آدمی پر نہیں بلکہ تیرے باپ پر جو پوشیدہ ہے روزہ دار ظاہر ہو اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے آشکارا تجھے بدلا دے ❊

ٹھیرے گی ۔

کوئی آدمی دو خاوندوں کی خدمت نہیں کر سکتا اس لیئے کہ یا ایک سے
دشمنی رکھیگا اور دوسرے سے دوستی یا ایک کو مانیگا اور دوسرے کو نا چیز
جانیگا۔ تم خدا اور ممون دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے اس لیئے میں تم سے کہتا ہوں
کہ اپنی زندگی کے لیئے فکر نہ کرو کہ ہم کیا کھائینگے اور کیا پیئینگے نہ اپنے بدن کے لیئے کہ کیا پہنینگے
کیا جان خوراک سے بہتر نہیں اور بدن پوشاک سے۔ ہوا کے پرندوں کو دیکھو وے نہ بوتے
نہ لوتے نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے ہیں۔ تو بھی تمہارا آسمانی باپ اُن کو پالتا ہے کیا
تم اُن سے بہت بہتر نہیں ہو۔ تم میں سے کون ہے جو فکر کر کے اپنی عمر میں ایک گھڑی
بڑھا سکتا ہے۔ اور پوشاک کی کیوں فکر کرتے ہو۔ جنگلی سوسنوں کو دیکھو کہ وے
کس طرح بڑھتے ہیں۔ وے نہ محنت کرتے نہ کاتتے ہیں۔ پر میں تمہیں کہتا ہوں
کہ سلیمان بھی اپنی ساری شان و شوکت میں اُن میں سے ایک کی مانند پہنے نہ تھا۔ پس
جب خدا میدان کی گھاس کو جو آج ہے اور کل تنور میں جھونکی جاتی یوں پہناتا ہے
تو کیا نہ کہ تمہیں اے کم اعتقادو زیادہ وہ نہ پہناوے گا اس لیئے یہ کہکے فکر مت کرو کہ ہم
کیا کھائیں گے یا کیا پیئیں گے یا کیا پہنیں گے۔ کیونکہ ان سب چیزوں کی تلاش میں
غیر قومیں رہتی ہیں اور تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تم اُن سب چیزوں کے
محتاج ہو۔ پر تم پہلے خدا کی بادشاہت اور اس کی راستبازی کو ڈھونڈو تو یہ سب
چیزیں بھی تمہیں ملینگی پس کل کی فکر نہ کرو کیونکہ کل اپنی چیزوں کی آپ ہی فکر کریگا۔
آج کا دکھ آج ہی کے لیئے بس ہے ۔

اور ساتویں باب میں لکھا ہے "عیب نہ لگاؤ کہ تم پر بھی عیب نہ لگایا جاوے۔

کیونکہ جس طرح تم عیب لگاتے ہو اُسی طرح تم پر بھی عیب لگایا جاوے گا۔ اور جس پیمانے سے تم ناپتے ہو اُسی سے تمہارے واسطے ناپا جائیگا۔ اور کیوں اُس تنکے کو جو تیرے بھائی کی آنکھ میں ہے دیکھتا ہے پر اُس کاڑی پر جو تیری آنکھ میں ہے نظر نہیں کرتا۔ یا کیونکر تو اپنے بھائیوں کو کہتا ہے اُس تنکے کو جو تیری آنکھ میں ہے لا نکال دوں۔ اور دیکھ خود تیری آنکھ میں شہتیر ہے۔ اے ریاکار پہلے شہتیر کو اپنی آنکھ سے نکال تب اُس تنکے کو اپنے بھائی کی آنکھ سے اچھی طرح دیکھ کے نکال سکیگا ٭

اسی باب کی آیات ۲۱ و غیرہ میں اس طرح لکھا ہے "نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمانی بادشاہت میں شامل ہوگا۔ مگر وہی جو میرے باپ کی جو آسمان پر ہے اُسکی مرضی پر چلتا ہے۔۔۔۔ پس جو کوئی میری باتیں سنتا اور اُنپر عمل لاتا ہے میں اُسے اُس عقلمند آدمی کی مانند ٹھہراتا ہوں جسنے چٹان پر اپنا گھر بنایا۔ پر جو کوئی میری باتیں سنتا اور اُنپر عمل نہیں کرتا اور اُس بیوقوف آدمی کی مانند ٹھہریگا جسنے اپنا گھر ریتے پر بنایا" ٭

مرقس باب ۱۰ آیت سترہ وغیرہ میں لکھا ہے "اور جب وہ راہ میں چلا جاتا تھا ایک شخص اُس پاس دوڑتا آیا اور اُس کے آگے گھٹنے ٹیک کے اُس سے پوچھا اے نیک اُستاد میں کیا کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوں۔ یسوع نے اُسے کہا تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے نیک کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ تو حکموں کو جانتا ہے۔ زنا نہ کر خون نہ کر چوری نہ کر جھوٹی گواہی نہ دے فریب نہ دے اپنے ماں باپ کی عزت کر اُس نے جواب میں کہا اے اُستاد میں نے جوانی سے ان سب کو مانا ہے۔ تب یسوع نے اُسپر نگاہ کرکے اُسے پیار کیا اور اُس سے کہا ایک چیز تجھ میں آتی ہے جا اور جو کچھ تیرا ہے بیچ ڈال اور غریبوں کو دے تو تو آسمان پر خزانہ پاویگا اور ادھر آ اور صلیب اُٹھا میرے پیچھے ہولے۔ وہ اس بات سے اُداس ہوا اور غمگین ہوا چلا گیا۔ کیونکہ بڑا مالدار تھا ٭

یہاں تک مسیح کی تعلیم کا نمونہ پہلی انجیلوں سے دکھلایا گیا ہے جس سے مسیح کی بشریت اور نبیوں کی طرح تعلیم کا دینا اور اعمال کی زیادہ زیادہ تاکید کرنا اور خلوص نیت کو زیادہ مدنظر رکھنا سمجھا جاتا ہے۔ اس قسم کی تعلیم چوتھی انجیل کو شروع سے اخیر تک بھی پڑھ جاؤ تو کہیں نہ ملے گی بلکہ اُسکی تعلیم میں سوائے [illegible] اور مسیح کی الوہیت کے اور کچھ نہیں پایا جاتا۔ چنانچہ نمونہ کے طور پر مقابلہ کرنے کے لئے مسیح کی اُنکلموں کو

تھوڑی سی نقل جو چوتھی انجیل سے بھی کر کے دکھلائی جاتی ہے ،۔ یوحنا باب چھٹا آیت سینتالیس وغیرہ میں لکھا ہے ’’میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُسی کی ہے۔ زندگی کی روٹی میں ہی ہوں تمہارے باپ دادوں نے بیابان میں من کھایا اور مر گئے روٹی جو آسمان سے اُترتی ہے وہ ہے کہ کوئی آدمی اُسے کھا کے نہ مرے میں ہوں وہ جیتی روٹی جو آسمان سے اُترے اگر کوئی شخص اِس روٹی کو کھائے تو ابد تک جیتا رہیگا۔ اور روٹی جو میں دونگا میرا گوشت ہے جو میں جہان کی زندگی کے لیئے دونگا .... تب یسوع نے اُنہیں کہا میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں اگر تم ابن آدم کا گوشت نہ کھاؤ اور اُسکا لہو نہ پیو تو تم میں زندگی نہیں ہے جو کوئی میرا گوشت کھاتا ہے اور میرا لہو پیتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُسی کی ہے اور میں اُسے آخری دن اُٹھاؤنگا کیونکہ میرا گوشت فی الحقیقت کھانے اور میرا لہو فی الحقیقت پینے کی چیز ہے۔ وہ جو میرا گوشت کھاتا اور میرا لہو پیتا ہے مجھ میں رہتا ہے۔ اور میں اُس میں جسطرح سے کہ زندہ باپ نے مجھے بھیجا اور میں باپ سے زندہ ہوں اسیطرح وہ بھی جو مجھے کھاتا ہے مجھ سے زندہ ہوگا۔ وہ روٹی جو آسمان سے اُتری یہ ہے نہ جیسا کہ تمھارے باپ دادے من کھا کے مر گئے۔ وہ جو یہ روٹی کھاتا ہے ابد تک جیتا رہیگا...... پس اگر تم ابن آدم کو اوپر جاتے جہاں وہ آگے تھا دیکھوگے تو کیا ہوگا روح ہے وہ جو جلاتی ہے جسم سے کچھ فایدہ نہیں۔ یہ باتیں جو میں تمھیں کہتا ہوں روح ہیں اور زندگی ہیں پر تم میں بعض ایسے ہیں جو ایمان نہیں لاتے کیونکہ یسوع ابتدا سے جانتا تھا کہ وے جو ایمان نہیں لاتے کون ہیں اور کون اُسے پکڑوا ئے گا‘‘ ۔

پھر باب ۷ سات آیات سینتیس و اڑتیس میں لکھا ہے ’’پھر عید کے پچھلے دن جو بڑا دن ہے یسوع کھڑا ہوا اور پکار کے کہا کہ اگر کوئی پیاسا ہو مجھ پاس آوے اور پیئے جو مجھ پر ایمان لاتا ہے اُس کے بدن سے جیسا کتاب کہتی ہے جیتے پانی کی ندیاں جاری ہوں گی‘‘ ۔

پھر باب ۸ آٹھ آیت بارہ میں لکھا ہے ’’تب یسوع نے پھر اُنہیں کہا جہان کا نور میں ہوں جو میری پیروی کرتا ہے اندھیرے میں نہ چلے گا بلکہ زندگی کا نور پاویگا

تب فریسیوں نے اُس سے کہا تو اپنے حق میں گواہی دیتا ہے تیری گواہی سچ نہیں - یسوع نے جواب دیا اور اُنہیں کہا اگرچہ میں اپنی بابت گواہی دیتا ہوں تو بھی میری گواہی سچ ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میں کہاں سے آیا ہوں اور میں کہاں کو جاتا ہوں پر تم نہیں جانتے کہ میں کہاں سے آیا ہوں اور کہاں کو جاتا ہوں ...... اور اگر میں حکم کروں تو میرا حکم حق ہے کیونکہ میں اکیلا نہیں پر میں اور باپ جس نے مجھے بھیجا تمہاری شریعت میں بھی لکھا ہے کہ دو آدمیوں کی گواہی سچ ہے ایک تو میں ہوں جو اپنی بابت گواہی دیتا ہوں اور ایک باپ جس نے مجھے بھیجا ہے میرے لیئے گواہی دیتا ہے تب انہوں نے اُس سے کہا کہ تیرا باپ کہاں ہے یسوع نے جواب دیا تم نہ مجھے جانتے ہو نہ میرے باپ کو اگر تم مجھے جانتے تو میرے باپ کو بھی جانتے" پھر باب ۱۰ دس آیت سات وغیرہ میں لکھا ہے" تب یسوع نے انہیں پھر کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بھیڑوں کا دروازہ میں ہوں سب جتنے مجھ سے آگے آئے چور اور بٹ مار ہیں پر بھیڑوں نے اُنکی نہ سنی دروازہ میں ہوں اگر کوئی شخص مجھ سے داخل ہو تو نجات پاوے گا اور اندر باہر آئے جائے گا ...... اچھا گڈریا میں ہوں اور اپنوں کو پہچانتا ہوں اور میرے مجھے جانتے ہیں جسطرح سے باپ مجھے جانتا ہے اُسطرح میں باپ کو جانتا ہوں اور میں بھیڑوں کے لیئے اپنی جان دیتا ہوں - اور میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانے کی نہیں ضرور ہے کہ میں انہیں بھی لاؤں اور وے میری آواز سنینگی اور ایک ہی گلہ اور ایک ہی گڈریا ہوگا - باپ مجھے اس لیئے پیار کرتا ہے کہ میں اپنی جان دیتا ہوں تاکہ میں اُسے پھر لوں کوئی شخص اُسے مجھ سے نہیں لیتا پر میں اُسے آپ سے دیتا ہوں میرا اختیار ہے کہ اُسے دوں اور میرا اختیار ہے کہ اُسے پھر لوں یہ حکم میں نے اپنے باپ سے پایا ...... میری بھیڑیں میری آواز سنتی ہیں اور میں اُنہیں جانتا ہوں اور وے میرے پیچھے چلتی ہیں اور میں اُنہیں ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہوں اور وے کبھی ہلاک نہ ہونگی اور کوئی اُنہیں میرے ہاتھ سے چھین نہ لیگا - میرا باپ جس نے اُنہیں مجھے دیا ہے سب سے بڑا ہے اور کوئی اُنہیں میرے باپ کے ہاتھ سے چھین نہیں لے سکتا میں اور باپ ایک ہیں " اور پھر باب ۱۴ چودہ آیت چھہ وغیرہ میں لکھا ہے " یسوع نے اُسے کہا راہ

اور حق اور زندگی میں ہوں کوئی بغیر میرے وسیلے باپ کے پاس آ نہیں سکتا ہے اگر تم مجھے جانتے تو میرے باپ کو بھی جانتے اور اب تم اُسے جانتے ہو اور اُسے دیکھا ہے۔ فیلبوس نے اُسے کہا اے خداوند باپ کو ہمیں دکھلا کہ ہمیں کافی ہے یسوع نے اُسے کہا اے فیلبوس میں اتنی مدت سے تمہارے ساتھ ہوں اور تو نے مجھے نہ جانا جس نے مجھے دیکھا ہے اُس نے باپ کو دیکھا ہے اور تو کیونکر کہتا ہے کہ باپ کو ہمیں دکھلا کیا تو یقین نہیں کرتا کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے یہ باتیں جو میں تمہیں کہتا ہوں میں اپنے آپ سے نہیں کہتا لیکن باپ جو مجھ میں رہتا ہے وہ یہ کام کرتا ہے میری بات یقین کرو کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے اور نہیں تو اُن کاموں کے سبب مجھ پر ایمان لاؤ" ۔

یہاں تک مسیح کی تعلیم کا نمونہ جو چوتھی انجیل میں درج ہے دکھلایا گیا ہے اس میں کہیں توراۃ کے احکام کی تعمیل نہ دوسرے نیک افعال کی تعلیم ہے۔ سوا مسیح کی قدرت اور الوہیت کے اور کچھ تذکرہ ہی نہیں ہے۔ اب پہلی تین انجیلوں میں جو مسیح کی دعاؤں کا تذکرہ آیا ہے اُنکو بھی چوتھی انجیل کی دعاؤں سے مقابلہ کرو تو یہی نتیجہ نکلیگا ۔

مرقس باب ۱۴ چودہ آیات تینتیس ۳۳ وغیرہ میں لکھا ہے "اور پطرس اور یعقوب اور یوحنا کو اپنے ساتھ لیا اور وہ گھبرانے اور بہت اُداس ہونے لگا اور اُنسے کہا میری جان کا غم موت کا سا ہے تم یہاں ٹھیرو اور جاگتے رہو اور وہ تھوڑا آگے جا کر زمین پر گرا اور دعا مانگی کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے۔ اور کہا اے ابا اے باپ سب کچھ تجھ سے ہو سکتا ہے اس پیالے کو مجھ سے ٹال دے لیکن نہ وہ جو میں چاہتا ہوں بلکہ جو تو چاہتا ہے۔ پھر وہ آیا اور اُنہیں سوتے پایا اور پطرس کو کہا اے شمعون تو سوتا ہے کیا تو ایک گھڑی جاگ نہ سکا جاگتے رہو اور دعا مانگو تا ایسا نہ ہو تم امتحان میں پڑو روح تو مستعد ہے پر جسم سست ہے۔ پھر گیا اور وہی بات دعا میں مانگی" اسی طرح کی دعائیں متی اور لوقا کی انجیل میں اس موقع پر لکھی ہیں لیکن چوتھی انجیل کے مصنف نے کہیں اپنی کتاب میں مسیح کی ایسی دعا کا اظہار نہیں کیا کیونکہ اس میں مسیح کی بشریت اور عجز پایا جاتا ہے جو کہ اُسکی رائے

کے خلاف ہے بلکہ وہ ہر طرح سے مسیح کی الوہیت ثابت کرنا چاہتا ہے جو مسیح کی دعا
چوتھی انجیل میں ایک جگہ لکھی ہے اُس کو پہلی انجیلوں کی دعاؤں سے کچھ مشابہت
نہیں ہے۔ چنانچہ یوحنا باب ۱۷ کے شروع میں اس طرح لکھا ہے "یسوع نے یہ باتیں فرمائیں
اور اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھائیں اور کہا اے باپ گھڑی آپہنچی ہے
اپنے بیٹے کو جلال بخش تاکہ تیرا بیٹا بھی تجھے جلال بخشے چنانچہ تو نے اُسے سب بشروں
پر اختیار دیا ہے تاکہ وہ اُن سب کو جنہیں تو نے اُسے بخشا ہمیشہ کی زندگی دیوے
اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وے تجھ کو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تو
نے بھیجا ہے جانیں۔ میں نے زمین پر تیرا جلال ظاہر کیا ہے میں اس کام کو جو تو
نے مجھے کرنے کو دیا ہے تمام کر چکا۔ اور اے باپ اب تو مجھے اپنے ساتھ اس
جلال سے جو میں دنیا کی پیدائش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا بزرگی دے۔
میں نے تیرے نام کو اُن آدمیوں پر جنہیں تو نے دنیا میں سے مجھے دیا ظاہر
کیا ہے وے۔ تیرے تھے اور تو نے انہیں مجھے دیا ہے اور انہوں نے تیرے
کلام پر عمل کیا ہے۔ اب اُنھوں نے جانا ہے کہ سب چیزیں جو تو نے مجھے دیں تیری
طرف سے ہیں اس لیئے کہ میں نے وے حکم جو تو نے مجھے دیئے انہیں دیئے ہیں اور
اُنہوں نے انہیں قبول کیا اور یقین جانا کہ تجھ سے نکلا ہوں اور وے ایمان لائے
ہیں کہ تو نے مجھے بھیجا ہے۔ میں اُن کے لیئے عرض کرتا ہوں میں نے دنیا کے لیئے
نہیں مگر اُن کے لیئے جنہیں تو نے مجھے دیا ہے عرض کرتا ہوں کہ وے تیرے
ہیں اور سب میرے تیرے ہیں اور تیرے میرے ہیں اور میں اُن سے بزرگی
پاتا ہوں میں دنیا میں آگے نہ رہونگا پر وے دنیا میں ہیں اور تجھ پاس آتا ہوں۔
اے قدوس باپ اپنے ہی نام سے انہیں جنہیں تو نے مجھے بخشا حفاظت سے رکھ
تاکہ وے ہماری طرح ایک ہو جاویں۔ جب تک کہ میں اُن کے ساتھ دنیا میں تھا
تب تک میں نے تیرے نام سے اُنکی حفاظت کی جنہیں تو نے مجھے دیا ہے میں نے
اُنکی نگہبانی کی اور کوئی اُن میں سے سوائے ہلاکت کے فرزند کے ہلاک نہیں ہوا
تاکہ نوشتہ پورا ہو اور اب میں تجھ پاس آتا ہوں اور میں یہ باتیں دنیا میں کہتا ہوں تاکہ
میری خوشی اُن میں کامل ہو رہے" اس تمام دعا میں جا بجا مسیح کی الوہیت اور

خدا کے ساتھ اتحاد ظاہر ہوتا ہے پہلی انجیلوں کی طرح خشوع و خضوع کا نام بھی نہیں آ
یہاں تک اس مصنف نے اپنی رائے کا اس انجیل میں لحاظ رکھا ہے کہ جب موت کے
بھی مسیح کی زبان سے کچھ کلمے غم اور تضرع کے نکلے تو ان کو بھی اس مصنف نے بیان
نہیں کیا۔ مثلاً متی کے باب ۲۷ ستائیسویں آیت چھیالیس ۴۶ میں لکھا ہے "نویں گھنٹے کے
قریب یسوع نے بڑے شور سے چلا کر کہا ایلی ایلی لما سبقتنی یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا
تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا ...... اور یسوع نے پھر بڑے شور سے چلا کر جان دی"
اور مرقس باب ۱۵ پندرہ آیات چونتیس ۳۴ وغیرہ میں لکھا ہے "اور نویں گھنٹے یسوع نے بڑی
آواز سے چلا کر بولا ایلی ایلی لما سبقتنی جسکا ترجمہ یہ ہے اے میرے خدا اے میرے خدا
تو نے کیوں مجھے چھوڑا ...... تب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کے دم چھوڑ دیا"
لیکن چوتھی انجیل کے باب ۱۹ انیسویں آیت تیس ۳۰ میں لکھا ہے "پھر یسوع نے جب سرکہ چکھا تو
کہا پورا ہوا اور سر جھکا کے جان دی" ۔

اس مضمون کے شروع میں لکھا گیا تھا کہ اس انجیل کے مصنف نے صرف تین باتوں
کا اعتقاد لوگوں کو دلانے کے واسطے یہ انجیل لکھکر یوحنا رسول کی طرف منسوب کر دی
تھی سو ان میں سے پہلی دو باتیں یعنی اسکندریہ کی فلاسفی کے کلمہ کا مسئلہ اور مسیح کی
الوہیت تو اوپر کی تقریروں سے بخوبی ظاہر کر دی گئی ہے۔ اور باقی رہا تیسرا مسئلہ کہ
مصنف یہودی مذہب کا بہت مخالف تھا۔ یہ بات اسطرح پر ثابت ہوتی ہے کہ پہلی
تین انجیلوں میں مسیح توریت کے احکام کی پابندی کرتی اور ہر طرح سے یہودی کی حمایت
دکھلائی جاتی تھی چنانچہ توریت کے احکام کی پابندی اوپر کی تقریروں سے ظاہر
ہو چکی ہے۔ اور یہود کی رعایت ایسی آیتوں سے پائی جاتی ہے کہ جن میں مسیح یہود
کی تعلیم کو ہی ضروری اور مقدم سمجھتے تھے۔ مثلاً متی کے باب ۱۵ پندرہ آیت چوبیس ۲۴
وغیرہ میں فرمایا "اس نے جواب میں کہا میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں
کے سوا اور کسی پاس نہیں بھیجا گیا" یا جب مسیح نے بارہ رسول منتخب کر کے منادی
کرنے کے لیے بھیجے ہیں تو انکو تلقین کی کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں
کے شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ پہلے اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس
جاؤ دیکھو متی باب ۱۰ دس آیات پانچ وچھ اور مرقس باب ۷ سات آیات ستائیس ۲۷ وغیرہ

میں لکھا ہے۔ پر یسوع نے اُسے کہا کہ پہلے فرزندوں کو سیر ہونے دے کیونکہ فرزندوں
کی روٹی لے کے کتوں کے آگے ڈالنا لائق نہیں" اس پچھلی آیت میں یہود کو فرزند
بتلایا ہے اور اُن کے مقابل غیر قوم والوں کو کتے بتلایا ہے۔ لیکن چوتھی انجیل میں
خلاف اس کے یہودیوں کی رعایت کہیں نہیں ظاہر کی گئی۔ بلکہ غیر قوم والوں کی رعایت
ظاہر کی ہے۔ نہ کبھی رسولوں کو غیر قوم کے پاس جانے کی ممانعت کی نہ یہ کہا کہ میں
بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا ہوں نہ
یہودیوں کو فرزند اور دوسروں کو کتے بتایا ہے بلکہ ایک سامری عورت کے ساتھ
بڑے رحم اور محبت سے گفتگو کی اور اُسکو تعلیم دی۔ پھر اور بہت سے سامری لوگوں کو
ہدایت کی (دیکھو باب ۴ چار آیت ایک سے بیالیس ۴۲ تک) جسکا ذکر پہلی انجیلوں میں
بالکل نہیں ہے۔ پھر باب ۱۲ آیات بیس وغیرہ میں مسیح کا یونانیوں کے آنے پر خوش ہونا
کا حال لکھا ہے۔ اور باب ۱۰ دس آیت سولہ ۱۶ میں یہودیوں کے برابر اپنی دوسری بھیڑیں
بھی بتلائی ہیں۔ اور تمام انجیل میں اول سے آخر تک بیسیوں جگہ یہودیوں کا نام
حقارت اور نفرت کے ساتھ غیر قوموں والوں کی طرح لیا ہے +۔ اور سب سے بڑی بات
یہ ہے کہ پہلی تین انجیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح نے یہود کی عید کے دن آخری
کھانا کھاتے ہوئے عشاء ربانی کی بڑی سُنت قایم کی متی باب ۲۶ چھبیس آیات چھبیس
وغیرہ۔ اور مرقس باب ۱۴ چودہ آیات بائیس ۲۲ وغیرہ۔ اور لوقا باب ۲۲ بائیس آیات انیس وغیرہ جو آجتک عیسائیوں میں بڑی عزت سے
خیال کیجاتی ہے۔ لیکن چوتھی انجیل کے مصنف نے عشاء ربانی کا نام ہی اپنی
کتاب سے اُڑا دیا ہے۔ اگرچہ اُس کھانے کا ذکر تو کیا لیکن اُسکو عید کے دن سے پہلے
لکھا اور اُس میں عشاء ربانی کا تذکرہ بالکل نہ کیا +
ان میں مقاصد بالا کی پختگی کو زیادہ معتبر کرنے کے لیئے مصنف نے اعلیٰ تو اپنی

نوٹ + دیکھو باب ۱ ایک آیت انیس ۱۹ ۔ باب ۲ دو آیت اٹھارہ ۱۸ بیس ۲۰ ۔ باب ۳ تین آیت ایک ۔ باب ۵ پانچ آیت ایک ۱ دس ۱۰ سولہ ۱۶ اٹھارہ ۱۸ ۔ باب ۶ چھ آیت چودہ ۱۴ اکتالیس ۴۱ باب ۷ سات آیت ایک ۱ دو ۲ تیرہ ۱۳ پندرہ ۱۵ ۔ باب ۸ آٹھ آیت بائیس ۲۲ اکتیس ۳۱ اڑتالیس ۴۸ باون ۵۲ ستاون ۵۷ ۔ باب ۹ نو آیت اٹھارہ ۱۸ بائیس ۲۲ ۔ باب ۱۰ دس آیت انیس ۱۹ چوبیس ۲۴ اکتیس ۳۱ تینتیس ۳۳ ۔ باب ۱۱ گیارہ آیت انیس ۱۹ اکتیس ۳۱ چھتیس ۳۶ پینتالیس ۴۵ چون ۵۴ پچپن ۵۵ ۔ باب ۱۲ بارہ آیت انیس ۱۹ اسی طرح اور بہت آیتیں ہیں +

کتاب کو ایک مشہور حواری کی طرف منسوب کیا اور پھر اُس حواری کو بہ نسبت دوسرے حواریوں کے مسیح کا زیادہ مخصوص اور راز دار ثابت کیا۔ حالانکہ یہ بات بھی پہلی تین انجیلوں کے خلاف ہے۔ کیونکہ پہلی تین انجیلوں کے رو سے اگرچہ رسول بارہ منتخب کیے گئے تھے لیکن اُن میں سے تین کو زیادہ قرب حاصل تھا۔ ایک پطرس دوسرے یعقوب اور تیسرے یوحنا۔ لیکن ان تینوں میں سے پطرس پر مسیح کی زیادہ مہربانی معلوم ہوتی تھی۔ اور پطرس نے آپ کو مسیح کا زیادہ خاص جانتا تھا۔ دیکھو متی باب ۱۵ پندرہ آیت ۱۵ پندرہ۔ پھر باب ۱۶ سولہ آیات ۱۶ سولہ سے ۲۲ بائیس تک۔ پھر باب ۱۷ سترہ آیت ۴ چار۔ پھر باب ۱۸ اٹھارہ آیت ۲۱ اکیس۔ پھر باب ۱۹ اُنیس آیت ۲۷ ستائیس پھر باب ۲۶ چھبیس آیت ۳۳ تینتیس۔ پھر باب ۱۴ چودہ آیت ۲۸ اٹھائیس۔ پھر باب ۲۶ آیت ۵۸ اٹھاون۔ مرقس باب ۱ ایک آیت ۳۶ چھتیس اور یوحنا باب ۶ چھ آیت ۶۸ اڑسٹھ اور باب ۱۸ اٹھارہ آیت ۱۶ سولہ اور باب ۲۱ اکیس آیت ۳ تین سے ۷ سات تک اور مرقس باب ۳ تین آیت ۱۶ سولہ۔ اور لوقا باب ۶ آیت ۱۴ چودہ۔ اور یوحنا باب ۱ ایک آیت ۴۲ بیالیس) باوجود پطرس کے سب سے زیادہ مخصوص ہونے کے یوحنا اور یعقوب بھی دوسرے درجہ پر مسیح کے مخصوص معلوم ہوتے ہیں دیکھو متی باب ۱۷ سترہ آیت ۱ ایک۔ باب ۲۶ چھبیس آیت ۳۷ سینتیس۔ اور مرقس باب ۵ پانچ آیت ۳۷ سینتیس اور باب ۹ آیت ۲ دو۔ اور باب ۱۳ تیرہ آیت ۳ تین۔ باب ۱۴ چودہ آیت ۳۳ تینتیس۔ اور لوقا باب ۹ نو آیت ۲۸ اٹھائیس۔ لیکن چوتھی انجیل کے مصنف نے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لیئے اپنی کتاب کے فرضی مصنف یوحنا کو تمام حواریوں سے بڑھ کر مسیح کے پیارے ہونے کی عزت بخشی ہے۔ تاکہ جو باتیں اُس نے اپنی انجیل میں سکھلائی ہیں فرضی مصنف کے زیادہ پیارے اور مقرب ہونے کے سبب سے لوگ اُنکو اختیار کر لیویں۔ دیکھو یوحنا باب ۱۳ تیرہ آیت ۲۳ تئیس۔ اور باب ۱۹ اُنیس آیت ۲۶ چھبیس اور باب ۲۰ بیس آیت ۲ دو۔ اور باب ۲۱ اکیس آیت ۲۰ بیس) اگر کوئی شخص صرف اس امر پر غور کرے کہ جو بات یوحنا کی نسبت کسی دوسری انجیل والے نے نہیں لکھی تھی اُسکا چوتھی انجیل میں پایا جانا خود اس بات کی دلیل ہے کہ یہ انجیل یوحنا رسول کی تصنیف نہیں ہے تو اس کی رائے بہت معقول معلوم ہوتی ہے۔ علاوہ اسکے چوتھی انجیل میں آپس میں محبت اور پیار اور رحم کی جتنی تاکید ہے اتنی کسی پہلی انجیل میں نہیں پائی جاتی۔ لیکن یوحنا رسول کا مزاج پہلی

انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے بڑا تیز زود رنج اور انتقام طلب تھا۔ دیکھو (مرقس باب ۳ آیت سترہ ۱۷۔ باب ۹ نو آیات اڑتیس ۳۸ وغیرہ۔ باب ۱۰ دس آیات پینتیس ۳۵ وغیرہ۔ لوقا باب ۹ نو آیات اُنچاس ۴۹ سے چھپن تک۔ اور مکاشفات یوحنا باب ۲ دو اور تین ۳) غرض اس بات کے بتلانے سے یہ ہے کہ باوجودیکہ نہ یوحنا کا مزاج اُس قسم کا تھا جو چوتھی انجیل کی تعلیم سے مناسبت رکھتا ہو اور نہ یوحنا کو وہ درجہ حاصل تھا جو چوتھی انجیل والے نے ثابت کیا ہے تو پھر یوحنا کی طرف اس انجیل کو منسوب کرنے کے سوا اُسکی اور کوئی غرض نہیں معلوم ہوتی ہے کہ لوگوں کو اس انجیل کی تعلیم کا اعتبار زیادہ ہو۔ اور واقع میں پہلے زمانہ میں جبکہ بہ نسبت منصفانہ نقادی کے اعتقاد کا اثر لوگوں کی طبیعتوں پر زیادہ ہوتا تھا اُسوقت تک سب نہیں تو بہت سے عیسائیوں نے اس انجیل کو معتبر اور صحیح مانا۔ لیکن اب زمانہ حال میں جو منصفانہ تحقیق و تفتیش کی طرف زیادہ توجہ ہوئی تو چوتھی انجیل کا بھید کھل گیا کہ یہ کسی رسول کی تصنیف نہیں ہے بلکہ اور شخص نے اپنا اعتقاد مسیحیوں میں پھیلانے کے لیئے ایک کتاب لکھکر یوحنا رسول کی طرف منسوب کر دی اور اپنے مطلب کو زیادہ مضبوط کرنے کے لیئے اخیر باب کی چوبیسویں ۲۴ آیت میں یہ لکھ دیا "یہ وہ شاگرد ہے جس نے ان کاموں کی گواہی دی اور ان باتوں کو لکھا اور ہم کو یقین ہے کہ اُسکی گواہی سچ ہے" نہیں معلوم کہ یہ کس شخص کا قول ہے کیونکہ یہ بات تو سمجھ میں نہیں آتی کہ مصنف نے ایسا خود لکھا ہو کیونکہ اُسکو تو سب لوگ جانتے تھے کہ وہ مسیح کا رسول ہے ہمیشہ مسیح کے ساتھ رہنے والا تھا۔ اور یہ کہنا کہ ہم کو یقین ہے ثابت کرتا ہے کہ اس قول کا قائل کوئی اور شخص ہے۔ اور اس شخص کا حال بھی معلوم نہیں کہ یہ کون شخص ہے۔ پھر عجیب ہے کہ اُس غیر شخص کے قول کو بھی الہامی متن میں داخل کر لیا۔ گو اس بات کا تو ہم بھی انکار نہیں کر سکتے کہ یہ قول کسی غیر شخص کا ہے۔ لیکن اس اعتراض کا بھی جواب نہیں دے سکتے کہ جب وہ قول ایک نامعلوم شخص کا ہے تو اُسکے الہامی کلام میں شامل کرنے کی کیا وجہ ہے +

چوتھی انجیل کا تفاوت پہلی تین انجیلوں سے اتنا زیادہ ہے کہ اگر کوئی شخص عیسائی مذہب کا واقف نہ ہو تو اُس کو اول دفعہ ہی ان چاروں انجیلوں کے

دیکھے کا اتفاق ہو تو بجز چند ناموں کی مطابقت کے اور کسی طرح سے وہ خیال نہ کریگا کہ پہلی تین انجیلوں نے جس مسیح کا حال لکھا ہے اُسی کا چوتھی انجیل والے نے لکھا ہے بلکہ وہ سمجھے گا کہ چوتھی انجیل کا مسیح کوئی اور شخص ہے اور پہلی تین کا مسیح کوئی اور ہے چنانچہ ان دونوں مسیحوں کے امور مابہ الامتیاز ایک نقشہ کی شکل میں لکھ کر دکھلائے جاتے ہیں ۔

جس مسیح کی تاریخ چوتھی انجیل میں لکھی ہے	جس مسیح کی تاریخ تین انجیلوں والوں نے لکھی ہے
۱- یہ مسیح کلمہ ہے جو ہمیشہ سے خدا کے ساتھ تھا اور خود خدا تھا سب چیزیں اس سے پیدا ہوئیں وغیرہ (دیکھو یوحنا باب ۱ ایک آیات ۱ ایک وغیرہ) ۔	۱- یہ مسیح ایک انسان داؤد کی نسل سے پیدا ہوا تھا اور داؤد کے تخت پر بیٹھکر بنی اسرائیل پر بادشاہی کرنے کے واسطے آیا تھا (دیکھو متی باب ۱ اول اور لوقا باب ۱ ایک آیات بتیس ۳۲ تینتیس ۳۳ ۔ اور باب ۳ تین آیات تئیس ۲۳ وغیرہ)
۲- چوتھی انجیل کے مسیح نے یوحنا سے بپتسمہ نہیں پایا صرف یوحنا نے اُسکی شہادت دی اور وہ بہت دن یوحنا کے پاس رہا (دیکھو یوحنا باب ۱ اول آیات پندرہ ۱۵ سے پینتیس ۳۵ تک)	۲- اس مسیح نے یوحنا سے بپتسمہ پایا اور اُسی وقت یا اُسی دن اُسکے پاس سے چلا گیا (دیکھو متی باب ۳ تین آیات تیرہ ۱۳ سے اٹھارہ ۱۸ تک مرقس باب ۱ ایک آیات نو ۹ سے بارہ ۱۲ تک لوقا باب ۳ تین آیات اکیس ۲۱ وغیرہ اور باب ۴ آیت ایک ۔
۳- مسیح چند روز یوحنا کے پاس رہکر جلیل کو چلا گیا (دیکھو یوحنا باب ۱ ایک آیات انتیس ۲۹ سے پینتیس ۳۵ وغیرہ) ۔	۳- مسیح یوحنا سے بپتسمہ پاکر فوراً شیطان کے ساتھ امتحان کئے جانے کے لئے جنگل کو چلے گئے اور چالیس دن وہاں رہے (دیکھو متی باب ۴ چار آیات ایک وغیرہ ۔ مرقس باب ۱ ایک آیات بارہ ۱۲ وغیرہ ۔ لوقا باب ۴ چار آیات ایک وغیرہ) ۔
۴- مسیح نے یوحنا کے پاس سے جاتے ہوئے	۴- تین انجیلوں کا مسیح بپتسمہ پاکر چالیس دن

(۴) یوحنا کے شاگردوں میں سے اپنے حواری بنائے جنمیں سے ایک کا نام اندریاس تھا اور دوسرا بے نام خود یوحنا فرضی مصنف چوتھی انجیل کا تھا اور پھر جلیل کو جاتے ہوئے تین شاگرد اور بنائے جنمیں سے ایک شمعون پطرس مع فلپ تیسرا نتھانیل تھا (دیکھو یوحنا باب ۱ آیات پینتیس ۳۵ سے اکاون ۵۱ تک) ۞	جنگل میں رہکر روزہ رکھکر یوحنا کے قید ہونے کی خبر سنکر جلیل کو گیا وہاں کئی جگہ اور کئی دن وعظ کرنے کے بعد جلیل کی جھیل کے کنارہ پر جاکر شمعون پطرس اور اندریاس اور یوحنا اور یعقوب کو اپنا شاگرد بنایا (دیکھو متی باب ۴ چار آیات بارہ ۱۲ سے بائیس ۲۲ تک۔ مرقس باب ۱ ایک آیات چودہ ۱۴ سے بیس ۲۰ تک۔ لوقا باب ۴ چار آیات چودہ ۱۴ سے پندرہ ۱۵ تک۔ اور باب ۵ پانچ آیات ایک سے گیارہ ۱۱ تک) ۞
۵۔ اس مسیح کا وطن یہودیہ تھا اور مسیح اس خیال سے کہ پیغمبر کی عزت اپنے وطن میں نہیں ہوتی یہودیہ کو چھوڑکر جلیل کو چلے گئے اور وہاں انکی عزت ہوئی (یوحنا باب ۴ چار آیات تینتالیس ۴۳ سے پینتالیس ۴۵ تک) ۞	۵۔ اس مسیح کا وطن جلیل تھا اور جب وطن میں آنکی قدر نہ ہوئی تو انہوں نے کہا کسی نبی کی قدر اپنے وطن میں نہیں ہوتی (دیکھو متی باب ۱۳ تیرہ آیات چون ۵۴ سے اٹھاون ۵۸۔ اور لوقا باب ۴ چار آیت چوبیس ۲۴ اور مرقس باب ۶ چھ آیت چار ۴) ۞
۶۔ اس انجیل کے مسیح نے چند روز یوحنا کے پاس رہکر قانائے جلیل میں جاکر ایک شادی کے موقع پر شراب کا معجزہ دکھایا (دیکھو یوحنا باب ۲ دو آیات ایک سے بارہ ۱۲ تک) ۞	۶۔ ان انجیلوں کا مسیح یوحنا سے جدا ہوکر فوراً جنگل میں چالیس دن تک امتحان کیا جاتا رہا (دیکھو متی باب ۴ چار آیات ایک سے گیارہ۔ مرقس باب ۱ ایک آیات بارہ تیرہ۔ لوقا باب ۴ چار آیات ایک سے تیرہ ۱۳ تک) ۞
۷۔ اس انجیل کے مسیح نے اور اسکے شاگردوں نے یوحنا کے قید ہونے سے پہلے ہی تعلیم اور بپتسمہ دینا شروع کردیا تھا اور اس کے قید ہونے سے پہلے ہی	۷۔ ان انجیلوں کا مسیح یوحنا کی قید کی خبر سنکر جلیل کو آیا تعلیم دینی شروع کی مگر اس مسیح نے بپتسمہ دینے کا حکم شاگردوں کو اپنے مرنے کے بعد زندہ ہوکر دیا تھا۔ اس مسیح کی زندگی

یہودیوں کے ڈر سے جلیل کو چلا گیا تھا (دیکھو یوحنا باب تین آیات بائیس سے چھبیس تک اور باب چار آیات ایک سے تین تک) ٭	ہیں مسیح کے شاگردوں کا بپتسمہ دینا ثابت نہیں (دیکھو متی باب چار آیت بارہ سے سترہ۔ مرقس باب ایک آیات چودہ سے پندرہ تک۔ اور متی باب چھبیس آیت انیس۔ مرقس باب سولہ آیات پندرہ سے سولہ)
۸۔ اس مسیح نے اپنی شروع رسالت میں بیت المقدس کے دوکانداروں کو مار کر نکال دیا تھا اور انکا اسباب پھینکدیا تھا (دیکھو یوحنا باب دو آیات تیرہ سے پچیس تک) ٭	۸۔ ان انجیلوں کے مسیح نے اپنے مرنے سے چند روز پہلے بیت المقدس کے دوکانداروں کو مار نکالا تھا (دیکھو متی باب اکیس آیات بارہ سے تیرہ۔ مرقس باب گیارہ آیات پندرہ سے چھبیس تک۔ لوقا باب انیس آیات پینتالیس سے چھیالیس تک۔ یوحنا باب دو آیت تیرہ سے پچیس تک)
۹۔ اس انجیل کا مسیح ہمیشہ فلاسفی سکھلاتا ہے اور کبھی تمثیلوں میں گفتگو نہیں کرتا (دیکھو یوحنا باب اول سے اخیر تک) ٭	۹۔ ان انجیلوں کا مسیح عموماً تمثیلوں میں تعلیم دیتا ہے فلاسفی کہیں نہیں سکھلاتا بلکہ متی کہتا ہے کہ مسیح تمثیلوں میں ہی گفتگو کرتا تھا (دیکھو متی باب تیرہ۔ مرقس باب چار۔ لوقا باب آٹھ اور باب پندرہ اور باب سولہ) ٭
۱۰۔ اس انجیل کا مسیح زیادہ تر اپنی طاقت اور الوہیت کی تعلیم دیتا ہے اسکے سوا اور کچھ نجات کا راہ نہیں بتلاتا (دیکھو یوحنا باب چھ سات آٹھ دس وغیرہ) ٭	۱۰۔ ان انجیلوں کا مسیح اپنی بابت کم گفتگو کرتا ہے اعمال حسنہ وغیرہ نجات کا طریق سکھلاتا ہے (دیکھو متی باب پانچ چھ سات انیس بائیس۔ مرقس باب چار نو دس بارہ۔ لوقا باب چھ آٹھ نو گیارہ بارہ چودہ سترہ) ٭
۱۱۔ اس انجیل کے مسیح کو یوحنا بپتسمہ دیے ۲۱	۱۱۔ ان انجیلوں کے مسیح کو یوحنا بزرگ تو جانتے

پہلے سے پہچانتے تھے اور یقینی طور پر پہلے سے اُنکی شہادت دی ہے (دیکھو یوحنا باب ۱ ایک آیات پندرہ ۱۵ چھبیس ۲۶ ستائیس ۲۷ اور اُنتیس ۲۹) ✣

تھے لیکن اُن کے مسیح ہونے میں شبہ کرتے تھے (دیکھو متی باب ۱۱ گیارہ آیات دو ۲ سے تین ۳ تک۔ لوقا باب ۷ سات آیات اٹھارہ ۱۸ سے اُنیس ۱۹ تک) ✣

۱۲- اس انجیل کے مسیح کا گنہگار ہونا کسی آیت سے نہیں سمجھا جاتا بلکہ الوہیت کے سبب بالکل گناہ سے پاک معلوم ہوتا ہے ✣

۱۲- ان انجیلوں کے مسیح نے گناہ کی معافی کا بپتسمہ یوحنا سے پایا (دیکھو متی باب ۳ تین آیت چھ ۶ سے تیرہ ۱۳ تک۔ مرقس باب ۱ ایک آیت چار ۴ سے نو ۹ تک۔ لوقا باب ۳ تین آیات تین ۳ سے اکیس ۲۱ تک) اور پھر ایک شخص نے جو مسیح کو نیک اُستاد کہکر مخاطب کیا تو مسیح نے اُسکو جواب دیا کہ خدا کے سوا کوئی نیک نہیں تو مجھ کو نیک کیوں کہتا ہے (دیکھو متی باب ۱۹ اُنیس آیات سولہ ۱۶ سے سترہ ۱۷ تک۔ مرقس باب ۱۰ دس آیات سترہ ۱۷ اٹھارہ ۱۸۔ لوقا باب ۱۸ اٹھارہ آیات اٹھارہ ۱۸ اُنیس ۱۹) ✣

۱۳- اس انجیل کا مسیح اپنی رسالت کے زمانہ میں پانچ مرتبہ یروشلم کو گیا ان میں سے تین عیدیں تو یقینًا عید فسح تھیں اور دو عیدیں اَور تھیں اور اس حساب سے اس مسیح کی رسالت کا زمانہ بھی تین سال کے قریب ہونا چاہیئے (دیکھو یوحنا باب ۲ دو باب ۵ پانچ باب ۷ سات باب ۱۰ دس باب ۱۲ بارہ)

۱۳- ان انجیلوں کا مسیح اپنی رسالت کے زمانہ میں صرف ایک مرتبہ یروشلم گیا اور وہاں جاکر صلیب پائی اس سے اُسکی رسالت کا زمانہ سال سے بھی کم ہوتا ہے (دیکھو متی باب ۲۱ اکیس۔ مرقس باب ۱۱ گیارہ۔ لوقا باب ۱۹ اُنیس) ✣

۱۴- اس انجیل کے مسیح نے عشائے ربانی کی رسم کبھی مقرر نہیں کی جو مسیحیوں کا بڑا تہوار ہے ✣

۱۴- ان انجیلوں کے مسیح نے آخری کھانے کے وقت عشائے ربانی کی رسم مقرر کی جو آج تک بڑی ضروری خیال کیجاتی ہے

	(دیکھو متی باب ۲۶ چھبیس آیات چھبیس ۲۶ سے انتیس ۲۹ تک۔ مرقس باب ۱۴ چودہ آیات بائیس ۲۲ سے پچیس ۲۵ تک۔ لوقا باب ۲۲ بائیس آیات انیس ۱۹ بیس ۲۰ تک) ✣
۱۵۔ اس مسیح نے آخری کھانا عید سے ایک روز پہلے کھایا تھا اور عید کے روز صلیب پائی (دیکھو یوحنا باب ۱۳ تیرہ۔ باب ۱۸ اٹھارہ) ✣	۱۵۔ اس مسیح نے آخری کھانا عید کی شام کو کھایا تھا اور عید سے دوسرے دن صلیب پائی (دیکھو متی باب ۲۶ چھبیس آیت ۱۷ سترہ۔ مرقس باب ۱۴ چودہ آیات ۱۲ بارہ سے ۱۶ سولہ تک۔ لوقا باب ۲۲ آیات ۷ سات سے ۱۳ تیرہ تک۔ متی باب ۲۷ ستائیس آیات ۱۵ پندرہ سے ۳۱ اکتیس تک۔ مرقس باب ۱۵ آیات ۶ چھ سے ۲۰ بیس تک۔ لوقا باب ۲۳ تئیس آیات ۱۳ تیرہ سے ۲۵ پچیس تک)
۱۶۔ اس مسیح نے اپنے مرنے کے بعد فارقلیط یا روح القدس کے بھیجنے کا وعدہ کیا لیکن اپنا پھر زندہ ہونا صاف طور پر کہیں نہیں بتلایا (دیکھو یوحنا باب ۱۴ چودہ آیات پندرہ ۱۵ سے ستائیس ۲۷ تک۔ باب ۱۶ سولہ آیات ایک ۱ سے گیارہ تک) ✣	۱۶۔ اس مسیح نے کبھی فارقلیط یا روح القدس کے بھیجنے کا وعدہ نہیں کیا بلکہ مرنے کے بعد تیسرے دن اپنے زندہ ہونے کی خبر دی ہے (دیکھو متی باب ۱۷ سترہ آیت تئیس ۲۳۔ مرقس باب ۹ نو آیت اکتیس ۳۱) ✣
۱۷۔ اس مسیح نے اپنی بادشاہت کی آمد اور اس کے نشانات کا ذکر کبھی نہیں کیا ✣	۱۷۔ اس مسیح نے بڑے زور شور سے اپنی جہانی بادشاہت کی آمد بہت مرتبہ بتلائی (دیکھو متی باب ۲۴ چوبیس۔ مرقس باب ۱۳ تیرہ۔ لوقا باب ۲۱ اکیس۔ پھر متی باب ۲۵ پچیس آیات اکتیس ۳۱ سے چھیالیس ۴۶ تک) ✣

۱۸- اس انجیل کا مسیح یہود کا سخت مخالف تھا توریت کی بھی زیادہ قدر نہیں کرتا تھا اس لیئے نہ توریت کے احکام کی پابندی کی تاکید کرتا تھا اور نہ زیادہ اس کی پیشینگوئیوں پر اعتماد کرکے مسیح کی شہادت کے لیئے اُس سے نقل کرتا تھا۔

۱۸- ان انجیلوں کا مسیح پکا یہودی تھا کیونکہ اول تو ان انجیلوں میں مسیح کی شہادت کے واسطے توریت سے بہت پیشینگوئیاں نقل کیگئی ہیں۔ چنانچہ چند اُن میں سے اس کتاب میں ایک اور جگہہ لکھی گئی ہیں دوسرے ان میں مسیح جابجا توریت کے حکموں کی پابندی کرنے کی تاکید کرتے ہیں اور نجات اور آسمانی بادشاہت کا حاصل کرنا توریت کے حکموں کے بجا لانے پر موقوف رکھتے ہیں (دیکھو متی باب ۲۲ بائیس آیات ۳۵ پینتیس سے ۴۰ چالیس تک۔ باب ۲۳ تیئیس آیات ۱ ایک سے ۳ تین۔ باب ۵ پانچ آیات ۱۷ سترہ سے ۲۰ بیس تک۔ باب ۸ آٹھ آیت ۴ چار۔ باب ۱۹ انیس آیات ۱۶ سولہ سے ۱۹ انیس تک۔ باب ۱۷ سترہ آیت ۲۱ اکیس۔ مرقس باب ۱۲ بارہ آیات ۲۸ اٹھائیس سے ۳۴ چونتیس تک۔ باب ۱ ایک آیت ۴۴ چوالیس۔ باب ۱۰ آیات ۱۷ سترہ سے ۲۱ اکیس تک۔ باب ۹ نو آیت ۲۹ انتیس۔ لوقا باب ۵ پانچ آیت ۱۴ چودہ۔ باب ۱۸ اٹھارہ آیات ۱۸ اٹھارہ سے ۲۱ اکیس تک)۔

۱۹- اس انجیل کے مسیح کے شاگردوں میں دو شاگرد بڑے درجہ کے تھے ایک پطرس اور دوسرا یوحنا۔ مگر یوحنا مسیح کا بہت پیارا تھا اس لیئے اس کا نام مسیح کا پیارا ہو گیا تھا

۱۹- ان انجیلوں کے مسیح کے تین شاگرد خاص تھے۔ پطرس یوحنا اور یعقوب پطرس ان میں زیادہ مقرب تھا مگر دوسرے شاگرد بھی کبھی کبھی پطرس کے

اور شروع سے اخیر تک اس مسیح کے شاگردوں
میں یعقوب شاگرد کا نام ہی نہیں ہے
(دیکھو یوحنا باب ۱۳ تیرہ آیت ۲۳ تئیس۔ باب ۱۸
اٹھارہ آیات ۱۵ پندرہ وغیرہ۔ باب ۱۹
انیس آیات ۲۶ چھبیس ۲۷ ستائیس۔ باب ۲۰ بیس
آیات ۲ دو سے ۴ چار تک۔ باب ۲۱ اکیس
آیات ۷ سات سے ۲۰ بیس وغیرہ تک) ٭

۲۰۔ اس انجیل کے مصنف نے اپنے مسیح کو معاذ اللہ
کاذب اور فریبی ظاہر کیا ہے تاہم کبھی
اسکی طرف گناہ کی نسبت نہیں کی مثلاً
باب ۷ سات آیت ۸ آٹھ میں لکھا ہے کہ مسیح
نے کہا "تم عید میں جاؤ میں ابھی عید
میں نہیں جاتا کہ میرا وقت ہنوز پورا
نہیں ہوا" پھر اسی باب کی آیت ۱۰ دس
میں لکھا ہے "لیکن جب اس کے بھائی
روانہ ہوئے تھے وہ بھی عید میں گیا
ظاہرہ نہیں بلکہ چھپکر" ان روایتوں
کے مقابلہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح
نے اس موقع پر سچ نہیں بولا۔ پھر باب
گیارہ میں جو لعزر کے زندہ کرنے کا
قصہ لکھا ہے تو اس میں مسیح نے لعزر
کی بہن سے ایسی گفتگو کی ہے جس سے
صاف دھوکا دینا پایا جاتا ہے۔ (آیات
تئیس ۲۳ وغیرہ میں لکھا ہے "یسوع نے
اس سے کہا تیرا بھائی پھر جی اٹھیگا

ساتھ مسیح کی خاص اوقات میں ہوتے
تھے (دیکھو متی باب ۱۶ سولہ آیت ۲۲ بائیس۔ باب ۱۷
سترہ آیت ایک۔ باب ۲۶ چھبیس آیت ۳۷ سینتیس
مرقس باب ۵ پانچ آیت ۳۷ سینتیس۔ باب ۹ نو
آیت ۲ دو۔ باب ۱۳ آیت تین ۳۔ باب ۱۴ چودہ آیت
تینتیس ۳۳۔ لوقا باب ۹ نو آیت اٹھائیس ۲۸
باب ۲۲ بائیس آیت بتیس ۳۲) ٭

۲۰۔ ان انجیلوں کے مسیح کے حالات میں
کبھی کوئی معاملہ اس طرح کا نہیں پایا گیا کہ
جس سے مسیح کا خلاف واقع بولنا یا فریب
آمیز گفتگو کرنی ثابت ہو۔ اور باوجود اسکے
یہ مسیح اپنے آپ کو نیک نہیں جانتے
تھے (دیکھو متی باب ۱۹ انیس آیت سترہ ۱۷
مرقس باب ۱۰ آیت اٹھارہ۔ لوقا باب ۱۸ اٹھارہ
آیت انیس ۱۹) ٭

مرتھا نے کہا میں جانتی ہوں کہ قیامت میں پچھلے دن پھر اُٹھیگا۔ یسوع نے اُس سے کہا قیامت اور زندگی میں ہی ہوں جو مجھ پر ایمان لاوے اگرچہ وہ مر بھی گیا ہو توبھی جیئے گا اور جو کوئی جیتا ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے کبھی نہ مرے گا کیا تو یہ یقین رکھتی ہے۔ اُس نے اُس سے کہا ہاں اے خداوند مجھے یقین ہے کہ خدا کا بیٹا مسیح جو دنیا میں آنے والا تھا تو ہی ہے"

ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح مرتھا کو یقین دلانا چاہتے تھے کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے اُس کو جسمانی موت بھی نہیں آتی۔ چنانچہ یہ باتیں کہکے مسیح نے لعزر کو زندہ کرکے ثابت کر دیا کہ جو میں کہتا تھا وہ سچ تھا۔ لیکن اسی انجیل کے مختلف مقامات سے اور واقعات کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح پر ایمان لانے سے جو زندگی ملتی تھی وہ جسمانی نہیں ہوتی تھی۔ ورنہ حواری اور دوسرے مسیحیوں کو جسمانی موت کبھی نہ آیا کرتی۔

۱۲- اس انجیل کے مسیح کو رسالت کے شروع سے بہت لوگ مسیح جانتے تھے اور یہ مسیح اپنی مسیحیت کو چھپاتا بھی نہیں تھا۔ دیکھو باب ایک آیت سترہ - اسی باب کی آیت اکتالیس - باب ۴ و آیت

۱۲- ان انجیلوں کے مسیح کو رسالت کے زمانہ میں کسی نے بھی مسیح نہ جانا صرف ایک دفعہ پطرس رسول نے اُن کی مسیحیت کا اقرار کیا چنانچہ متی باب ۱۶ آیت تیرہ وغیرہ میں لکھا ہے "اور یسوع نے قیصریہ فلپی کی اطراف میں آکر

انتیس ۲۹ باب ۴ چار آیت پچیس ۲۵ - باب ۶ چھ آیت چودہ ۱۴ - باب ۶ چھ آیت انہتر ۶۹ - باب ۱۱ گیارہ آیت ستائیس ۲۷ باب ۱۲ آیت چونتیس ۳۴) ۔

اپنے شاگردوں سے پوچھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں کہ میں جو ابن آدم ہوں کون ہوں انہوں نے کہا کہ بعضے کہتے ہیں کہ تو یوحنا بپتسمہ دینے والا ہے بعضے الیاس بعض یرمیاہ یا نبیوں میں سے کوئی۔ اُس نے اُنہیں کہا پر تم کیا کہتے ہو کہ میں کون ہوں۔ شمعون پطرس نے جواب میں کہا تو مسیح زندہ خدا کا بیٹا ہے ۔

اس انجیل کے مسیح نے کبھی بارہ شاگرد منتخب کئے کبھی بارہ شاگرد منادی کرنے کیواسطے بھیجے۔ مگر شروع سے جو شاگرد اسکے ساتھیوں میں اُسکا پکڑوانے والا تھا اوسکو جانتا تھا۔ دیکھو باب ۶ چھ آیت چونسٹھ ۶۴ باب تیرہ ۱۳ آیت گیارہ ۱۱ و اٹھارہ ۱۸ باب سترہ ۱۷ آیت بارہ ۱۲) ۔

۲۲ - ان انجیلوں کے مسیح نے بارہ رسول منتخب کئے تھے اور اُنکو منادی کرنیکے واسطے بھیجا تھا۔ اور گو اُن میں سے ہی ایک مسیح کے پکڑوانے والا تھا مگر مسیح اُسکے نفاق کو نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ اُس منافق کو دوسرے شاگردوں کے ساتھ آسمان کی بادشاہت میں حکومت کرنے کا وعدہ دیتے تھے (دیکھو متی باب ۱۰ دس آیات دو ۲ سے بیالیس ۴۲ تک۔ مرقس باب تین ۳ آیات تیرہ ۱۳ سے انیس ۱۹ تک و باب ۶ چھ آیات سات ۷ سے گیارہ ۱۱ تک۔ لوقا باب ۶ چھ آیات بارہ ۱۲ سے انیس ۱۹ تک۔ باب ۹ نو آیات ایک سے پانچ تک۔ متی باب ۱۹ انیس آیت اٹھائیس ۲۸)

۔ اس انجیل کا مسیح مرنے سے چار ۴ روز پہلے بیت عنیا میں گیا اور وہاں کھانا کھانے لگا تو ایک عورت مریم نامی نے جو اس کا

۲۳ - ان انجیلوں کا مسیح مرنے سے صرف دو ۲ روز آگے بیت عنیا میں گیا اور جب وہاں کھانا کھانے بیٹھا تو ایک عورت نے

اس مسیح کی پہلے سے واقف تھی اگرچہ مسیح کے پاؤں پہ عطر ملا (دیکھو یوحنا باب ۱۲ آیت ایک و دو)۔

نے جس کا نام علاوہ منسوبی کہ مسیح کے سر پہ عطر ملا (دیکھو متی باب ۲۶ چھبیس آیات چھ و سات۔ مرقس باب ۱۴ آیات ایک و دو تین)۔

باب چہارم

انجیلوں کے باہمی اختلاف و تناقضات

یہاں تک تو خارجی شہادتوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ انجیل موجودہ غیر معتبر اور محرف اور قدیمی اناجیل سے مختلف ہیں۔ اب ہم چند اختلافات و تناقضات تحریر کرتے ہیں کہ جن سے یہ بات ثابت ہو جائیگی کہ یہ تصنیفات کسی طرح بھی الہامی اور صحیح نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ اگر یہ کتابیں صحیح اور الہامی ہوں تو لازم ہے کہ ان میں کہیں تناقض اور اختلاف نہ پایا جائے۔ کیونکہ جو الہام خدا کی طرف سے ہے جو عالم الغیب ہے ممکن نہیں کہ وہ ایک ہی واقعہ کی وحی مختلف اور متناقض طور پر کئی شخصوں کو کرے۔ اگر کہیں دو تاریخوں میں کسی واقعہ کا اختلاف پایا جایا کرتا ہے تو اُن میں سے ایک یا دونوں غیر معتبر سمجھی جایا کرتی ہیں۔ اور جب کئی مورخ ایک ہی شخص کی سوانح عمری لکھیں اور سب کی تحریروں میں باہم اختلاف پائے جائیں اور اُن میں سے کسی ایک کے صحیح ہونے کی دلیل نہ ملے تو قاعدہ عقلی یہ ہے کہ وہ تمام مصنف غیر معتبر سمجھے جاویں۔ اب میں نمونہ کے طور پر چند تناقض انجیلوں کے لکھتا ہوں جنہیں تطبیق دینے کے لیئے بہت عیسائی بزرگوں نے کوشش کی ہے لیکن معقول طور پر کامیاب نہیں ہوئے۔

۱۔ متی کی انجیل کے پہلے باب میں مسیح کا شجرہ نسب مسیح سے لیکر ابراہیم تک لکھا ہے

اور مقدس لوقا نے اپنی انجیل کے تیسرے باب میں مسیح کا نسب نامہ لکھا ہے
انکو نسب ناموں کے لکھنے کی ضرورت اس لیئے پیش آئی تھی کہ جس مسیح کے آنے
کی توریت میں پیشینگوئی ہوئی تھی وہ مسیح داؤد کی نسل سے لکھا تھا اور یہ لکھا تھا کہ وہ
داؤد کے تخت پر بیٹھے گا اور یعقوب کے خاندان پر ہمیشہ تک حکومت کریگا۔ انمیں
سے پچھلی دو باتوں کا ثابت کرنا تو کسی طرح سے ممکن نہ ہوا کیونکہ مسیح نے نہ کبھی
بادشاہت کی اور نہ بنی اسرائیل نے انکو اپنا حاکم بنایا لیکن مسیحی بزرگوں نے خیال
کیا کہ اس پیشینگوئی کا کوئی حصہ تو ثابت ہونا چاہیئے اس لیئے یسوع کا داؤد کی نسل
سے ثابت کرنے کے لیئے انہوں نے مسیح کا نسب نامہ لکھا۔ لیکن باوجود اس کے کہ
وہ اقرار کرتے تھے کہ مسیح کسی آدمی کی اولاد نہیں ہے تاہم انہوں نے فرضی باپ
کا نسب نامہ داؤد سے ملا کر لوگوں کو دکھلا دیا + لیکن چونکہ واقع میں یوسف کا کوئی
نسب نامہ موجود نہ تھا اس لیئے ان دونوں مصنفوں کو اپنی طرف سے نسب نامہ
گھڑنے پڑے یا دوسرے مصنوعی نسب ناموں کو لے کر نقل کرنا پڑا۔ اور یہ قاعدہ
ہے کہ جو امر واقعی نہ ہو صرف اپنے خیال سے اختراع کیا جائے تو وہ کبھی ثبوت کو
نہیں پہنچا کرتا۔ داود سے لیکر آدم تک تو نسب نامہ توریت میں موجود تھا اور داؤد
سے پیچھے بھی بیس ۲۰ اکیس ۲۱ پشتیں لکھی ہوئی تھیں لیکن مسیح کے باپ یوسف کا نسب نامہ
کوئی پانچسو برس تک نہیں ملتا تھا۔ اس مدت کے شجرہ کے لکھنے میں دونوں مصنفوں
کو بڑی مشکل پیش آئی۔ لوقا نے یوسف کو ایلی کا بیٹا بتلایا اور متی نے یوسف کو
یعقوب کا بیٹا بتلایا۔ اور اس طرح لوقا نے مسیح کو داؤد کی اولاد ناتن سے لکھا
ہے اور متی نے ناتن کے بھائی سلیمان بادشاہ کی نسل سے لکھا۔ مقدس متی کے
نسب نامہ میں یوسف سے ابراہیم تک اکتالیس شخصوں کا نام ہے اور لوقا کے
نسب نامہ میں یوسف سے ابراہیم تک چھپن شخصوں کا نام ہے۔ اور صرف اتنا
ہی اختلاف نہیں ہے بلکہ جو نام ایک کے نسب نامہ میں ہیں ان میں سے بہت سے
نام دوسرے نسب نامہ میں نہیں ہیں بلکہ ان کے بجائے کوئی نام ہیں۔ عیسائی
لوگ اس میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ یوسف کے دو باپ تھے ایک حقیقی اور دوسرا مجازی

نوٹ + متی باب ایک آیات ایک وغیرہ - لوقا باب تین آیات تیئیس ۲۳ وغیرہ ۔

یعنی یوسف کی ماں نے پہلے ایلی سے شادی کی تھی اور جب اُس سے اولاد نہ ہوئی تو اُس کے انتقال کے بعد ایلی کے بھائی یعقوب نے نکاح کیا جس سے یوسف پیدا ہوئے اس لیئے ایک مورخ نے اصلی باپ کا نام لکھدیا دوسرے نے دوسرے کا۔ لیکن یہ تاویل اُسوقت صحیح ہوسکتی تھی جب ان دونوں کے باپ کا نام ان دونوں مصنفوں کی کتابوں میں ایک ہی ہوتا۔ لیکن اُن کے باپ بھی ایک نہیں ہیں اس لیے یہ تاویل بھی نقص کو رفع نہیں کرسکتی۔ اس لیئے یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک شخص ایلی کا بیٹا بھی ہو اور یعقوب کا بیٹا بھی ہو یا وہی شخص داؤد کے بیٹے سلیمان کی اولاد میں بھی ہو اور داؤد کے بیٹے ناتھن کی اولاد میں بھی ہو۔ ان دونوں میں سے یا تو ایک نسب نامہ صحیح اور دوسرا غلط ہے یا دونوں غلط ہیں ✝ ٭

۲۔ انجیل متی کے دوسرے باب میں لکھا ہے کہ جب مجوس مشرق سے آئے اور اُنہوں نے کہا کہ یہود کا بادشاہ پیدا ہوا ہے ہم نے اُس کا ستارہ مشرق میں دیکھا تھا اور وہ مسیح کی پرستش کرکے واپس چلے گئے تو ہیرودیس کو اندیشہ ہوا کہ یہ بادشاہ میرا تخت نہ چھین لے اس لیے اُس نے حکم دیا کہ دو سال کی عمر تک کے اطفال بیت لحم میں اور اُسکے نواح میں پائے جاویں اُن کو قتل کیا جائے۔ تب فرشتہ نے یوسف سے کہا کہ تو اس بچے کو لے کر مصر کو بھاگ جا۔ چنانچہ یوسف نے ایسا ہی کیا۔ اور کئی سال تک جب تک کہ ہیرودیس نہ مرا مصر سے واپس نہ آئے" لیکن خلاف اسکے لوقا اپنی انجیل میں لکھتے ہیں کہ یوسف اور مریم چھ ہفتہ تک وہیں رہے جہاں مسیح پیدا ہوئے تھے کیونکہ آٹھویں دن اُن کے ہاں ختنہ کی گئی تھی اور چالیسویں روز مریم اپنا چلہ نہائی تھیں جس کے بعد یوسف اور مریم یسوع کو لے کر بیت المقدس میں قربانی نذر کرنے کے لیئے گئے۔ تب وہ اپنے شہر ناصرہ کو واپس آئے جہاں طفل یسوع عقل و فضل میں بڑھا

نوٹ۔ ٭ توریت کے قانون کے موافق اگر ایک شخص بے اولاد مرجائے تو اُس کا بھائی اُسکی بیوی سے نکاح کرکے اُسکے لیئے اولاد حاصل کرے۔ اس حالت میں بیشک یہود کے رواج کے موافق بے اولاد متوفی کو بھائی کی اولاد کا باپ کہنا صحیح ہے۔ لیکن اس صورت میں ان دونوں بھائیوں کا باپ تو ایک ہونا چاہیئے (متی باب ۲۲ آیت چوبیس تک) ٭

✝ مفصل بحث اس اختلاف کی ایک علیحدہ رسالہ میں کی گئی ہے ✝

پڑھنا جاتا تھا۔ اور ہر سال یوسف اور مریم عید کے موقع پر بیت المقدس جاتے تھے + ۔ لوقا نے نہ اُن کے مصر جانے کا تذکرہ کیا ہے اور نہ بیت لحم کے اطفال کے قتل کیے جانے کی طرف اشارہ کیا ہے بلکہ اُس زمانہ کے معتبر مورخوں کی کتابوں میں بھی ہیرودس کے اس ظلم کا بیان کردہ نہیں ہے۔ خاص کر کے جوزیفس مورخ نے ہیرودس کی سوانح عمری بھی لکھی ہے کہیں طفل کُشی کا ذکر نہیں کیا۔ اور باقی انجیلوں کے مصنفوں نے بھی اس وقوعہ کا حال بیان نہیں کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح کا مصر کو جانا اور مجوسیوں کا مسیح کی پرستش کو آنا اور چھوٹے بچوں کا قتل کیے جانا ایک مصنوعی قصہ ہے ۔

۱۳۔ مسیح کی نبوت کا زمانہ جسمیں اُنہوں نے کھُلے طور پر وعظ کرنا شروع کیا ہے متی اور مرقس اور لوقا کی انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تین مہینے کے قریب تھا کیونکہ جب یوحنا سے مسیح نے بپتسمہ لیا ہے تو انکی عمر تیس ۳۰ سال کی تھی ++ اور چونکہ مسیح پچیس ۲۵ دسمبر کو پیدا ہوئے تھے تو اُن کے بپتسمہ کا زمانہ بھی اسی تاریخ کے قریب ہوگا اور انکا بپتسمہ ثانی ہیرلس قیصر کے پندرھویں ۱۵ سال میں ثابت ہوتا ہے اور جو وقت اناس اور قیافہ سردار کاہن تھے تو انکے بپتسمہ کے بعد پہلی عید ماہ مارچ میں ہوئی تھی سو تین مہینے سے زیادہ فاصلہ نہیں تھا۔ اور ان تینوں انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے بپتسمہ کے بعد جو پہلی عید آئی اسمیں پہلے پہل مسیح یروشلم میں گئے تھے اور اسی موقع پر صلیب دیے گئے اور مسیح نے جو کچھ وعظ کیا اور معجزے دکھلائے اسی سال میں ہوا جس سال میں اُنہوں نے بپتسمہ پایا تھا۔ اور یہ انجیلیں کسی دوسرے سال کا ذکر نہیں کرتیں بلکہ فوراً بپتسمہ کے بعد سے سلسلہ وار انکے کاموں کا تذکرہ کرتی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بپتسمہ کے بعد مسیح تین مہینے زندہ رہے۔ اور اگر اس میں سے وہ چھ ہفتہ نکال دیے جائیں جو بپتسمہ کے بعد مسیح نے شیطان کے ساتھ جنگل میں بسر کیے تو انکی تعلیم کا زمانہ صرف ڈیڑھ مہینہ رہجاتا ہے۔ لیکن یوحنا کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح تین یا چار مرتبہ بپتسمہ پانے کے بعد عید کے موقعہ پر یروشلم گئے۔ اگر یوحنا کی شہادت تسلیم کیجائے تو مسیح کی تعلیم کا زمانہ سوا تین سال کے قریب ہوتا ہے اور وہ تین انجیلیں غلط ہیں جو

نوٹ + لوقا باب ۲ دو آیات ایک سے اکتالیس ۴۱ تک ۔

++ لوقا باب ۳ آیت تیئیس ۲۳ ۔

پہلی ہیں۔ جو کہتی ہیں کہ مسیح پہلی مرتبہ یروشلم میں جاکر صلیب پر چڑھائے گئے۔ اگرچہ کہا جائے کہ پہلی تین انجیلوں میں صرف تین سال کا نام نہیں لیا گیا یا آخر کی انجیل میں ایک ہی موقع کی عید کا کئی مرتبہ ذکر کیا گیا تب یہ بات تسلیم کرنی پڑے گی کہ ان مورخین نے الہام سے نہیں لکھا جیسا کہ جس کسی کو یاد تھا اور جس طرح سے اُن کے دل میں آیا ویسا لکھ دیا ۔

۴۔ پہلی تین انجیلوں لکھا ہے کہ مسیح کے بپتسمہ کے بعد فوراً روح اُن کو امتحان کرنے کے لیے جنگل میں لے گئی جہاں وہ چالیس رات دن رہے۔ اور شیطان سے کئی مرتبہ امتحان کیے گئے (دیکھو متی باب ۴ چار آیت سے گیارہ ۱۱ تک۔ مرقس کا باب پہلا آیت بارہ ۱۲ اور تیرہ ۱۳۔ لوقا کا چوتھا باب آیت ایک سے تیرہ ۱۳ تک) لیکن یوحنا اپنے پہلے باب کی پینتیس ۳۵ آیت میں لکھتے ہیں۔ پھر دوسرے دن یوحنا اور اس کے شاگردوں میں سے کھڑے تھے۔ تب یوحنا نے یسوع کو چلتے دیکھکر کہا دیکھو خدا کا برّہ اور اُن دو شاگردوں نے اسکو کلام کرتے سُنا اور یسوع کے پیچھے ہو لیے وغیرہ وغیرہ۔ ورتب قانا جلیل میں جاکر اپنا پہلا معجزہ پانی کو شراب میں بدلنے کا دکھلایا۔ جلیل سے اس معجزہ کے موقعہ پر تین دن میں پہنچے تھے۔ کیونکہ یہ جگہ جلیل سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر تھی۔ اب غور کرنا چاہیئے کہ پہلی تین انجیلیں تو لکھتی ہیں کہ مسیح بپتسمہ پانے کے بعد فوراً روح کے ساتھ ویرانہ کو چلے گئے اور یوحنا کہتے ہیں کہ بپتسمہ سے تیسرے دن وہ جلیل کو چلے گئے اور وہاں سے تیسرے چوتھے دن جاکر شراب کا معجزہ دکھایا۔ اگر وہ چالیس دن تک ویرانہ میں رہے تھے تو یوحنا کی تاریخ بالکل غلط ہے۔ اور اگر چوتھی انجیل کو صحیح مانا جائے تو بھی تینوں انجیلیں غلط ہیں۔ البتہ اگر اس کا یہ جواب دیا جائے کہ مسیح جو خدا تھے تو اُن کے لئے یہ بات ناممکن نہ تھی کہ ایک زمانہ میں دو جگہ موجود ہوں تو تناقض رفع ہو سکتا ہے۔ مگر یہ تاویل کسی نے لکھی نہیں ۔

۵۔ متی کی انجیل کے چار ۴ باب کی آیت تیرہ ۱۳ میں لکھا ہے کہ ویرانہ سے واپس ہوکر مسیح جلیل کو چلے گئے۔ اور شہر ناصرہ کو چھوڑکر کفرناحوم میں آ رہے۔ اور لوقا کے چار ۴ باب

نوٹ:- یوحنا باب ۲ دوم آیت ایک سے بارہ ۱۲ تک ۔

کی سولہ سے اکتیس آیت تک معلوم ہوتا ہے کہ مسیح اول شہر ناصرہ کو آئے اور پھر کفرناحوم میں گئے - یہ بھی تاریخی اختلاف ظاہر ہے ✤

۶ - پہلی تین انجیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جب مسیح جلیل کے دریا کے کنارے جاتے تھے تو انہوں نے شمعون اور اُس کے بھائی اندریاس کو دیکھا اور تھوڑی دور جاکر یعقوب اور اُسکے بھائی یوحنا کو مع اُن کے باپ زبدی کے دیکھا اور یہاں سے یہ چاروں شخص مسیح کے حواری بنے (دیکھو متی کا چوتھا باب اٹھارہ سے بائیس آیت تک - مرقس کا پہلا باب سولہ سے بیس آیت تک - لوقا کا پانچواں باب ایک سے گیارہ آیت تک) لیکن یوحنا اپنے باب پہلے کی چالیس آیت میں لکھتے ہیں کہ شمعون کا بھائی اندریاس سب سے پہلے مسیح کے ساتھ شامل ہوا ہے جبکہ وہ اپنے استاد یوحنا کے ساتھ یردن کے کنارہ پر کھڑا تھا - دیکھو ان انجیلوں میں اس امر کی نسبت دو طرح کا تناقض ہے - ایک تو یہ کہ پہلی تین انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے بپتسمہ سے چھ سات ہفتہ کے بعد جبکہ مسیح دریائے جلیل کے کنارے جاتے تھے اس وقت اندریاس اور شمعون کو انہوں نے شاگرد بنایا - اور یوحنا کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ جب دریائے یردن کے کنارے پر یوحنا بپتسمہ دینے والے کھڑے تھے اور مسیح نے صرف ایک یا دو دن پہلے بپتسمہ پایا تھا اُس وقت اندریاس مسیح کے شاگرد ہوئے - اور دوسرے یہ کہ پہلی تین انجیلوں میں مسیح نے اندریاس کو اور اُس کے بھائی کو دریائے جلیل کے کنارہ پر مچھلیاں پکڑتے دیکھکر انکو بلایا تھا اور یوحنا کی انجیل کے موافق اندریاس اپنے اُستاد کے ساتھ دریائے یردن کے کنارہ پر کھڑا تھا وہاں سے مسیح کے پیچھے ہولیا ✝ ✤

۷ - عید فسح کے پہلے مسیح نے جب شاگردوں کے ساتھ کھانا کھایا ہے تب

نوٹ ✝ چوتھی انجیل کے مصنف نے جو یوحنا فرضی مصنف کو یوحنا نبی کا شاگرد بتلایا ہے اسمیں حکمت معلوم ہوتی ہے کہ چوتھی انجیل سے اس مصنف کا صاحب علم اور سردار کاہن کا دوست ہونا غلط نہ سمجھا جائے - کیونکہ اگر دوسری انجیلوں کی طرح سے چوتھی انجیل والا بھی اُن کو ماہی گیر لکھتا تو اُن کو فلاسفر اور سردار کاہن کا دوست ہونا کوئی یقین نہ کرتا ✤

پہلی تین انجیلوں میں لکھا ہے کہ "مسیح نے اپنے گوشت اور خون کا تبرک شاگردوں کو کھلایا" لیکن یوحنا نے اس بات کا تذکرہ بالکل نہیں کیا بلکہ تیرھویں ۱۳ باب کی پانچویں آیت میں لکھا ہے کہ "کھانے کے بعد مسیح نے رسول کے پاؤں دھوئے اور ان سے کہا کہ تم آپس میں اسطرح سے ہی کیا کرو" اور اسکے بعد ایک لمبی تقریر کی لیکن پہلی تین انجیلیں + نہ پاؤں دھونے کا ذکر کرتی ہیں اور نہ اس تقریر کا کوئی حصہ بیان کرتی ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ فوراً کھانے کے بعد مسیح زیتون کے پہاڑ پر چلے گئے جہاں جا کر بہت غم میں مبتلا ہوئے اور شاگرد تھوڑے فاصلہ پر سو رہے۔ اگر یہ مصنفان اناجیل مسیح کا حال الہام کے ذریعہ سے لکھتے تو یہ کس طرح سے ممکن ہے کہ کوئی ان میں سے ایک ضروری واقعہ کو چھوڑ جائے اور دوسرا اسکو لکھے یا ایک لکھے کہ فلانے وقت مسیح نے فلانا کام کیا تھا اور دوسرا اس کے خلاف کوئی اور واقعہ بیان کرے۔

۸۔ مسیح کے موت کے بعد زندہ ہونے کا بیان جو انجیلوں میں لکھا ہے انہیں بھی آپس میں اختلاف ہے۔ کیونکہ متی باب ۲۸ اٹھائیس آیت نو ۹ سے سولہ ۱۶ تک میں لکھتے ہیں کہ مسیح ایک بار مریم میگدالین اور ایک دوسری مریم کو دکھائی دیئے اور دوسری دفعہ اپنے گیارہ شاگردوں کو جلیل کے پہاڑ پر نظر آئے جہاں پر انہوں نے ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ اور مرقس باب ۱۶ سولہ میں لکھتے ہیں کہ مسیح تین دفعہ دکھلائی دیئے۔ پہلی دفعہ مریم میگدالین + کو دوسری مرتبہ ان دو شاگردوں ‡ کو جو اماؤس کو جاتے تھے اور تیسری مرتبہ اپنے گیارہ شاگردوں ‡‡ کو۔ اور یوحنا کہتے ہیں ÷ کہ مسیح چار مرتبہ موت کے بعد دکھلائی دیئے۔ اور چوتھی مرتبہ کا وہ موقع انہوں نے بیان کیا ہے جہاں سات یا آٹھ حواری دریائے طبریاس پر مچھلی کا شکار کر رہے تھے ÷

۹۔ مسیح کے ظاہر ہونے کے مقامات کی نسبت بھی اختلاف ہے × متی کہتے ہیں کہ جلیل کے پہاڑ پر گیارہ شاگردوں نے انہیں دیکھا ‡ اور مرقس کہتے ہیں کہ جب

نوٹ + مرقس باب ۱۶ سولہ آیت ۹ نو۔ ‡ مرقس باب ۱۶ سولہ آیت بارہ ۱۲ تیرہ ۱۳ چودہ ۱۴۔ ÷ یوحنا باب ۲۱ اکیس آیت ایک۔ × دیکھو متی باب ۲۸ اٹھائیس آیات ۱۶ سولہ سے بیس ۲۰ تک۔ ‡ مرقس باب ۱۶ سولہ آیات چودہ ۱۴ سے اٹھارہ ۱۸ تک ÷ متی باب ۲۶ چھبیس آیت تیس ۳۰ مرقس باب ۱۴ چودہ آیت چھبیس ۲۶ لوقا باب ۲۲ آیت انتالیس ۳۹

کھانا کھاتے تھے تب مسیح اُنپر ظاہر ہوئے اور لوقا × کہتے ہیں کہ وہ شاگردوں کو یروشلم
سے بیت عنیا تک باہر لے گئے اور وہاں اُن کو چھوڑ کر آسمان پر چلے گئے اور یوحنا
* کہتے ہیں کہ جب شاگرد یروشلم میں ایک مکان میں دروازہ بند کیئے ہوئے بیٹھے
تھے اُس وقت مسیح اُنپر ظاہر ہوئے ✣

۰ ا۔ مسیح کے آسمان پر جانے کی کیفیت میں بھی اختلاف ہے۔ کیونکہ لوقا + اور
مرقس + یقینی طور پر کہتے ہیں کہ مسیح اپنے شاگردوں کے سامنے آسمان پر چلے
گئے لیکن متی ‡ اور یوحنا آسمان پر جانے کا کوئی ذکر نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں
کہ وہ آسمان پر نہیں گئے۔ کیونکہ اُنہوں نے لکھا ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں
کو یقین دلایا کہ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہونگا۔ کیونکہ مسیح نے کہا کہ جاؤ اور سب
قوموں کو وعظ کرو اور یقین کرو کہ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔ یوحنا سے صرف
اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یسوع پطرس کو ساتھ لیکر چلے گئے (دیکھو یوحنا باب اکیس آیت ۲۰)
اگر تمام شاگردوں نے واقع میں اُن کو شان و شوکت کے ساتھ آسمان پر جاتے ہوئے
دیکھا تھا تو متی اور یوحنا جو کہ مسیح کے خاص شاگرد تھے اُنہوں نے بھی ضرور مسیح
کو جاتے ہوئے دیکھا ہوگا تو وہ ایسی بڑی بات کو اپنی انجیلوں میں کیوں نہ بیان
کرتے۔ حالانکہ وہ اور چھوٹے چھوٹے معاملے تفصیل کے ساتھ اپنی انجیلوں میں ذکر
کرتے ہیں ‡ اور متی بجائے آسمان پر جانے کے بس اتنا کہہ کے انجیل کو ختم کر دیا ہے
کہ مسیح نے کہا کہ میں اب ہمیشہ تمہارے ساتھ رہونگا۔ حالانکہ اس بات کا سمجھنا
بہت مشکل ہے کہ مسیح کس طرح سے اُن کے ساتھ رہے۔ اور لوقا اور مرقس تو مسیح کے
خاص شاگردوں میں سے بھی نہیں ہیں اور اس لیئے آسمان پر جانے کے وقت وہ
موجود بھی نہیں تھے۔ پھر تعجب کی بات ہے کہ [illegible] مسیح آسمان پر گئے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

تو لوقا اور مرقس کی شہادت صحیح نہیں ہے ✢

۱۱- لوقا کے خود اپنے کلام میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ جب کہ وہ اپنی انجیل کے باب ۲۴ چوبیس آیت ۵۰ پچاس و ۵۱ اکیاون میں لکھتے ہیں کہ مسیح اپنے شاگردوں کے سامنے بیت عنیاہ میں آسمان پر چلے گئے - اور یہی مصنف اعمال میں لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ زیتون کے پہاڑ پر ہوا تھا (دیکھو اعمال باب ۱ ایک آیت ۱۲ بارہ) اور نیز ایک اور اختلاف انہیں کے کلام میں پایا جاتا ہے کہ وہ انجیل میں تو لکھتے ہیں کہ جس روز مسیح جی اٹھے تھے اسی دن یا پہلی رات جو آتی تھی اس رات میں آسمان پر چلے گئے ✢ اور اعمال میں لکھتے ہیں کہ جی اٹھنے سے چالیس دن بعد ✢ آسمان پر گئے ✢

۱۲- مسیح نے جو صلیب پانے سے پہلے اپنے شاگردوں کے ساتھ کھانا کھایا ہے اس کھانے کے دن اور تاریخ میں بھی اختلاف ہے - کیونکہ پہلی * تین انجیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ عید فسح کی شام تھی - لیکن یوحنا کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کھانا عید فسح سے پہلے دن کی شام کو تھا (دیکھو یوحنا باب ۱۳ تیرہ آیت ۱ اول) اور پہلی روٹی کھانے کا پہلا دن جیسا کہ خروج کے باب ۱۲ بارہ آیت ۱۸ اٹھارہ اخبار کے باب ۲۳ تئیس آیت ۵ پانچ اور گنتی کے باب ۲۸ اٹھائیس آیت ۱۶ سولہ سے اس عید کی کیفیت اور دونوں کی تعداد بخوبی معلوم ہوتی ہے - اور یوحنا کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کھانے کے دوسرے روز دوپہر کے وقت مسیح نے صلیب پائی جبکہ تمام رات اور صبح تک یہودی اس مقدمہ کی تحقیق کرتے رہے - اگر مسیح نے فسح کے دن دوپہر کو صلیب پائی تو فسح کی شام کو ان کے ساتھ کھانا کھانا ممکن نہیں - اور اگر فسح کی شام کو کھانا کھایا تھا تو فسح کے دن کی دوپہر میں صلیب نہیں ہو سکتی - یہ ایسا تناقض ہے کہ کسی تاویل سے رفع نہیں ہو سکتا ✢

۱۳- ایک اور معاملہ میں بھی اختلاف ہے کہ جو عورتیں مسیح کے پیچھے پیچھے جلیل سے آئی تھیں مسیح کی صلیب کے وقت وہ کہاں کھڑی تھیں - کیونکہ پہلی تین

نوٹ ✢ لوقا باب ۲۴ آیات ۲۱ اکیس ۲۹ انتیس ۳۶ چھتیس ۵۱ اکاون ✢

✢ اعمال باب ۱ ایک آیت ۳ تین ✢

* متی باب ۲۶ چھبیس آیت ۱۷ سترہ - مرقس باب ۱۴ چودہ آیت ۱۲ بارہ - لوقا باب ۲۲ آیت ۷ سات ✢

انجیلوں + میں لکھا ہے کہ یہ عورتیں اور اس کے دوسرے واقف لوگ جنمیں مریم مکدلین
اور یعقوب اور جوزس کی ماں مریم اور زبدی کے بیٹوں کی ماں تھی دور سے کھڑی ہوئی اس ماجرہ
کو دیکھتی تھیں جب کہ یسوع کو صلیب پر باندھا اور لٹکایا لیکن یوحنا اس کے خلاف باب ۱۹
آیت پچیس ۲۵ میں لکھتے ہیں کہ یسوع کی ماں اور خالہ اور مریم مکدلین مع یوحنا رسول کے صلیب کے
پاس کھڑی تھیں ۔ ان میں بھی اختلاف ظاہر ہے کیونکہ اگر وہ لوگ پاس تھے تو دور
نہیں کہا جا سکتا ۔ اور اگر وہ دور تھے تو نزدیک کہنا صحیح نہیں ہے ۔ علاوہ اس تناقض
کے اس معاملہ کی نسبت چار باتیں یوحنا نے نئی لکھی ہیں جو پہلی تین انجیلوں میں نہیں پائی
جاتیں ۔ ایک یہ کہ مسیح کی ماں بھی صلیب کے پاس کھڑی تھی ۔ دوسری یہ کہ یوحنا رسول بھی وہیں
کھڑے تھے ۔ اور تیسری یہ کہ مسیح نے صلیب پر چڑھتے ہوئے ان سے گفتگو بھی کی تھی
چوتھی یہ کہ یوحنا کی ماں وہاں موجود نہ تھی جسکا پہلی تین انجیلوں سے وہاں موجود ہونا
ثابت ہے +

۴ متی کے باب دس آیت تیئیس ۲۳ میں لکھا ہے "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں
کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکو گے جب کہ ابن آدم نہ آ ئے" اور اس انجیل
کے باب ۲۴ چوبیس آیت چودہ ۱۴ میں لکھا ہے "اور بادشاہت کی اس خوشخبری کی منادی
تمام دنیا میں ہو گی تاکہ سب قوموں پر گواہی ہو تب آخر ہو گا" ان میں سے پہلی آیت
سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ابھی بنی اسرائیل کی تمام قوموں میں منادی نہ ہونے پائے گی کہ ابن
آدم آ جائیں گے ۔ اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تمام دنیا میں منادی
ہو چکے گی تب ابن آدم آویں گے ۔ یہ تناقض بھی کسی معقول تاویل سے رفع نہیں ہو سکتا +

۵ متی کے باب آٹھ آیت پانچ ۵ وغیرہ میں لکھا ہے "جب یسوع کفرناحوم میں داخل
ہوا تو ایک صوبہ دار اس پاس آیا اور اس سے منت کر کے کہا اے خداوند میرا چھوکرا
جھولے کا مارا گھر میں پڑا اور نہایت دکھ میں ہے ۔ تب یسوع نے اس سے کہا
میں آ کے اسے چنگا کروں گا ۔ صوبہ دار نے جواب میں کہا اے خداوند میں اس لائق
نہیں کہ تو میری چھت تلے آوے بلکہ صرف ایک بات کہ تو میرا چھوکرا چنگا
ہو جائے گا کیونکہ میں بھی آدمی ہوں جو دوسرے کے اختیار میں ہوں اور سپاہی میرے

نوٹ + متی باب ستائیس آیت چھپن ۔ مرقس باب پندرہ آیت چالیس ۔ لوقا باب تیئیس آیت انچاس ۴۹

حکم میں ہیں۔ اور جب ایک کو کہتا ہوں جا وہ جاتا ہے اور دوسرے کو کہ آ وہ آتا ہے اور اپنے غلام کو کہ یہ کر وہ کرتا ہے۔ یسوع نے یہ سنکر تعجب کیا اور اُن کو جو پیچھے آتے تھے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں نے ایسا ایمان اسرائیل میں بھی نہیں پایا...... تب یسوع نے اُس صوبہ دار کو کہا جا اور جیسا تو ایمان لایا تیرے لیئے ویسا ہی ہو۔ اور اُس گھڑی اُسکا چھوکرا چنگا ہو گیا" لوقا کے سات باب میں شروع سے اسطرح لکھا ہے "اور جب وہ لوگوں کو اپنی ساری باتیں سنا چکا تب کفرناحوم میں آیا اور ایک صوبہ دار کا غلام جو اُسکا بہت پیارا تھا بیمار سے مرنے پر تھا اُس نے یسوع کی خبر سنکے یہودیوں کے کئی ایک بزرگوں کو اُس پاس بھیجکر اُس کی منت کی کہ آکر اُس غلام کو چنگا کرے اور اُنہوں نے یسوع کے پاس آکے اُسکی بڑی منت کرکے کہا کہ وہ اس لایق ہے کہ تو اُس پر یہ احسان کرے کیونکہ وہ ہماری قوم کو پیار کرتا ہے اور ہمارے لیئے عبادتخانہ بنایا ہے تب یسوع اُن کے ساتھ چلا اور جب وہ اُس کے گھر سے دور نہ تھا صوبہ دار نے دوستوں سے اُس پاس کہلا بھیجا کہ اے خداوند تکلیف نہ کر کیونکہ میں اس لایق نہیں کہ میں تیری چھت تلے آوے۔ اسی سبب میں نے اپنے تئیں بھی اس لایق نہ جانا کہ تیرے پاس آؤں صرف کہدے تو کہ میرا چھوکرا چنگا ہوگا" اب ان دونوں انجیلوں کے ایک ہی قصہ میں بیان پر غور کیا جائے تو ان دونوں میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے متی کی انجیل سے تو معلوم ہوا کہ صوبہ دار خود مسیح کے پاس آیا لیکن مسیح کو اپنے مکان پر بلانا نہ چاہا۔ اور لوقا کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ دار نے یہودیوں کو مسیح کے پاس بھیجا بلکہ بعد میں یہ بھی کہلا بھیجا کہ میں تیرے پاس آنے کے لایق نہیں ہوں۔ یہ تناقض بھی کسی طرح رفع نہیں ہو سکتا۔

۱۴۔ متی کے تیسرے باب آیت چودہ ۱۴ اور مرقس کے پہلے باب آیت دس ۱۰ اور لوقا کے تیسرے باب آیت بائیس ۲۲ اور یوحنا کے پہلے باب آیت انتیس ۲۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا مسیح کو اول ہی سے پہچانتے تھے۔ لیکن متی کے گیارہ ۱۱ باب آیت تین ۳ میں اور لوقا کے سات ۷ باب آیت انیس ۱۹ میں لکھا ہے کہ یوحنا نے قیدخانہ سے اپنے شاگردوں کو مسیح کے پاس یہ بات دریافت کرنے کے لیئے بھیجا کہ مسیح تو ہی ہے یا ہم کسی اور آنے والے کی راہ دیکھیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا اب تک مسیح کو نہیں پہچانتے

تھے۔ حالانکہ لوقا کے پہلے باب کی اکتالیسویں آیت میں لکھا ہے "اور ایسا ہوا کہ جوں ہی الیسبات نے مریم کا سلام سنا لڑکا اس کے پیٹ میں اچھل پڑا اور الیسبات روح سے بھر گئی اور زور سے پکار کر کہا کہ تو عورتوں میں مبارک ہے اور تیرے پیٹ کا پھل مبارک ہے میرے لئے یہ کیونکر ہوا کہ میرے خداوند کی ماں مجھ پاس آئی کہ دیکھ تیرے سلام کی آواز جوں ہی میرے کان تک پہنچی لڑکا میرے پیٹ میں خوشی سے اچھل پڑا" یا تو یوحنا نے شکم مادر میں مسیح کی ماں کی آواز کو پہچان لیا تھا اور اب تیس سال سے زیادہ عمر کے ہو کر اور مسیح کو بپتسمہ دیکر اور روح القدس کو آسمان سے کبوتر کی شکل میں مسیح پر اترتے ہوئے دیکھ کر اور خدا کی آواز سنکر کہ یہ میرا اکلوتا بیٹا ہے۔ اور پھر اسکی مسیحیت کی شہادت اور لوگوں کے سامنے دے کر اپنا سارا علم اور نبوت بھول گئے۔ اور یہ بات یاد نہ رہی کہ یہ وہی مسیح ہے جسکی نسبت میں شکم مادر سے شہادت دیتا ہوا چلا آیا ہوں ۔

۱۷۔ یوحنا کے سات باب آٹھویں آیت میں لکھا ہے "تم عید میں جاؤ میں ابھی نہیں جاتا ہوں کیونکہ میرا وقت ہنوز پورا نہیں ہوا" پھر اسی باب کی آیت دسویں میں لکھا ہے "لیکن جب اسکے بھائی روانہ ہوئے تھے وہ بھی عید میں گیا۔ ظاہر نہیں بلکہ چھپکر" ان آیتوں میں بدیہی اختلاف ہے اگر پہلی صحیح ہے تو دوسری غلط ہے اور دوسری صحیح ہے تو پہلی غلط ہے۔ اور اگر دونوں صحیح ہیں تو مسیح نے وعدہ خلافی کی جو معاذ اللہ ان کی شان سے بعید ہے ۔

۱۸۔ متی باب چھبیس آیت چھ وغیرہ میں لکھا ہے "جس وقت یسوع بیت عنیا میں شمعون کوڑھی کے گھر میں تھا ایک عورت سنگ مرمر کے عطردان میں قیمتی عطر اس پاس لائی۔ اور جب وہ کھانے بیٹھا اسکے سر پر ڈالا اسکے شاگرد یہ دیکھکر خفا ہو کر کہنے لگے کاہیکو یہ ضائع خرچ ہوا کیونکہ یہ عطر بڑے دام پر بکتا اور محتاجوں کو دیا جاتا یسوع نے یہ جانکر انہیں کہا کہ کیوں اس عورت کو تکلیف دیتے ہو اس نے تو میرے ساتھ نیک کام کیا۔ کیونکہ محتاج ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں پر میں ہمیشہ تمہارے ساتھ نہ ہونگا کہ اس نے جو میرے بدن پر عطر ڈالا تو میرے کفن کے لئے کیا ہے" اور مرقس کے چودہ باب آیت تیسری وغیرہ میں لکھا ہے "اور جب وہ بیت عنیا میں شمعون کوڑھی کے

کے گھر کھانے بیٹھا ایک عورت جٹا ماسی کا بیش قیمت خالص عطر مر کے عطردان
میں لائی اور ڈبیا توڑ کر عطر اُس کے سر پر ڈھالا تب بعضے اپنے دل میں آزردہ ہو کر کہنے
لگے عطر کی یہ خرابی کیسی ہوئی کیونکہ یہ عطر تین سو دینار کو بک سکتا اور غریبوں کو دیا
جاتا اور وے اُسے ملامت کرنے لگے۔ تب یسوع نے کہا اُسے چھوڑ دو کیوں اُسے
ستاتے ہو اُسنے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے اسواسطے کہ محتاج غریب
ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں اور جب تم چاہو اُن سے نیکی کر سکتے ہو" لوقا نے باب
سات کی آیت چھتیس وغیرہ میں اسی قصے کو اس طرح لکھا ہے "پھر ایک فریسی نے
اُس سے عرض کی کہ میرے ساتھ کھا اور وہ فریسی کے گھر جا کے کھانا کھانے بیٹھا اور دیکھو
اُس شہر میں ایک عورت جو گنہگار تھی جب جانا کہ وہ فریسی کے گھر کھانے بیٹھا
ہے سنگ مرمر کے عطردان میں عطر لائی اور وہ پیچھے پاؤں کے پاس کھڑی تھی اور
رو رو کے آنسوؤں سے اُسکے پاؤں دھونے لگی اور اپنے سر کے بالوں سے پونچھ
کے اُسکے پاؤں کو شوق سے چوما اور عطر ملا اور اُس فریسی نے جس نے اُس کی
دعوت کی تھی یہ دیکھ کر دل میں کہا کہ اگر یہ نبی ہوتا تو جانتا کہ یہ عورت جو اُسے چھوتی
ہے کون اور کیسی ہے کیونکہ گنہگار ہے" اور اسی باب کی چھیالیسویں آیت میں لکھا ہے
"تو نے میرے سر پر تیل نہ ملا پر اُس نے میرے پاؤں پر عطر ملا" اور یوحنا اپنے باب
بارہ کے شروع سے اس طرح لکھتے ہیں کہ "یسوع فسح سے چھ روز آگے بیت عنیہ
میں جہاں لعزر تھا جو مر گیا تھا اور جسے اُس نے مردوں میں سے اٹھایا تھا آیا وہاں اُنہوں نے
اُسکے لیے ضیافت کی اور مرتھا خدمت کرتی تھی پر لعزر ان میں سے تھا جو
اُسکے ساتھ کھانے بیٹھے تھے تب مریم نے آدھ سیر خالص اور قیمتی جٹاماسی کا عطر
لے کر یسوع کے پاؤں پر ملا اور اپنے بالوں سے اُسکے پاؤں پونچھے اور گھر عطر کی بو سے بھر گیا تھا تب
یہوداہ اسکریوطی نے جو شمعون کا بیٹا اور اُسکے شاگردوں میں سے ایک تھا جو
اُسے پکڑوایا چاہتا تھا کہا کہ یہ عطر تین سو دینار کو کیوں نہ بیچا گیا اور محتاجوں کو
دیا گیا...... تب یسوع نے کہا کہ اُسے چھوڑ دے" اب ان چاروں انجیلوں میں
جو ایک ہی قصہ مذکور ہوا ہے اُس کے پڑھنے سے اتنا بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔
کیونکہ پہلی دو انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے شمعون کوڑھی کے گھر کھانا کھایا

تیسری میں لکھا ہے کہ ایک فریسی نے اسکی دعوت کی تھی۔ چوتھی سے معلوم ہوتا ہے کہ لعزر کے گھر کھانا کھایا تھا۔ اگر اس میں یہ تاویل کرو کہ شمعون اور فریسی اور لعزر سے ایک ہی شخص مراد ہے یا لعزر صرف کھانے میں شامل تھا لیکن گھر لعزر کا نہیں تھا تو ضرورت کے لیئے ایسی تاویل کارآمد ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کے سوا پہلی دو انجیلوں سے معلوم ہوتا کہ ایک عورت کے عطر ملنے پر کئی شاگرد ناراض ہو کر اس کو ملامت کرنے لگے تھے جس پر مسیح نے ان کو جواب دیا تیسری سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت ایک فریسی نے مسیح کی نبوت میں شک کیا تھا اور اس عورت کا گنہگار ہونا خیال کیا تھا جسکا مسیح نے مفصل جواب دیا۔ اس میں شاگردوں کے اعتراض کا بالکل تذکرہ نہیں ہے۔ چوتھی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کے عطر ملنے پر صرف یہودا اسکریوطی نے اعتراض کیا تھا تب یسوع نے اسے اکیلے کو مخاطب کر کے جواب دیا علاوہ اس کے پہلی دو انجیلوں میں لکھا ہے کہ اس عورت نے مسیح کے سر پر عطر ڈھالا۔ اور تیسری اور چوتھی میں لکھا ہے کہ مسیح کے پاؤں پر ملا۔ یہ اختلاف ایسے ہیں کہ غیر الہامی اشخاص کی تحریروں میں بھی کم پائے جایا کرتے ہیں۔ اور اسکے سوا تیسری انجیل میں تو اتنا شاعری مبالغہ کیا ہے کہ الہامی تحریر سے بعید معلوم ہوتا ہے یعنی وہ عورت مسیح کے پاؤں کے پاس کھڑی ہو کر اتنا روئی کہ آنسوؤں سے اسکے پاؤں کو دھویا اتنے آنسو کہ جن سے دونوں پاؤں دھوئے جاویں کسی انسان کی آنکھوں سے ایک وقت میں نکلنے سمجھ میں نہیں آتے۔ اگر یہ تصنیفات واقعی انہیں مصنفوں کی ہیں جن کے ناموں سے مشہور ہیں تو بیشک نہ ان کے مصنف قابل اعتبار ہیں اور نہ وہ کتابیں صحیح ہیں ✦

۹ متی باب ۲۶ آیت ۲۰ وغیرہ میں لکھا ہے جب شام ہوئی وہ ان بارہ[۱۲] کے ساتھ کھانے بیٹھا جب وے کھا رہے تھے اس نے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک مجھے پکڑوا دیگا۔ تب وے نہایت دلگیر ہوئے اور ہر ایک ان میں سے اسکو کہنے لگا اے خداوند کیا میں ہوں اس نے جواب میں کہا جو میرے ساتھ طباق میں ہاتھ ڈالتا ہے وہی مجھے پکڑوا دیگا ... تب یہودا نے جو اسکا پکڑوانے والا تھا جواب میں کہا اے ربی کیا میں ہوں اس نے کہا تو نے آپ ہی کہا۔ اور مرقس کے باب ۱۴ کی آیت ۱۸ وغیرہ میں لکھا جب وے بیٹھے کھاتے تھے یسوع نے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک جو میرے ساتھ کھاتا ہے مجھے پکڑوائیگا تب وے

غمگین ہونے لگے اور اُنمیں سے ایک ایک کرکے اُس سے کہنے لگے کیا میں ہوں اور دوسرا کیا میں ہوں۔ اُس نے جواب میں اُنسے کہا کہ بارھوں میں سے ایک ہے جو میرے ساتھ باسن میں ہاتھ ڈالتا ہے'' لوقا کے باب ۲۲ آیت ۲۱ وغیرہ میں لکھا ہے'' اور اسی طرح کھانے کے بعد اُس پیالے کو لیکر کہا کہ یہ پیالہ میرے لہو سے جو تمہارے واسطے بہایا جاتا ہے ایک نیا عہد ہے پر دیکھو اُس کا ہاتھ جو مجھے گرفتار کرواتا ہے میرے ہاتھ میز پر ہے سو ابن آدم تو جیسا اُس کے واسطے مقرر ہے جاتا ہے مگر اُس شخص پر افسوس جو اسے گرفتار کراتا ہے۔ تب وے آپس میں پوچھنے لگے کہ ہم میں سے وہ کون ہے جو یہ کرے گا اور اُن میں تکرار بھی کہ ہم میں سے کون سب سے بڑا ٹھہرے'' اور یوحنا کے باب ۱۳ تیرہ آیت اکیس ۲۱ وغیرہ میں لکھا ہے'' یسوع یوں کہکے دل میں گھبرایا اور گواہی دے کے بولا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ ایک تم میں سے مجھے پکڑوائے گا۔ تب شاگرد شبہ میں ہو کے کہ اُس نے کس کی بابت کہا ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور اُس کے شاگردوں میں سے ایک جسے یسوع پیار کرتا تھا یسوع کی چھاتی کی طرف جھکا ہوا کھانے میں شامل تھا۔ تب شمعون پطرس نے اُسے اشارہ کیا کہ دریافت کرے کہ وہ جسکی بابت اُس نے کہا کون ہے تب اُس نے یسوع کے سینہ کی طرف زیادہ جھک کر کہا اے خداوند وہ کون ہے یسوع نے جواب دیا جسے میں نوالہ کو تر کرکے دیتا ہوں وہی ہے۔ پھر اُس نے نوالہ تر کرکے شمعون کے بیٹے یہوداہ اسکریوطی کو دیا اور بعد اس نوالے کے شیطان اُس میں سمایا۔ تب یسوع نے اُسے کہا جو کچھ تو کرتا ہے جلد کر'' اس ایک ہی قصہ کو جو چاروں مصنفوں نے بیان کیا ہے اُن کے بیان میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے پہلی اور دوسری انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانا کھانے کے درمیان مسیح نے یہوداہ کی نسبت پیشگوئی کی تھی اور لوقا کہتے ہیں کہ کھانے کے بعد مسیح نے یہ گفتگو کی اور یوحنا کی انجیل سے کوئی بات نہیں معلوم ہوتی لیکن نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ کھانے کے درمیان واقع ہوا تھا نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھانے کے بعد ہوا کیونکہ یوحنا تیرہ باب کی چوتھی آیت میں لکھ چکے ہیں کہ مسیح کھانے سے اٹھکر شاگردوں کے پاؤں دھونے میں مصروف ہو گئے۔ لیکن پھر اسی باب کی ۲۶ چھبیسویں آیت میں لکھا ہے کہ

"جسے یسوع پیار کرتا تھا یسوع کی چھاتی کی طرف جھکا ہوا کھانے میں شامل تھا"
نہیں معلوم کہ مسیح ایک مرتبہ کھانا کھا کر اسی شام کو پھر دوبارہ حواریوں کے ساتھ
کھانا کھانے بیٹھ گئے تھے یا پہلے کھانے کا ماجرا اس میں مذکور ہوا - غرض اس انجیل
سے یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ یہوداہ کی نسبت پیشینگوئی کھانے کے درمیان ہوئی یا
کھانے کے بعد ہوئی - لیکن یہوداہ اسکریوطی کو لقمہ دینے سے معلوم ہوتا ہے
کہ اُس وقت مسیح مع شاگردوں کے کھانے پر بیٹھے ہوئے تھے اور اسی باب کی
چوتھی آیت میں جو کھانے سے اُٹھنے کا ذکر ہے تو شاید آدھا کھانا کھا کر یا بغیر
کھانا کھائے اُٹھ کھڑے ہوئے ہوں تب شاگردوں کے پاؤں دھو کر اور اُن
سے بہت سی گفتگو کرنے کے بعد پھر کھانے پر بیٹھ گئے ہوں - علاوہ اسکے پہلی
اور دوسری انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب شاگردوں نے دریافت کیا کہ وہ
کون ہے تو مسیح نے جواب دیا کہ وہ وہ ہے جو میرے ساتھ رکابی میں ہاتھ ڈالتا
ہے اور تیسری انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے اُن کے سوال کا کچھ جواب نہیں
دیا اور اس لیئے وہ سب شاگرد شک میں ہی رہے کہ مسیح کا پکڑوانے والا کون ہے لیکن
چوتھی انجیل میں ایک ظاہر نشان بتلایا گیا کہ میرا پکڑوانے والا ہے کہ جسکو میں نوالہ تر
کرکے دوں اور اسی وقت مسیح نے یہوداہ اسکریوطی کو نوالہ تر کرکے دیا اور پھر یقین
ہے کہ کسی کے دل میں شک باقی نہ رہا ہوگا +

۲۰ - متی کے باب ۲۶ آیات سینتالیس وغیرہ میں لکھا ہے " وہ یہ کہہ ہی رہا تھا
کہ دیکھو یہوداہ جو اُن بارھوں میں سے ایک تھا آیا اور اُس کے ساتھ ایک بڑی بھیڑ تلواریں
اور لاٹھیاں لیئے سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے آپہنچے اُس کے پکڑوانے
والے نے اُنہیں یہ کہکے پتا دیا تھا کہ جسے میں چوموں وہی ہے اُسے پکڑ لینا اُس نے
فی الفور یسوع پاس آکر کہا اے ربی سلام اور چوم لیا - یسوع نے اُسے کہا اے میاں
تو کاہے کو آیا تب اُنہوں نے پاس آ کر یسوع پر ہاتھ ڈالے اور اُسے پکڑ لیا - اور دیکھو
یسوع کے ساتھیوں میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر اپنی تلوار کھینچی اور سردار کاہن کے
نوکر پر چلا کر اسکا کان اُڑا دیا" اور چوتھی انجیل کے باب ۱۸ آیات تین وغیرہ
میں لکھتے ہیں "تب یہوداہ سپاہیوں کا ایک غول اور سردار کاہنوں اور فریسیوں کے

پیادہ لے کے مشعلوں و چراغوں اور ہتھیاروں کے ساتھ وہاں آیا اور یسوع نے سب کچھ جو اس پر ہونے والا تھا جان کے آگے بڑھا اور اُن سے کہا کہ تم کسے ڈھونڈتے ہو اُنہوں نے اُسے جواب دیا یسوع ناصری کو یسوع نے اُنہیں کہا کہ میں ہوں۔ اُس وقت یہودا بھی کہ جس نے اُسے پکڑوایا اُن کے ساتھ کھڑا تھا اور جوں ہی اُس نے اُنہیں کہا کہ میں ہوں وے پیچھے ہٹے اور زمین پر گر پڑے تب اُس نے اُن سے پھر پوچھا کہ تم کسے ڈھونڈتے ہو وے بولے کہ یسوع ناصری کو یسوع نے جواب دیا کہ میں نے تمہیں کہا کہ میں ہی ہوں پس اگر تم مجھے ڈھونڈتے ہو تو اُنہیں جانے دو۔" اب دیکھنا چاہئے کہ متی کی انجیل سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہودا کے بوسہ سے مسیح کو [illegible] سپاہیوں نے مسیح کو پہچان کر پکڑا۔ اور یوحنا لکھتے ہیں کہ مسیح نے خود اُن سے دریافت کیا کہ تم کس کو ڈھونڈتے ہو جب اُنہوں نے کہا کہ یسوع کو تو یسوع نے جواب دیا کہ میں ہوں۔ اور اس جواب پر وہ لوگ زمین پر گر پڑے اور آخر کو بغیر یہودا کے سلام کے یا اُس کے قریب آنے اور چومنے کے اُنہوں نے یسوع کو پکڑا۔ اور متی نے جو قصہ لکھا ہے وہ غلط ٹھیرا۔ اور اگر واقع میں یہودا کے چومنے سے اُنہوں نے مسیح کو پہچان کر پکڑا تو یوحنا کا بیان غلط ہے ٭

۱۲- لوقا باب ۱۳ تیرہ آیات بتیس ۳۲ وغیرہ میں لکھا ہے "اُس نے اُن سے کہا کہ جاکے اُس لومڑی سے کہو کہ دیکھ میں شیطانوں کو نکالتا ہوں اور آج و کل چنگا کر رہا ہوں اور تیسرے دن اپنا کام پورا کروں گا۔ پس مجھے ضرور ہے کہ آج و کل و پرسوں پھروں کیونکہ نہیں ہو سکتا کہ نبی یروشلیم کے باہر ہلاک ہوئے" پھر اسی انجیل کے باب کی پہلی آیت میں لکھا ہے "ایسا ہوا کہ وہ سبت کے دن بزرگ فریسیوں میں سے ایک کے گھر کھانے گیا اور وے اُس کی تاک میں تھے" پہلی آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کو یقین تھا کہ آج سے تیسرے دن یا تیسرے دن کے بعد میں مارا جاؤں گا۔ اور پچھلی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد سبت کا دن آیا جب ایک فریسی کے گھر روٹی کھانا کھایا تو ممکن نہیں کہ پہلی پیشینگوئی صحیح ہو۔ کیونکہ عیسائیوں کے نزدیک بالاتفاق مسیح کی موت جمعہ کے دن واقع ہوئی ہے تو یہ پیشینگوئی مسیح نے سبت کے دن سے اول ہی کی تھی۔ لیکن جب کہ سبت کے روز اُنہوں نے کھانا کھایا

تو کم سے کم اسکے بعد دو سرے جمعہ تک چھ روز اور زندہ رہے۔ اگرچہ تاویل کرنے سے اس طرح کا تناقض رفع ہو سکتا ہے لیکن جب دو انجیلوں میں تناقض اس طرح کے موجود ہیں کہ جنمیں کوئی معقول تاویل نہیں ہو سکتی اور جسکے باعث یہ اناجیل قابل اعتبار کے نہیں ہیں پھر ایسے تناقضات میں وجہ تاویل کرنے کی نہیں معلوم ہوتی ﴿

۲۳ متی کے باب بیس آیت بیس[۲۰] وغیرہ میں اس طرح سے لکھا ہے "تب زبدی کے بیٹوں کی ما اپنے بیٹوں کو لے کر اُس پاس آئی اور اُسے سجدہ کرکے چاہا کہ اُس سے کچھ عرض کرے۔ اُس نے اُس سے کہا تو کیا چاہتی ہے۔ وہ بولی فرما کہ میرے دونوں بیٹے تیری بادشاہت میں ایک تیرے داہنے دوسرا تیرے بائیں طرف بیٹھے۔ یسوع نے جواب میں کہا تم نہیں جانتی کہ کیا مانگتی ہو کیا وہ پیالہ جو میں پینے پر ہوں پی سکتی ہو اور وہ بپتسمہ جو میں پاتا ہوں تم پا سکتی ہو" اور مرقس کے باب ۱۰ دس آیت پینتیس[۳۵] وغیرہ میں یہی قصہ اس طرح لکھا ہے "تب زبدی کے بیٹوں یعقوب اور یوحنا نے اُس پاس آکے کہا اے استاد ہم چاہتے ہیں کہ جو کچھ ہم مانگیں تو ہمارے لیئے کرے۔ اُس نے اُنسے کہا تم کیا چاہتے ہو کہ میں تمھارے لیئے کروں۔ اُنھوں نے اُس سے کہا کہ ہم کو بخش کہ تیرے جلال میں ہم ایک تیرے داہنے ہاتھ اور دوسرا تیرے بائیں ہاتھ بیٹھیں" ان دونوں انجیلوں میں دیکھنا چاہیئے کہ اس ایک ہی قصہ کو دونوں نے کیسے مختلف طور پر بیان کیا ہے متی تو کہتے ہیں کہ زبدی کے بیٹوں کی ما نے مسیح سے اپنے بیٹوں کی سفارش کی اور مرقس کہتے ہیں کہ زبدی کے بیٹوں نے خود یہ سوال کیا۔ اگر ایک ان میں سے صحیح ہے تو دوسرا غلط ہے ﴿

۲۴ متی کے باب ۲۷ ستائیس آیت چوالیس[۴۴] میں لکھا ہے "اسی طرح وے چور بھی جو اُس کے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے تھے اُسے طعنہ مارتے تھے" اور مرقس باب پندرہ آیت بتیس[۳۲] میں لکھا ہے "بنی اسرائیل کا بادشاہ مسیح اب صلیب پر سے اُتر آوے تاکہ ہم دیکھیں اور ایمان لاویں۔ اور اُنہوں نے بھی جو اُس کے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے اُسے ملامت کی" لیکن لوقا کے باب ۲۳ تیئیس آیات اُنتالیس[۳۹] وغیرہ میں لکھا ہے "اور ایک اُن بدکاروں میں سے جو صلیب پر لٹکائے گئے تھے اُسے طعنہ مار کہتا تھا کہ اگر تو مسیح ہے تو آپ کو اور ہم کو بچا دوسرے نے اُسے ملامت کرکے جواب

دیا کیا تو بھی خدا سے نہیں ڈرتا جس حال کہ اسی سزا میں گرفتار ہے اور ہم تو واجبی کیونکہ اپنے کاموں کا بدلہ پاتے ہیں پر اُس نے تو کوئی بیجا کام نہیں کیا اور اُس نے یسوع سے کہا اے خداوند جب تو اپنی بادشاہت میں آوے مجھے یاد کیجیو یسوع نے اُس سے کہا میں تجھے سچ کہتا ہوں کہ آج تو میرے ساتھ بہشت میں ہوگا" پہلی دو انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں چور جو مسیح کے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے تھے دوسرے لوگوں کی طرح مسیح کو ملامت کرتے تھے۔ اور مرقس کے اسی باب کی ستائیسویں آیت میں لکھا ہے کہ "اُس کے ساتھ دو چوروں کو ایک کو داہنے ہاتھ دوسرے کو بائیں ہاتھ صلیب پر کھینچا" تو اس سے بھی ظاہر ہے کہ مسیح کے ساتھ صرف دو ہی آدمی صلیب پر کھینچے گئے تھے اور جب اُنہوں نے جو اُسکے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے اُسے ملامت کی تو ضرور ہے کہ انہیں دو چوروں نے مسیح کو ملامت کی ہوگی کیونکہ جمع کی ضمیر ایک پر بولی نہیں جاتی اور دو سے زیادہ اُسکے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے تھے جو یہ سمجھا جائے کہ دو نے ملامت کی ہوگی و باقی نے نہ کی ہوگی غرض وہی اسکے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے تھے اور دو ہی نے اُسکو ملامت کی لیکن لوقا کے کلام سے ظاہر ہے کہ ایک نے اُن میں سے مسیح کو ملامت کی اور دوسرے نے اُس ملامت کرنیوالے کو ملامت کی اور مسیح پر ایمان لایا یہانتک کہ مسیح نے اُسکو وعدہ دیا کہ آج تو میرے ساتھ بہشت میں ہوگا اس اختلاف سے ظاہر ہے کہ اگر یہ قصہ واقعی ہے تو دونوں انجیلوں میں سے ایک کا بیان صحیح ہے تو دوسرے کا یقیناً غلط ہے علاوہ اس اختلاف کے لوقا میں یہ عجیب بات لکھی ہے کہ مسیح نے اُس سے وعدہ کیا کہ آج تو میرے ساتھ بہشت میں ہوگا حالانکہ مسیح بقول عیسائیوں کے تین دن قبر میں یا دوزخ میں رہے۔ اسکا جواب سوا اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ مسیح اُس چور کی خاطر اُسکو بہشت میں پہنچانے کے لئے بہشت کے دروازہ تک اُس کے ساتھ گئے ہوں اور پھر واپس آکر قبر میں سو رہے ہوں

۴۷ متی کے باب ۵ پانچ آیت تین ۳ اور چھ ۶ میں لکھا ہے "مبارک وے جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہت اُنہیں کی ہے مبارک وے جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وے آسودہ ہوں گے۔ پھر اسی بات کو لوقا نے اپنے چھ باب کی آیات بیس ۲۰ اکیس ۲۱ میں اسطرح نقل کیا ہے "پھر اُس نے اپنے شاگردوں پر نظر کر کے کہا کہ مبارک ہو تم جو غریب ہو کیونکہ خدا کی بادشاہت تمہاری ہے مبارک ہو تم جو اب بھوکے ہو کیونکہ آسودہ ہو گے" متی کی انجیل میں مسیح غائب کی ضمیر فرماتے ہیں اور لوقا کی انجیل میں اسی موقع کا وہی مضمون مخاطب کی ضمیر سے بیان کیا گیا ہے۔ اور متی میں دل کے غریب اور راستبازی کے بھوکے

اور پیاسے لکھا ہے۔ لوقا میں اسکی بجاے صرف غریب اور بھوکے لکھا ہے ان آیات میں بھی اختلاف ظاہر ہے اور تاویل کے بغیر تطبیق نہیں ہو سکتی +

۲۵- متی کے آٹھویں باب آیات اٹھائیس وغیرہ میں لکھا ہے "جب وہ اُس پار گرگسینوں کے ملک میں پہنچا دو شخص جنہیں دیو چڑھے ہوئے تھے قبروں سے نکل کر اُسے ملے وے ایسے تند تھے کہ کوئی اُس رستہ سے چل نہ سکتا تھا" مرقس کے باب پانچ کے شروع سے لکھا ہے "اور وے دریا کے پار گدریوں کے ملک میں پہنچے اور جوں وہ کشتی سے اُترا ووں ہی ایک آدمی جس میں ناپاک روح تھی قبروں سے نکلتے ہوئے اُسے ملا" لوقا باب آٹھ آیت چھبیس میں لکھا ہے "اور وے گدریوں کے ملک میں جو اُس پار جلیل کے سامنے ہے نا ؤ چلا کے پہنچے اور جب وہ کنارہ پر اُترا تو اُس شہر کا ایک مرد جس پر مدت سے دیو تھے اور نہ کپڑے پہنتا اور نہ گھر میں بلکہ قبروں کے درمیان رہتا تھا اُسے ملا" اس قصہ میں متی تو لکھتے ہیں کہ دو بھوت چڑھے مسیح کو ملے تھے اور مرقس اور لوقا کہتے ہیں کہ ایک آسیب زدہ ملا تھا۔ یہ ایک ہی قصہ یک ہی وقت کا دو مختلف طرح سے بیان کیا گیا جن میں سے ایک یقیناً غلط اور دوسرا صحیح یا دونوں غلط ہیں۔ اس کے سوا اس قصہ کے موقع کو متی نے گرگسینوں میں لکھا ہے اور مرقس اور لوقا نے گدریوں لکھا ہے۔ مگر چونکہ اس وقت یہ شہر اور ملک ان ناموں سے مشہور نہیں ہیں اس لیئے اس میں تاویل کی یہ گنجائش ہے کہ یہ دونوں ایک ہی جگہ کے نام ہیں اور اسی قصہ میں چند آیات کے بعد لکھا ہے کہ مسیح نے ان پاگلوں پر سے بھوت اتار کر سوروں کے گلے میں بھیج دیئے جو اُسی وقت دریا میں ڈوب کے مر گئے" مرقس نے اُن سوروں کی تعداد بھی دو ہزار کے قریب لکھی ہے یہ بات بھی قرین قیاس نہیں ہے کہ یہودیوں کے ملک میں جو سور کے کھانے سے قطعاً اجتناب کرتے ہیں کسی نے شوقیہ دو ہزار سور پال رکھے ہوں +

۲۶- متی کے باب ۱۴ چودہ کے شروع میں لکھا ہے "اُس وقت ملک کی چوتھائی کے حاکم ہیرودیس نے یسوع کی شہرت سنی اور اپنے نوکروں سے کہا کہ یہ یوحنا بپتسمہ دینے والا ہے وہی مردوں میں سے جی اُٹھا ہے اس لیئے اُس سے معجزے ظاہر ہوتے ہیں" لوقا باب ۹ نو آیات سات وغیرہ میں لکھا ہے "اور چوتھائی کے

حاکم ہیروڈس نے جو کچھ یسوع نے کیا تھا سُنا اور گھبرایا اس لیئے کہ بعضے کہتے تھے کہ یوحنا
مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے اور بعضے کہ الیاس ظاہر ہوا ہے اور دوسرے کہ
ایک اگلے نبیوں میں سے اُٹھا ہے پھر ہیروڈس نے کہا کہ میں نے یوحنا کا سر کاٹ
ڈالا مگر یہ جسکی بابت ایسی باتیں سُنتا ہوں کون ہے اور چاہا کہ اُسے دیکھے"
متی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ہیروڈس نے خود نوکروں سے کہا تھا کہ یوحنا
زندہ ہوگیا ہے۔ لیکن لوقا کے کلام سے ظاہر ہے کہ دوسروں نے یوحنا کے زندہ
ہونے یا الیاس کے آنے کی بابت کہا تھا لیکن ہیروڈس نے کہا کہ یوحنا کا تو میں نے
سر کٹوا دیا ہے مگر یہ شخص کون ہے جسکی بابت میں ایسا سُنتا ہوں ٭

۷۳ متی کے باب ۱۴ چودہ آیات ۶ چھ وغیرہ میں لکھا ہے" پر جب ہیروڈس کی سالگرہ
کی گئی ہیروڈیاس کی بیٹی اُنکے درمیان ناچی اور ہیروڈس کو خوش کیا۔ چنانچہ اُسنے قسم کھا کے
وعدہ کیا کہ جو کچھ تو مانگے گی میں تجھے دوں گا۔ تب وہ جیسا اُسکی ماں نے اُسے سکھا رکھا تھا
بولی کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر تھالی میں یہیں مجھے منگوا دیجئے" اور مرقس باب ۶ چھ آیت ۲۱ اکیس وغیرہ میں
لکھا ہے" آخر قابو کا دن آیا کہ ہیروڈس نے اپنی سالگرہ میں اپنے بزرگوں اور رسالداروں اور
جلیل کے امیروں کی ضیافت کی تب ہیروڈیاس کی بیٹی آئی اور ناچ کے ہیروڈس
اور اُس کے مہمانوں کو خوش کیا۔ تب بادشاہ نے اس لڑکی کو کہا جو تو چاہے سو مانگ
کہ میں تجھے دوں گا۔ اور اُس سے قسم کھائی کہ میری آدھی بادشاہت تک جو کچھ
تو مجھ سے مانگے گی میں تجھے دوں گا اور وہ چلی گئی اور اپنی ماں سے پوچھا کہ میں
کیا مانگوں وہ بولی کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر۔ تب وہ فی الفور بادشاہ
کے پاس جلدی سے آئی اور اُس سے عرض کر کے کہا میں چاہتی ہوں کہ تو یوحنا
بپتسمہ دینے والے کا سر ایک باسن میں ابھی مجھے دے" متی کے کلام سے معلوم
ہوتا ہے کہ ہیروڈیاس نے اپنی بیٹی کو ناچ سے پہلے سمجھا رکھا تھا کہ ناچنے کے بعد
تو بادشاہ سے یوحنا کا سر مانگیو۔ اور مرقس کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بادشاہ
نے ہیروڈیاس کی بیٹی سے کہا کہ مجھ سے کچھ مانگ تب وہ اپنی ماں کے پاس گئی اور
اُس سے مشورہ کر کے آ کے بادشاہ سے یوحنا کا سر مانگا ٭

۷۴ متی کے باب ۱۴ چودہ آیت ۱۳ تیرہ وغیرہ میں لکھا ہے" جب یسوع نے

اُنہیں کہا کہ خاطر جمع رکھو میں ہی ہوں مت ڈرو تب پطرس نے اُسے جواب میں کہا
اے خداوند اگر تو ہی ہے تو مجھے فرما کہ پانی پر چل کے تیرے پاس آؤں اُس نے کہا
کہ آ تب پطرس کشتی پر سے اُترکے پانی پر چلنے لگا کہ یسوع کے پاس جائے۔ پر جب دیکھا کہ
ہوا تیز ہے تو ڈرا اور جب ڈوبنے لگا چلا کے کہنے لگا اے خداوند مجھے بچا۔ وہیں
یسوع نے ہاتھ بڑھا کے اُسے پکڑ لیا اور اُس نے کہا اے کم اعتقاد تو کیوں شک لایا اور
جب وے کشتی پر آئے ہوا تھم گئی اور اُنہوں نے جو کشتی پر تھے آکے اُسے سجدہ کرکے کہا
تو سچ مچ خدا کا بیٹا ہے" یہی قصہ مرقس کے باب ۶ چھ آیات انچاس وغیرہ میں اسطرح
سے لکھا ہے "جب اُنہوں نے اُسے دریا پر چلتے دیکھا خیال کیا کہ کچھ دھوکا ہے
اور چلا اُٹھے کیونکہ سب نے اُسے دیکھا اور گھبرائے پھر وہ فی الفور ان سے کلام
کرکے اُنہیں کہنے لگا خاطر جمع رکھو میں ہوں مت ڈرو۔ پھر وہ کشتی پر اُن پاس
چڑھا اور ہوا تھم گئی" یوحنا کے باب ۶ چھ آیات ۱۹ انیس وغیرہ میں لکھا ہے "اور جب
وے قریب ۲۵ پچیس یا ۳۰ تیس تیر پرتاب کے کھو چکے تھے اُنہوں نے یسوع کو دریا پر چلتے
اور کشتی کی طرف آتے دیکھا اور ڈر گئے تب اُس نے اُنہیں کہا میں ہوں ڈرو مت پھر اُنہوں
نے خوشی سے اُسے کشتی پر لے لیا اور کشتی فی الفور اُس جگہ پر جہاں وہ جاتے تھے جا
پہنچی" اسی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مسیح پانی پر چلتے ہوئے کشتی کے قریب
آئے تھے تو اُسی وقت کشتی پر سوار نہیں ہو گئے تھے بلکہ پہلے پطرس درخواست کرکے
اُن کے پاس پانی پر چلتے ہوئے آئے پھر بعد میں مسیح اور پطرس دونوں کشتی پر سوار
ہوئے لیکن مرقس اور یوحنا کی انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح شاگردوں کو
حوصلہ دیکر اُسی وقت کشتی پر چڑھ گئے تھے ✣

۲۹ متی کے باب ۱۶ سولہ آیت ۴ چار میں لکھا ہے "اس زمانہ کے بد اور حرامکار
لوگ نشان ڈھونڈھتے ہیں۔ پر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان اُنہیں دکھایا
نہ جائیگا" لیکن مرقس کے باب ۸ آٹھ آیت ۱۲ بارہ میں لکھا ہے "اُس نے اپنے دل سے آہ
کھینچ کر کہا اس زمانہ کے لوگ کیوں نشان چاہتے ہیں [illegible]
زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان دیا نہ جائیگا" [illegible] نقل کرتے ہیں
اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے لوگوں کو [illegible] دکھایا جائیگا

لیکن یونس نبی کا نشان دکھلایا جائے گا اور مرقس جو اُسی قول کو نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ کوئی نشان بھی نہ دکھلایا جائے گا۔ علاوہ اس باہمی اختلاف کے چاروں انجیلیں نشان اور معجزوں سے بھری ہوئی ہیں جو سینکڑوں اور ہزاروں آدمیوں کے سامنے کیے جاتے تھے نہیں معلوم کہ مسیح نے یہ کیوں کہا کہ اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان نہ دکھلایا جائے گا ٭

۱۲۰ متی کے باب ۱۷ آیت ایک میں لکھا ہے "اور چھ دن بعد یسوع پطرس اور یعقوب اور اُسکے بھائی یوحنا کو الگ ایک اونچے پہاڑ پر لے گیا اور اُن کے سامنے اُسکی صورت بدل گئی اور اُس کا چہرہ آفتاب سا چمکا اور اُسکی پوشاک نور کی مانند سفید ہو گئی" اور لوقا نے باب ۹ آیت ۲۸ میں لکھا ہے "اور ان باتوں کے آٹھ روز بعد ایسا ہوا کہ وہ پطرس اور یوحنا اور یعقوب کو ساتھ لیکر پہاڑ پر دعا مانگنے گیا اور دعا مانگتے ہی ایسا ہوا کہ اُس کے چہرہ کی صورت بدل گئی اور اُسکی پوشاک سفید براق ہو گئی" یہاں متی کی انجیل میں چھ دن کے بعد لکھا ہے اور یوحنا کی انجیل میں آٹھ دنکے بعد یہ ممکن نہیں کہ ایک ہی وقوعہ کسی قوت سے چھ روزکے بعد بھی ہو اور آٹھ دن کے بعد بھی ہو ٭

۱۲۱ متی کے باب ۱۸ کی پہلی آیت وغیرہ میں لکھا ہے "اُسوقت شاگردوں نے یسوع پاس آکر اُس سے پوچھا کہ آسمان کی بادشاہت میں سب سے بڑا کون ہے یسوع نے ایک چھوٹا لڑکا بلا کے اُسے اُن کے بیچ میں کھڑا کیا اور کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں اگر تم لوگ توبہ نہ کرو اور چھوٹے لڑکوں کی مانند نہ بنو تو آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہوگے" مرقس باب ۹ آیات ۳۳ لغایت ۳۷ وغیرہ میں لکھا ہے "پھر وہ کفرناحوم میں آیا اور گھر میں پہنچ کر اُن سے پوچھا کہ تم راستے میں باہم کیا بحث کرتے تھے پر وے چپ رہے اس لیے کہ وے راہ میں ایک دوسرے سے بحث کرتے تھے کہ ہم میں سے بڑا کون ہے۔ پھر اُس نے بیٹھ کے اُن بارہ کو بلایا اور اُنہیں کہا کہ اگر کوئی چاہے کہ پہلے درجہ کا ہووے وہ سب میں پچھلا اور سب کا خادم ہوگا۔ اور ایک چھوٹے لڑکے کو لیکے اُن کے بیچ میں کھڑا کیا۔ اور جب اُسے گود میں لیا تھا اُن سے کہا جو کوئی میرے نام کے لیے ایسے لڑکوں میں سے ایک کو قبول کرے مجھے قبول کرتا ہے اور جو کوئی مجھے قبول کرتا ہے تو مجھے بلکہ اُسے جس نے مجھے بھیجا"

قبول کرتا ہے" لوقا کے باب ۹ کی آیات ۴۶ لغایت ۴۸ وغیرہ میں لکھا ہے "پھر ان کے درمیان یہ بحث اٹھی کہ ہم میں سے بڑا کون ہے یسوع نے ان کے دلوں کا خیال جان کے ایک لڑکے کو لیا اور اپنے پاس کھڑا کیا اور ان سے کہا کہ جو اس لڑکے کو میرے نام پر قبول کرے مجھے قبول کرتا ہے اور جو مجھے قبول کرے اس کو جس نے مجھے بھیجا قبول کرتا ہے کیونکہ جو تم میں سب سے چھوٹا ہے وہی ہے" یہ ایک ہی قصہ جو ان تینوں انجیلوں میں مذکور ہوا ہے ایک طرح سے بیان نہیں کیا گیا کیونکہ پہلی انجیل سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حواریوں نے مسیح سے سوال کیا تھا اور دوسری انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حواری آپس میں رستے میں بحث کرتے چلے آتے تھے تب مسیح نے کفرناحوم میں پہنچ کے ان سے سوال کیا کہ تم آپس میں کیا بحث کرتے تھے اور حواریوں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ خاموش ہو رہے اور تیسری انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ حواریوں نے مسیح سے سوال کیا اور نہ مسیح نے حواریوں سے کچھ پوچھا بلکہ ان کے دل کا خیال سمجھ کر اگلی گفتگو کی علاوہ اس کے یہ بھی اختلاف ہے کہ پہلی انجیل میں مسیح کا جواب کچھ اور ہے اور دوسری اور تیسری میں کچھ اور ہے ۞

۱۴ متی کے باب ۱۲ آیات ۳۹ لغایت ۴۰ وغیرہ میں لکھا ہے "اس نے انہیں جواب دیا اور کہا کہ اس زمانہ کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں پر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان انہیں دکھایا نہ جائے گا کیونکہ جیسا یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسا ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا" لوقا کے باب ۱۱ آیات ۲۹ لغایت ۳۰ وغیرہ میں لکھا ہے "اور جب بڑی بھیڑ ہونے لگی اس نے کہنا شروع کیا کہ اس زمانہ کے لوگ برے ہیں وے نشان ڈھونڈتے ہیں پر کوئی نشان ان کو دیا نہ جائے گا مگر یونس نبی کا نشان کیونکہ جیسا یونس نینوا کے لوگوں کے لیے نشان ہوا اسی طرح ابن آدم بھی اس زمانہ کے لوگوں کے لیے ہوگا" ان دونوں انجیلوں میں یہ اختلاف ہے کہ پہلی انجیل والا تو نشان کی تفسیر تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہنے سے کرتا ہے اور تیسری انجیل کا مصنف کہتا ہے کہ جیسا یونس نینوا کے لوگوں کے لیے نشان ہوا اسی طرح ابن آدم بھی

اس زمانہ کے لوگوں کے لیئے ہوگا۔ عہد قدیم میں یونس کی کتاب پڑھنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ یونس نینوا میں پہنچنے سے پہلے ترسیس کو بھاگ کر جاتے ہوئے سمندر
میں پھینکے گئے تھے اُسوقت اُنکو مچھلی نے نگلا تھا اور تین دن اُس کے پیٹ میں رہکر
باہر نکلے۔ تب بعد میں شہر نینوا میں آکر اُنہوں نے وعظ کیا مچھلی کے پیٹ میں رہنا اور
اور تین دن کے بعد اُس کے پیٹ سے باہر نکلنا نینوا والوں کے روبرو نہیں ہوا اور
نہ یہ معجزہ اُن کے لیئے نشان ہو سکتا ہے بلکہ اُنکا وعظ نینوا والوں کے لیئے نشان تھا
کہ جس میں اُنہوں نے چالیس ۴۰ دن کے بعد عذاب آنے کے وعید سے اُن کو ڈرایا
تھا اور اُس وعید سے ڈر کر اُن سب لوگوں نے توبہ کی اور روزے رکھنے شروع
کر دیئے اس لیئے لوقا کا منشا یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کا وعظ خدا کی بادشاہت
کی خبر اور یروشلم کی تباہی کا وعید یہودیوں کے لیئے نشان کافی تھا اور اسی لیئے بعد
کی آیتوں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ نینوا کے لوگ اُن کے وعظ کو سنکر کے ڈر گئے
تھے۔ چنانچہ وہ اسی باب کی بتیس ۳۲ آیت میں لکھتے ہیں "نینوا کے لوگ عدالت میں
اس زمانہ کے لوگوں کے ساتھ اُٹھینگے اور اُنہیں گنہگار ٹھیراوینگے کیونکہ اُنہوں نے
یونس کی منادی سے توبہ کی اور دیکھو یہاں یونس سے بڑا ہے" لوقا نے یہ ذکر کہیں
نہیں کیا کہ اُنکا تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہنا اُنکے واسطے نشان ہوا تھا۔
علاوہ اس کے مسیح کا تین رات دن قبر میں رہنا یہود کے لیئے کسی طرح سے نشان
نہیں ہوا۔ کیونکہ اول تو جمعہ کے دن شام کو مسیح کا انتقال ہوا اور اتوار کی صبح سے پہلے
بقول انجیل مسیح زندہ ہوکر قبر میں سے چلے گئے تو اس حساب سے صرف دو رات اور
ایک دن قبر میں رہے اور پھر زندہ ہونے کے بعد سوا اپنے حواریوں و [illegible]
کے اور کسی کی نظر میں بھی نہیں آئے اس لیئے مسیح کا تین رات دن زمین میں رہنا
بھی صحیح نہیں ہے اور ان کا یہ سب اور بدکار لوگوں کے لیئے بھی نشان ہونا
صحیح نہیں ہو سکتا ÷

۳۴ متی کے باب ۱۹ آیت تین ۳ وغیرہ میں لکھا ہے "فریسی اُس کی
آزمائش کے لیئے اُس کے پاس آئے اور اُس سے کہا کیا روا ہے کہ مرد ہر ایک سبب سے
اپنی جورو کو چھوڑ دیوے اُس نے جواب میں اُن سے کہا کیا تم نے نہیں پڑھا کہ اُن

نے شروع میں اُنہیں ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت بنائی اور پھر فرمایا کہ اس لیئے مرد
اپنے ماں باپ کو چھوڑیگا اور اپنی جورو سے ملا رہیگا اور وے دونوں ایک
تن ہونگے" پھر مرقس کے باب ۱۰ آیات ۲ و ۳ وغیرہ میں لکھا ہے "اور فریسیوں
نے اس پاس آکے امتحان کی راہ سے اُس سے پوچھا کیا روا ہے کہ مرد جورو کو طلاق
دے اُس نے اُنہیں جواب میں کہا کہ موسیٰ نے تمھیں کیا حکم دیا وے بولے موسیٰ
نے تو اجازت دی ہے کہ طلاقنامہ لکھ کے طلاق دیں تب یسوع نے جواب دیا
اور اُنہیں کہا اُس نے تمہاری سخت دلی کے سبب سے یہ حکم لکھا" اس ایک ہی قصہ کو
ان دونوں انجیلوں نے مختلف طور پر بیان کیا ہے پہلی انجیل میں تو فریسیوں کے
سوال کا مسیح جواب دیتے ہیں۔ اور دوسری انجیل میں فریسیوں کا سوال سُنکر مسیح
اُن سے ایک اور سوال کرتے ہیں جنکا جواب سُنکر مسیح اپنا جواب دیتے ہیں پھر متی اسی
باب کی نویں آیت میں فرماتے ہیں "اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی جورو کو
سوائے زنا کے اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے
اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی عورت کو بیاہے زنا کرتا ہے" اور مرقس باب ۱۰ اس کی
آیت گیارہ میں لکھتے ہیں "اُس نے اُنہیں کہا جو کوئی جورو کو چھوڑے اور دوسری
بیاہ کرے تو اُسکی نسبت زنا کرتا ہے اور اگر جورو اپنے شوہر کو چھوڑ دے اور دوسرے
سے بیاہی جاوے تو وہ بھی زنا کرتی ہے" اس مسئلہ کی نسبت بھی ان دونوں انجیلوں
میں اختلاف ہے پہلی انجیل کے موافق تو زنا کی وجہ سے جورو کو چھوڑنا جائز ہے اور دوسری
کے موافق کسی طرح سے بھی جورو کو چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ اور پہلی انجیل کے موافق صرف
مرد کی طرف زنا کی نسبت کی گئی ہے اور دوسری انجیل میں چھوڑنے والے کو زانی
ٹھہرایا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ٭

۴۴ متی کے باب ۲۰ آیات ۲۹ و ۳۰ وغیرہ میں لکھا ہے "جب وے اریحا
سے روانہ ہونے لگے بڑی بھیڑ اُس کے پیچھے ہولی اور دیکھو دو اندھے جو راہ کے کنارے
بیٹھے تھے جب سُنا کہ یسوع چلا جاتا ہے پکارنے لگے کہ اے خداوند ابن داود ہم پر
رحم کر پر جماعت نے اُنہیں ڈانٹا کہ چپ رہیں لیکن وے اور بھی چلائے اور کہا
کہ اے خداوند ابن داود ہم پر رحم کر تب یسوع ٹھہر گیا اور اُنہیں بلا کے کہا تم کیا

چاہتے ہو کہ میں تمہارے لیے کروں۔ اُنہوں نے اُسے کہا کہ اے خداوند ہماری آنکھیں کھل جائیں یسوع کو رحم آیا اور اُن کی آنکھوں کو چھوا اور اُسی دم اُنکی آنکھیں بینا ہو گئیں اور وے اُسکے پیچھے ہو لیئے" مرقس کے باب ۱۰ دس آیات چھیالیس وغیرہ میں لکھا ہے "پھر وے یریحو میں آئے اور جب وہ اور اُس کے شاگرد اور ایک بڑی بھیڑ یریحو سے نکل رہی تھی طمئی کا بیٹا برطمئی جو اندھا تھا راہ کنارے بیٹھا بھیک مانگتا تھا اور یہ سُن کر کہ وہ یسوع ناصری ہے چلانے اور کہنے لگا اے داؤد کے بیٹے یسوع تو مجھ پر رحم کر...... یسوع نے اُس سے کہا جا تیرے ایمان نے تجھے بچایا وُونہیں اُس نے آنکھیں پائیں اور راہ میں یسوع کے پیچھے چلا" لوقا کے باب ۱۸ اٹھارہ اور آیات ۳۵ پینتیس وغیرہ میں لکھا ہے "پھر ایسا ہوا کہ جب وہ یریحو کے نزدیک آیا ایک اندھا راہ پر بیٹھا بھیک مانگتا تھا اُس نے جانے والوں کا شور سُنکر پوچھا کہ کیا ہے ...... یسوع نے اُس سے کہا کہ پھر بینا ہو تیرے ایمان نے تجھے چنگا کیا۔ وہ اُسی دم دیکھنے لگا اور خدا کی تعریف کرتا ہوا اُس کے پیچھے چلا" یہ ایک ہی قصہ ہے جو اُن تین انجیلوں میں مذکور ہوا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کے مطابق نہیں ہے۔ پہلی انجیل سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جب وے یریحو سے روانہ ہوئے تو اُن کو دو اندھے رستے پر بیٹھے ہوئے ملے جن دونوں کی آنکھوں کو مسیح نے چھو کر بینا کیا۔ مرقس کہتے ہیں کہ جب یریحو سے نکلے تو ایک اندھا رستے پر بیٹھا ہوا بھیک مانگتا ملا اور اُس اندھے کا نام پتہ و ولدیت بھی اُنہوں نے لکھ دیا ہے لیکن بجائے چھونے کے صرف ایک بات کہہ کر اُسکی آنکھوں کو اچھا کر دیا اور تیسری انجیل میں لکھا ہے کہ جب وہ یریحو کے قریب آئے تب یہ معجزہ مذکور واقع ہوا ✤

۵ متی کے باب ۲۱ اکیس آیات ایک وغیرہ میں لکھا ہے "اور جب وے یروشلم کے نزدیک پہنچے اور بیت فگا میں زیتون کے پہاڑ پاس آئے تب یسوع نے دو شاگردوں کو یہ کہہ کے بھیجا کہ سامنے کی بستی میں جاؤ اور وہاں ایک گدھی بندھی ہے اور اُس کے ساتھ ایک بچہ پاؤ گے کھول کے میرے پاس لاؤ اور اگر کوئی تم کو کچھ کہے تو کہیو خداوند کو یہ درکار ہیں کہ وہ اُسی دم اُنہیں بھیج دے گا۔ یہ سب کچھ ہوا تاکہ جو نبی نے کہا تھا پورا ہو کہ صیہون کی بیٹی سے کہو دیکھ تیرا بادشاہ فروتنی سے گدھی پر

بلکہ گدھی کے بچہ پر سوار ہو کے تجھ پاس آتا ہے + سو شاگردوں نے جا کر جیسا یسوع
نے انہیں فرمایا تھا ویسا ہی کیا لائے اور اُس گدھی کو بچہ سمیت لے آئے اور اپنے کپڑے
اُن پر ڈالے اور اُسے اُن پر بٹھلایا" مرقس کے باب گیارہ کے شروع میں یہ قصہ اس
طرح سے لکھا ہے "جب وے یروشلم کے نزدیک زیتون کے پہاڑ کے پاس بیت فگا
اور بیت عنیا میں آئے اُس نے اپنے شاگردوں میں سے دو کو بھیجا اور اُن سے کہا کہ
اُس بستی میں جو تمہارے سامنے ہے جاؤ اور جب تم اُس میں داخل ہو گے ایک
گدھی کے بندھے ہوئے بچہ کو پاؤ گے جس پر کبھی کوئی سوار نہیں ہوا اسے کھول کر
لے آؤ۔ اور اگر کوئی شخص تمہیں کہے کہ تم یہ کیوں کرتے ہو تم کہیو خداوند کو اُس کی
ضرورت ہے تو وہ فی الفور اُسے یہاں بھیج دے گا وے گئے اور اُس بچہ کو
دروازے کے نزدیک باہر بندھا ہوا جہاں دو راہا تھا پایا اور اُسے کھولا
بعضوں نے اُن میں سے جو وہاں کھڑے تھے اُنہیں کہا یہ کیا کرتے ہو کہ گدھی
کے بچہ کو کھولتے ہو اُنہوں نے جیسا یسوع نے فرمایا تھا کہا تب اُنہوں نے
اُنکو جانے دیا وے اُس گدھی کے بچہ کو یسوع پاس لائے اور اپنے کپڑے
اُس پر ڈال دیئے اور وہ اس پر سوار ہوا" یوحنا کے باب ۱۲ بارہ آیات بارہ ۱۲ وغیرہ
میں لکھا ہے "دوسرے روز بہت لوگ جو عید میں آئے تھے یہ سن کر کہ یسوع یروشلم
میں آتا ہے کھجور کے درختوں کی ڈالیاں لیں اور اُس کے استقبال کو نکلے اور پکارے
ہوشعنا مبارک وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے اسرائیل کا بادشاہ اور یسوع ایک
گدھی کا بچہ پا کر سوار ہوا جیسا کہ لکھا ہے اے صیہون کی بیٹی مت ڈر دیکھ تیرا بادشاہ
گدھی کے بچہ پر سوار ہو کے آتا ہے" پہلی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے
گدھی اور گدھی کے بچہ دونوں کو منگوایا اور شاگردوں نے دونوں پر اپنے کپڑے
ڈالے اور مسیح کو دونوں پر سوار کرایا۔ اگرچہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ دونوں پر
کس طرح سوار کرایا لیکن انجیل کی عبارت کا منشا یہی ہے۔ برخلاف اس کے باقی
انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے جہاں شاگردوں کو بھیجا وہاں صرف گدھی
کا بچہ ہی بندھا ہوا تھا اور وہی ایک بچہ اُنہوں نے منگوایا تھا اور اُسی ایک پر
شاگردوں نے اپنے کپڑے ڈال کر مسیح کو سوار کرایا۔ صرف اتنا تفاوت ہے کہ یوحنا نے

[illegible] + دیکھو [illegible] آیت ۹ *

ذکریا نبی کی پیشین گوئی کی آیت بھی نقل کردی ہے جسمیں گدھی اور گدھی کے
بچہ کے بجائے صرف گدھی کے بچہ ہی کا نام لیا ہے۔ اور چونکہ متی نے اپنی سند کی
آیت میں جو پوری نقل کی تھی گدھی اور گدھی کے بچہ دونوں کا ذکر کیا ہے اس لیئے
اُس نے مسیح کو بھی دونوں پر ہی سوار کرایا ہے تاکہ پیشینگوئی میں اور اُس کے
وقوع میں سرمو تفاوت نہ رہے لیکن متی تو خود عبرانی تھے اور عبرانی زبان میں
عربی زبان کی طرح جو بدل کے استعمال کرنے کا قاعدہ جاری تھا اس لیئے یقین نہیں
کہ متی رسول ایسی غلطی کرتے غالباً یہ تحریف کسی عبرانی نہ جاننے والے نے کی ہو ٭
۶ ۔ متی کے باب ۲۷ ستائیس آیت ۳۱ اکتیس وغیرہ میں لکھا ہے "اور جب وے اُس
سے ٹھٹھا کر چکے تو اُس پیراہن کو اُس پر سے اُتار کر پھر اُسی کے کپڑے اُسے پہنائے
اور صلیب پر کھینچنے کو اُسے لے چلے۔ جب باہر جاتے تھے تو اُنہوں نے ایک
قیروانی آدمی شمعون نامی کو پایا اُسے بیگار پکڑا کہ اُسکی صلیب اُٹھا لے چلے اور ایک
مقام گلگتا نامی یعنی کھوپری کی جگہ پر پہنچ کے سرکہ پت ملا ہوا اسے پینے کو دیا اُس
نے چکھ کے نہ چاہا کہ پیئے" یہ قصہ اسی طرح مرقس اور لوقا میں لکھا ہے لیکن یوحنا کے
باب ۱۹ انیس آیات ۱۶ و ۱۷ وغیرہ میں لکھا ہے "تب اس نے اُسے اُن کے حوالہ کیا کہ اُسے
صلیب دیجائے اور وے یسوع کو پکڑ کر لے گئے سو وہ اپنی صلیب اُٹھائے ہوئے
اُس جگہ کو جو کھوپری کا مقام کہلاتا ہے جسکا ترجمہ عبرانی میں گلگتا ہے نکل گیا وہاں
اُنہوں نے اُسے اور اُس کے ساتھ دو اور کو صلیب پر کھینچا۔ طرفین میں ایک ایک
اور یسوع کو بیچ میں" پہلی تین انجیلوں سے ثابت ہے کہ جب مسیح کو صلیب دینے کے
لیئے لے چلے ہیں تو ایک شخص کو بیگار میں پکڑ کر صلیب اُس سے اٹھوا کر لے گئے
لیکن یوحنا کا مقولہ ہے کہ مسیح اپنی صلیب اپنے آپ اٹھا کر لے گئے تھے ٭
۷ ۔ متی کے باب ۲۸ اٹھائیس کے شروع میں لکھتے ہیں "سبت کے بعد جب ہفتہ کے

نوٹ ٭ اس قصہ میں ایک عجیب بات غور کرنے کے قابل ہے کہ جس مصنف کو دو جانور پیشینگوئی
میں یاد تھے اُس نے مسیح کو دونوں پر سوار کرایا اور وہ اتنا خیال بالکل نہ کیا کہ یہ امر کس طرح سے وقوع
میں آسکتا ہے۔ اور جس مصنف کو ایک ہی جانور یاد تھا اُس نے بلا لحاظ وقوعہ اُسی طرح پر اپنی
پیشین گوئی کو پورا کر دیا ٭

پہلے دن پو پھٹتے ہی مریم مگدلینی اور دوسری مریم قبر کو دیکھنے آئیں اور دیکھو
ایک بڑا بھونچال آیا تھا کیونکہ خداوند کا فرشتہ آسمان سے اتر کے آیا اور اُس پتھر
کو قبر سے ڈھلکا کے اُس پر بیٹھ گیا اُسکا چہرہ بجلی کا سا اور اُسکی پوشاک سفید برف
کی سی تھی اور اُس کے ڈر سے نگہبان کانپ اُٹھے اور مُردے سے ہو گئے پر فرشتہ
نے مخاطب ہو کے اُن عورتوں سے کہا تم مت ڈرو میں جانتا ہوں کہ تم یسوع کو جو
صلیب پر کھینچا گیا ڈھونڈھتی ہو وہ یہاں نہیں ہے کیونکہ جیسا اُس نے کہا تھا وہ
اُٹھا ہے آؤ یہ جگہ جہاں خداوند پڑا تھا دیکھو" مرقس کے باب ۱۶ سولہ کے شروع میں
لکھا ہے "جب سبت کا دن گذر گیا مریم مگدلینی اور یعقوب کی ماں مریم اور سلومی
نے خوشبو چیزیں مول لیں تاکہ آن کر اُسے ملیں اور ہفتے کے پہلے دن بہت سویرے
سورج نکلتے ہوئے قبر پر آئیں اور آپس میں کہنے لگیں کہ ہمارے لئے پتھر کو قبر کے
دروازے پر سے کون ڈھلکائے گا جب اُنہوں نے نگاہ کی تو اُس پتھر کو ڈھلکا
ہوا دیکھا کیونکہ وہ بہت بھاری تھا اور قبر میں جا کر اُنہوں نے ایک جوان کو
سفید پوشاک پہنے دہنی طرف بیٹھے ہوئے دیکھا اور گھبرا گئیں۔ اُس نے اُنہیں کہا
مت گھبراؤ تم یسوع ناصری کو جو صلیب پر کھینچا گیا ڈھونڈتیاں ہو وہ جی اُٹھا
ہے وہ یہاں نہیں دیکھو یہ جگہ جہاں اُنہوں نے اُسے رکھا تھا" لوقا کے باب ۲۴
چوبیس کے شروع میں لکھا ہے" اور وے اتوار کے دن بڑے تڑکے اُن خوشبوؤں
کو جو تیار کی تھیں لے کر قبر پر آئیں اور اُن کے ساتھ کئی اور بھی تھیں اور اُنہوں نے
پتھر کو قبر پر سے ڈھلکایا ہوا پایا اور اندر جا کے خداوند یسوع کی لاش نہ پائی اور
ایسا ہوا کہ جو وے اس بات سے حیران تھیں دیکھو دو شخص چمکتی پوشاک پہنے اُن کے
پاس کھڑے تھے اور جب وے ڈر گئیں اور اپنے سر زمین پر جھکا لی تھیں اُنہوں
نے اُن سے کہا تم کیوں زندہ کو مُردوں میں ڈھونڈھتیاں ہو وہ یہاں نہیں
ہے بلکہ اُٹھا ہے" یوحنا کے باب ۲۰ بیس کے شروع میں لکھا ہے "ہفتے کے پہلے دن
مریم مگدلینی تڑکے ایسا کہ ہنوز اندھیرا تھا قبر پر آئی اور پتھر کو قبر سے ٹالا ہوا
دیکھا تب وہ شمعون پطرس اور اُس دوسرے شاگرد پاس جسے یسوع پیار کرتا تھا
دوڑی آئی اور اُنہیں کہا کہ خداوند کو قبر سے نکال لے گئے ہم نہیں جانتے کہ اُنہوں نے اُسے

اُسے کہاں رکھا پھر پطرس اور وہ دوسرا شاگرد نکلے اور قبر کی طرف گئے چنانچہ وہ
دونوں اکٹھے دوڑتے پر دوسرا شاگرد پطرس سے بڑھ گیا اور قبر پر پہلے پہنچا۔
اُس نے جھک کے سوتی کپڑے پڑے ہوئے دیکھے پر اندر نہ گیا تب شمعون پطرس
اُسکے پیچھے پہنچا اور قبر کے اندر گیا اور سوتی کپڑے پڑے ہوئے دیکھے اور وہ
رومال جس سے اُسکا سر بندھا تھا اُن سوتی کپڑوں کے ساتھ نہیں پر جدا لپٹا ہوا
ایک جگہ پڑا دیکھا۔ تب وہ دوسرا شاگرد بھی جو قبر پر پہلے آیا تھا اندر گیا اور دیکھ کے
یقین کیا کیونکہ وے ہنوز اُس نوشتہ کو نہ جانتے تھے کہ مُردوں میں سے اُسکا جی
اُٹھنا ضرور ہے تب وے شاگرد اپنے اپنے گھر میں پھر گئے لیکن مریم باہر قبر پہ
روتی کھڑی رہی اور روتے ہوئے جبکہ قبر میں جھک کے نظر کی تو دو فرشتے
سفید پوشاک میں ایک سرہانے اور دوسرے کو پائینتانی جہاں یسوع کی لاش
رکھی تھی بیٹھے دیکھے جنھوں نے اُسے کہا اے عورت تو کیوں روتی ہے اُس
نے اُنہیں کہا اس لیئے کہ وہ میرے خداوند کو لے گئے اور میں نہیں جانتی کہ
اُنہوں نے اُسے کہاں رکھا اور جب یوں کہہ چکی تو پیچھے پھری اور یسوع
کو کھڑے دیکھا اور نہ پہچانا کہ وہ یسوع ہے یسوع نے اُسے کہا اے عورت
تو کیوں روتی ہے کسکو ڈھونڈھتی ہے اُس نے اُسے باغبان جان کے
کہا کہ اے صاحب یہاں سے اُٹھایا ہو تو مجھ سے کہو کہ اُسے کہاں
رکھا ہے کہ میں اُس کو لے جاؤں گی " پہلی انجیل سے تو معلوم ہوتا ہے
کہ دونوں مریمیں علی الصباح مسیح کی قبر پر گئیں اسوقت بھونچال آیا اور قبر کا پتھر
ہٹا اور اُسپر فرشتہ بیٹھا ہوا نظر آیا جس نے اُن دو عورتوں سے مسیح کی بابت گفتگو
کی۔ مرقس کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں مریمیں اور تیسری سالومی مسیح
کے جسم پر خوشبوئیں ملنے کے لیئے طلوع آفتاب کے وقت مسیح کی قبر پر آئیں اور وہ
چاہتی تھیں کہ کوئی پتھر کو ہٹا دے مگر پتھر ہٹا ہوا دیکھکر اندر اُتر کر ایک جوان آدمی
داہنی طرف بیٹھا ہوا دیکھا جس نے مسیح کی بابت اُن تینوں عورتوں سے گفتگو کی
اور لوقا کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ جو عورتیں جلیل سے مسیح کے ساتھ آئی تھیں
وہ [illegible]

آئیں اور قبر میں اُتر کر مسیح کی لاش دیکھی نہ اور کچھ نظر آیا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد
اُن کو وہاں دو آدمی نظر آئے جنھوں نے اُن عورتوں سے مسیح کی بابت گفتگو
کی۔ یوحنا کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اکیلی مریم مگدلینی علی الصباح اندھیرے
میں مسیح کی قبر پر آئی اور پتھر ہٹا ہوا دیکھکر سمجھی کہ کوئی مسیح کی نعش کو نکال کے لے گیا
تب اوس نے جاکر یوحنا اور پطرس کو اطلاع دی تب یہ دونوں حواری قبر کی طرف کو
دوڑے قبر میں جو جھککر دیکھا۔ تو قبر میں صرف کپڑے پڑے ہوئے پائے اور
اور دونوں شاگرد یوں ہی گھر واپس چلے گئے اُن کے بعد جو مریم نے روتے ہوئے
قبر میں جھککر دیکھا تو دو فرشتے ایک سر کی طرف اور ایک پاؤں کی طرف بیٹھے
نظر آئے مریم اُن سے کچھ گفتگو کر کے جو پیچھے کو پھری تو مسیح کھڑے ہوئے نظر آئے
جنکو اوس نے اول نہ پہچانا لیکن بعد میں پہچان لیا۔ اگرچہ پہلی تین انجیلوں میں بھی
اس قصہ کی نسبت آپس میں ایک دوسرے کا اختلاف ہے۔ لیکن انجیل یوحنا میں
یہ قصہ شروع سے آخیر تک تینوں انجیلوں سے بالکل مختلف ہے † ؎

۸۰ مرقوم متی کے باب چار آیات اٹھارہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ اور جب یسوع
جلیل کے دریا کے کنارے چلا جاتا تھا تو اُس نے دو بھائی یعنی شمعون کو جو پطرس
کہلاتا ہے اور اوس کے بھائی اندریاس کو دریا میں جال ڈالتے دیکھا کیونکہ وے مچھوے
تھے اور اُنہیں کہا کہ میرے پیچھے چلے آؤ کہ میں تمہیں آدمیوں کے مچھوے بناؤنگا
وے اوسوقت جالونکو چھوڑ کر اُس کے پیچھے ہو لیئے اور وہاں سے بڑھ کے
اوس نے اور دو بھائی یعنے زبدی کے بیٹے یعقوب اور اُسکے بھائی یوحنا کو اپنے

نوٹ۔ متی نے خاص کر کے یہ امر بھی ایزاد کیا ہے کہ سبت کے روز فریسیوں نے حاکم پلاطوس
سے درخواست کر کے مسیح کی قبر پر پہرہ مقرر کیا تھا۔ دیکھو متی باب ستائیس آیات باسٹھ وغیرہ۔ چھپانے
اس امر کے کہ اگلے فرشتہ آنے سے پہرہ والوں کا ڈرنا بھی زیادہ کر دیا اور یہ بھی اس قصہ کو زیادہ
معتبر بنانے کے واسطے پہرے والوں کا کاہنوں کے پاس بھیجا جنہوں نے آکر یہ عجیب واقعہ
بیان کیا اور انہوں نے رشوت لیکر واقعہ بدل دیا دیکھو متی باب ۲۸ اٹھائیس آیت گیارہ سے
پندرہ تک۔ لیکن دوسری انجیلوں کے مصنفوں کو پہرہ بٹھانے کا حال جو معلوم نہیں تھا تو انہوں
نے اس امر کا اشارہ بارعایت اپنی کلام میں کہیں نہیں رکھی ؎

باپ زبدی کے ساتھ ناؤ پر اپنے جالوں کی مرمت کرتے دیکھا اور انہیں بلایا۔
وہیں ناؤ اور اپنے باپ کو چھوڑ کر وے اُس کے پیچھے ہو لئے۔ اور یسوع تمام جلیل
میں پھرتا ہوا اُن کے عبادتخانوں میں تعلیم دیتا اور بادشاہت کی خوشخبری کی
منادی کرتا اور لوگوں کے سارے دکھ اور بیماری دفع کرتا تھا" لوقا کے باب
پانچ کے شروع میں لکھا ہے "ایسا ہوا کہ جب خدا کے کلام سننے کو لوگ اس پر
گرے پڑتے تھے وہ گنیسرت کی جھیل کے کنارے کھڑا تھا اور اس نے جھیل کے
کنارے دو کشتی لگی دیکھیں پر مچھوے اُن پر سے اُتر کے اپنے جال دھو رہے
تھے اُس نے اُن کشتیوں میں سے ایک پر جو شمعون کی تھی چڑھ کے اس سے درخواست
کی کہ کنارے سے تھوڑا ہٹا لے چلے اور وہ بیٹھ کے لوگوں کو کشتی پر سے تعلیم دینے
لگا اور جب کلام کر چکا تو شمعون سے کہا کہ گہرے میں لے چل اور تم شکار کے
لئے اپنے جال ڈالو شمعون نے جواب میں اُس سے کہا کہ اے صاحب ہم نے
ساری رات محنت کی اور کچھ نہ پکڑا مگر تیرے کہنے سے جال ڈالتا ہوں۔ اور
جب انہوں نے یہ کیا تو مچھلیوں کا بڑا غول گھیر آیا ایسا کہ اُن کا جال پھٹنے لگا
تب انہوں نے اپنے ساتھیوں کو جو دوسری کشتی پر تھے اشارہ کیا کہ آ کے
اُنکی مدد کریں وے آئے اور دونوں کشتیاں ایسی بھر دیں کہ ڈوبنے لگیں شمعون
پطرس نے یہ دیکھ کر یسوع کے پاؤں پر گر کے کہا کہ اے خداوند میرے پاس سے
جا کہ میں گنہگار ہوں کیونکہ اُن مچھلیوں کے شکار سے جو انہوں نے پکڑی تھیں
شمعون اور وے سب جو اسکے ساتھ تھے حیران تھے اور زبدی کے بیٹے یعقوب
اور یوحنا بھی جو شمعون کے شریک تھے حیران تھے۔ تب یسوع نے شمعون کو کہا مت ڈر
اس دم سے تو آدمیوں کا شکار کرنے والا ہوگا۔ وے کشتیوں کو کنارے
پر کھینچ لائے اور سب کچھ چھوڑ کے اُس کے پیچھے چلے" اُن دونوں انجیلوں
کی آیتوں کے مقابلہ کرنے سے ایک ہی موقعہ کے قصہ میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے
خاص کر کے زیادہ اختلاف تو ان باتوں کا ہے کہ پہلی انجیل سے تو معلوم ہوتا ہے
کہ شمعون اور اندریاس جال دریا میں ڈال رہے تھے اور تیسری انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جال
دھو رہے تھے اور پہلی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے انکو دیکھتے ہی کہا کہ میرے پیچھے چلے آؤ اور تیسری

وہ پیچھے ہو لئے " لیکن تیسری انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح اول انکی کشتی پر چڑھ گئے اور ان کو وعظ کیا اور پھر انکی کشتی کو زیادہ گہرے پانی میں لیجانے کی درخواست کی اور اُن سے جال ڈلوا کر مچھلیاں پکڑوائیں اور پہلی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے شمعون اور اندریاس کو دیکھ کر مسیح نے بلایا اور وہاں سے تھوڑی دور جا کر جیمس اور یوحنا کو دیکھا اور جب اُن کو بلایا تو وہ بھی پیچھے ہو لئے - لیکن تیسری انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے شمعون کو ہی مخاطب کر کے کہا تھا کہ تو آج سے آدمیوں کا پکڑنے والا ہوگا لیکن وہ چاروں ایک ہی وقت میں اور ایک ہی جگہ سے مسیح کے پیچھے ہو لئے ✤

۹۳ - متی کے باب ۴ چار آیت ۱۲ بارہ و ۱۳ تیرہ میں لکھا ہے " جب یسوع نے سنا کہ یوحنا گرفتار ہوا تب جلیل کو چلا گیا ...... اُسی وقت سے منادی کرنی اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی " لیکن یوحنا کے باب ۳ تین آیت ۲۲ بائیس میں لکھا ہے " بعد ان باتوں کے یسوع اور اُس کے شاگرد یہودیہ کی سرزمین میں آئے اور وہ وہاں انکے ساتھ رہا کرتا اور بپتسمہ دیتا تھا اور یوحنا بھی سالم کے قریب عینون میں بپتسمہ دیتا تھا کیونکہ وہاں پانی بہت تھا اور لوگ آئے اور بپتسمہ پایا کیونکہ یوحنا ہنوز قید خانے میں ڈالا نہ گیا تھا " ان دونوں انجیلوں میں یہ اختلاف ہے کہ پہلی انجیل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے اپنی رسالت کا کام یوحنا کے قید ہو لینے کے بعد شروع کیا - اور چوتھی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا کے قید ہونے سے پہلے مسیح نے بپتسمہ دینا شروع کر دیا تھا ✤

۹۴ - متی کے باب ۳ تین آیت ۱۶ سولہ میں لکھا ہے " یسوع بپتسمہ پا کے وہیں پانی سے نکل کے اوپر آیا اور دیکھو کہ اسکے لئے آسمان کھل گیا اور اُس نے خدا کی روح کو کبوتر کی مانند اترتے اور اپنے اوپر آتے دیکھا اور دیکھو کہ آسمان سے ایک آواز یہ کہتی آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں " مرقس کے باب ۱ اول آیت ۱۱ گیارہ میں لکھا ہے " اور آسمان سے ایک آواز آئی کہ تو میرا عزیز بیٹا ہے جس سے میں راضی ہوں " اور لوقا کے باب ۳ تین آیت ۲۲ بائیس میں لکھا ہے " اور روح قدس جسم کی صورت میں کبوتر کی طرح اس پر اُتری اور آسمان سے ایک آواز آئی جو یہ کہتی تھی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے تجھ سے

میں راضی ہوں" ان تینوں انجیلوں کے مصنفوں نے جو آسمان کی آواز کو نقل کیا ہے ایک دوسرے سے مختلف طور پر نقل کیا ہے پہلی انجیل سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آسمانی آواز نے دوسرے لوگوں کو مخاطب کرکے کہا تھا کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں اور دوسری اور تیسری انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمانی آواز نے مسیح کو مخاطب کرکے کہا تھا کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے جس سے یا تجھ سے میں خوش ہوں۔ اگرچہ مضمونوں میں کچھ بڑا تفاوت نہیں مگر اتنا ضرور ہے کہ آسمان کی آواز ایک انجیل کے مصنف کو اور طرح سے یاد تھی اور دوسری انجیل کے مصنف کو دوسری طرح سے یاد تھی حالانکہ وہ آواز ایک ہی طرح آئی ہوگی کسی غلطی کے باعث ان مصنفوں میں اختلاف ہو گیا۔ لیکن جن مصنفوں سے ایسی غلطی ہو جانی ثابت ہو لی ہے پھر انکی دوسری تحریروں پر کس طرح اعتبار ہو سکتا ہے ٭

۴۱م۔ یہودی عیسائیوں کو مسیح کی مسیحیت توریت سے ثابت کرنے کا ایسا شوق تھا کہ باوجودیکہ کوئی پیشینگوئی مسیح سے کسی طرح بھی تعلق نہ رکھتی ہو تاہم تاویل ضعیف یا تحریف کرکے خواہ مخواہ اسکی مسیحیت کی نسبت قرار دیدیتے تھے اور اس کا پورا ہونا ثابت کرتے تھے مثلاً جب انکو معلوم ہوا کہ مسیح سے پہلے الیاس کا آنا ضروری ہے اور الیاس کا آنا کسی طرح ثابت نہیں کر سکتے تھے تو یوحنا نبی ہی کو الیاس بنا دیا۔ اول تو ظاہر ہے کہ الیاس پہلے ایک نبی گذر چکے تھے اور وہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور یہود کی کتابوں میں اور روایتوں میں انکا مسیح سے پہلے آسمان سے آنا ضروری تھا (دیکھو ملاکی نبی کا باب چار آیت پانچ) اور یوحنا ذکریا کے بیٹے الیشبا کے بیٹے پیدا ہوئے تھے وہ کسی طرح الیاس نہیں ہو سکتے تھے لیکن اس کے ساتھ بڑی مشکل آ پڑی وہ یہ ہے کہ جب یہود کے کاہنوں نے یوحنا سے پوچھا کہ تو مسیح ہے تو اس نے انکار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ پھر اس سے پوچھا کہ تو الیاس ہے تو اس نے کہا کہ نہیں۔ پھر پوچھا کہ تو نبی ہے تو اس نے کہا کہ میں وہ نبی نہیں ہوں (دیکھو یوحنا باب اول آیت ۲۱ اکیس وغیرہ) پھر تعجب ہے کہ مسیح کہتے ہیں کہ یوحنا الیاس ہے (دیکھو متی باب گیارہ آیت ۱۴ چودہ) اور یوحنا کہتے ہیں کہ میں الیاس نہیں ہوں۔ پھر ان دونوں قولوں میں کس طرح سے مطابقت ہو سکتی ہے ٭

۴۲ مسیح کے صلیب پر رہنے کے وقت میں بھی انجیلوں کا اختلاف ہے متی
اور لوقا کی انجیل سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسیح تین گھنٹے کے قریب صلیب پر لٹکے رہے -
(دیکھو متی باب ۲۷ ستائیس آیت ۴۵ پینتالیس اور لوقا باب ۲۳ تیئیس آیت ۴۴ چوالیس) لیکن مرقس
سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح چھ گھنٹے کے قریب صلیب پر لٹکے رہے (دیکھو باب ۱۵ پندرہ
آیت ۲۵ پچیس) اور یوحنا کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید دو گھنٹے بھی مسیح صلیب
پر نہیں لٹکے کیونکہ دوپہر کے بارہ ۱۲ بجے پلاطوس نے اُن کو صلیب کا حکم دیا ہے اور وہ
وہاں سے اپنی صلیب اپنے کندھے پر اٹھا کر صلیب دیئے جانے کی جگہ تک گئے اور
وہاں جا کر دو چور بھی اُن کے ساتھ ایک داہنے اور ایک بائیں لٹکائے گئے عدالت
سے صلیب دیئے جانے کی جگہ تک جانا اور وہاں جا کر تین صلیبوں کو کھود کر گاڑنا
اس میں بھی کم سے کم گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تو صرف ہوا ہوگا اور پھر مسیح نے تین بجے سہ پہر
کے جان دیدی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ سے زیادہ صلیب
پر زندہ نہیں رہے - اور اگر متی کے بیان کو صحیح مانا جائے تو عدالت کے پیادے
مسیح کی صلیب کے حکم کے بعد پہلے مسیح کو ایک اور مکان میں لائے اور اُن کے کپڑے
بدلوا لیئے اور دیر تک اُن سے تمسخر کرتے رہے پھر اُن کے کپڑے اُن کو پہنا کر صلیب
دینے کے لیئے لے گئے اس طرح تو شاید مسیح ایک گھنٹہ بھی صلیب پر نہ رہے ہوں (دیکھو یوحنا
باب ۱۹ انیس) +

۴۳ متی کے باب ۲۶ چھبیس آیت ۵۱ اکیاون اور مرقس کے باب ۱۴ چودہ آیات
۴۶ چھیالیس و ۴۷ سینتالیس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت مسیح گرفتار کر لیئے گئے تھے اُس
وقت ایک حواری نے سردار کاہن کے نوکر کو تلوار مار کر اُسکا کان اڑا دیا - لیکن لوقا
کے باب ۲۲ آیات ۴۹ انچاس و ۵۰ پچاس اور یوحنا کے باب ۱۸ آیت ۱۰ دس سے معلوم ہوتا ہے کہ
مسیح کے گرفتار ہونے سے پہلے سردار کاہن کے نوکر کا کان کاٹ ڈالا - علاوہ اس
اختلاف کے کہ لوقا میں لکھا ہے کہ کئی حواریوں نے مسیح سے کہا کہ ہم تلوار ماریں
اُن میں سے ایک نے تلوار چلائی - اور باقی کی انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ
ایک ہی شاگرد نے بغیر مسیح سے دریافت کیئے تلوار چلائی +

۴۴ متی کے باب ۲۶ چھبیس آیت ۳۴ چونتیس میں لکھا ہے یسوع نے اُسے کہا

تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ تو اسی رات مرغ کے بانگ دینے کے پہلے تین بار میرا انکار کریگا" اور مرقس کے باب ۱۴ چودہ آیت تیس ۳۰ میں لکھا ہے "یسوع نے اُس سے کہا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج اسی رات کو مرغ کی دو بار بانگ دینے کے آگے تو تین بار میرا انکار کریگا" ان دونوں آیتوں میں اختلاف بیّن ہے۔ کیونکہ متی کہتے ہیں مرغ کی بانگ دینے سے پہلے تین بار انکار کرے گا اور مرقس کہتے ہیں مرغ کی دو بار بانگ دینے سے پہلے تو تین بار میرا انکار کرے گا۔ واقع میں مسیح نے تو ان دونوں باتوں میں سے ایک ہی بات کہی ہوگی اور اس لیے ایک انجیل بہ نسبت دوسری کے صحیح ہے۔ اور اگر یہاں پر کہا جائے کہ یہ کوئی بڑا اختلاف نہیں ہے دونوں سے ایک ہی مراد ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو اس پیشینگوئی کا وقوع بھی ایک ہی طرح ہونا چاہیے تھا۔ لیکن اس کے وقوع کے وقت بھی متی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مرغ کی بانگ دینے سے پہلے پطرس نے تین بار پہلے مسیح کا انکار کیا (دیکھو متی باب ۲۶ چھبیس آیات ۷۳ تہتر وغیرہ) اور مرقس کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ پطرس کے ایک بار انکار کرنے کے بعد مرغ بولا اور اُس کے بعد پطرس جب دو بار اور انکار کر چکا تب دوسری مرتبہ مرغ نے بانگ دی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ متی کو چونکہ یقین تھا کہ مرغ کی بانگ سے پہلے پطرس تین بار انکار کرے گا اُس نے اپنے یقین کے موافق ہی اس پیشینگوئی کا وقوعہ لکھا۔ اور مرقس کو چونکہ خیال تھا کہ مرغ کے دو مرتبہ بولنے سے پہلے پطرس انکار کرے گا اُس نے اس پیشینگوئی کے وقوعہ کو بھی اپنے خیال کے موافق لکھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان انجیلوں کے مصنف واقعات کی تحقیق کا لحاظ نہیں کیا کرتے تھے بلکہ جو بات اُن کے علم اور اعتقاد میں ہوتی تھی اسی کی تائید کیا کرتے تھے اس میں شک نہیں کہ یا تو مرغ کی ایک بانگ سے پہلے پطرس نے انکار کیا ہوگا یا دو بانگوں سے پہلے تین بار انکار کیا ہوگا دونوں باتیں ایک ہی وقت میں کبھی واقع نہیں ہو سکتیں اس کے علاوہ دوسرا اختلاف انہیں آیتوں میں یہ ہے کہ متی کے موافق مرغ کی پہلی بانگ سنکر پطرس کو مسیح کا قول یاد آگیا اور مرقس کے موافق مرغ کی پہلی بانگ سنکر پطرس کو یاد نہیں آیا بلکہ دوسری بانگ سنکر مسیح کی پیشینگوئی یاد آئی۔ اور اس کے سوا تیسری انجیل کے باب ۲۲ بائیس آیت ۶۰ ساٹھ میں لکھا ہے کہ

خداوند نے پھر کے پطرس پر نگاہ کی اور پطرس کو خداوند کی بات جو اُس نے کہی تھی
کہ مرغ کی بانگ دینے سے آگے پیشتر تین بار انکار کرے گا یاد آئی۔ اس انجیل کے رو سے
پطرس کو مرغ کی بانگ سنکر کچھ یاد نہیں آیا بلکہ مسیح کے اُسکی طرف دیکھنے سے اُس کو
یاد آیا ✢

۴۵۔ اگرچہ چاروں انجیلوں سے یہ بات تو بالاتفاق ثابت ہوتی ہے کہ
یہودی حاکموں نے مسیح پر موت کا فتویٰ لگایا تھا (دیکھو متی باب ۲۶ چھبیس آیت
ستاون ۵۷ اور باب ۲۷ آیت ایک مرقس کا باب ۱۴ چودہ آیت ترپن ۵۳ اور باب ۱۵ پندرہ
آیت پہلی لوقا کا باب ۲۲ بائیس آیت چون ۵۴ سے اکہتر ۷۱ تک یوحنا کا باب ۱۸ اٹھارہ آیت
بارہ ۱۲ سے تیس ۳۰ تک) لیکن پہلی دو انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے مقدمہ
کی تحقیقات رات میں ہوئی تھی (دیکھو متی باب ۲۶ چھبیس آیت ستاون ۵۷ سے اٹھسٹھ ۶۸
تک اور مرقس کے باب ۱۴ چودہ آیت ترپن ۵۳ سے پینسٹھ ۶۵ تک) اور نیز انہیں دونوں
سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جب مسیح کو قتل کا فتویٰ دیدیا گیا ہے تب لوگوں
نے اُسپر تھوکنا اور اُس کو مارنا اور اُس سے تمسخر کرنا شروع کیا ہے۔ لیکن برخلاف
ان دو انجیلوں کے لوقا کی انجیل سے ثابت ہوتا ہے کہ جب سپاہی وغیرہ رات میں
مسیح کو گرفتار کرکے لے گئے ہیں انہوں نے رات میں مسیح سے ٹھٹھا کرنا اور اُس کو
مارنا شروع کیا اور دن نکلنے کے بعد یہودیوں نے اُن کے مقدمہ کی تحقیق شروع
کی (دیکھو لوقا باب ۲۲ بائیس آیت ترسٹھ ۶۳ سے اکہتر تک ۷۱) یہ دونوں اختلاف پہلی دو انجیلوں
کے تیسری انجیل کے ساتھ ایسے ہیں کہ ان میں کسی طرح سے تطبیق نہیں ہوسکتی
اگر پہلی دو انجیلیں صحیح ہیں تو تیسری کا بیان غلط ہے ورنہ پہلی دونوں
غلط ہیں ✢

۴۶۔ یوحنا باب ۲ آیت تیرہ ۱۳ سے پچیس ۲۵ تک معلوم ہوتا ہے کہ مسیح پہلی
دفعہ یروشلم میں گئے ہیں اُسوقت اُنہوں نے بیت المقدس میں جو دوکاندار تھے
اُنکو نکال دیا تھا اور مارا تھا اور اُنکی میزیں اُلٹا دی تھیں لیکن متی کے باب ۲۱ اکیس
آیات بارہ ۱۲ و تیرہ ۱۳ سے اور مرقس کے باب ۱۱ گیارہ آیات پندرہ ۱۵ سے انیس ۱۹ تک
لوقا کے باب ۱۹ انیس آیات پینتالیس ۴۵ سے چھیالیس ۴۶ تک) معلوم ہوتا ہے کہ مسیح

جب اخیر کی دفعہ یروشلم میں گئے ہیں اُس وقت اُنہوں نے بیت المقدس کی تنقیح دوکانداروں
سے وہی معاملہ کیا تھا جو یوحنا نے پہلی دفعہ یسوع کے یروشلم جانے پر مذکور کیا ہے
حالانکہ صلیب سے پہلے بھی مسیح کا یروشلم میں جانا یوحنا نے مفصل طور سے لکھا ہے
اور اُس میں اس قصے کا بیان نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ تو صحیح
ہے لیکن اسکے وقوعہ کا زمانہ جو چوتھی انجیل کے مصنف کو معلوم تھا پہلی تین انجیلوں کے
مصنفوں کو اسکے خلاف معلوم تھا اس لیئے اُن کے بیان میں اختلاف ہوا ۔

۴۷۔ یوحنا کے باب ۲ دو آیت ۲۱ اکیس و ۲۲ بائیس سے معلوم ہوتا ہے کہ یسوع نے
کہا تھا کہ اس ہیکل کو ڈھا دو میں اسکو تین دن میں بنا دوں گا لیکن متی کے باب ۲۶
آیت ۶۰ ساٹھ و ۶۱ اکسٹھ اور مرقس کے باب ۱۴ چودہ آیات ۵۷ ستاون و ۵۸ اٹھاون سے معلوم
ہوتا ہے کہ یسوع کی پیشی کے وقت جھوٹے گواہوں نے یہ الزام مسیح کو دیا تھا کہ یہ کہتا تھا
کہ اس ہیکل کو ڈھا دو میں اس کو تین دن میں بنا دوں گا۔ گویا ان دو انجیلوں سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات مسیح نے کبھی نہ کہی تھی بلکہ جھوٹے گواہوں نے اُن کو
یہ الزام دیا تھا اور یوحنا کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے واقع میں یہ کلام
کی تھی ۔

۴۸۔ متی کے باب ۲۷ ستائیس آیات تین وغیرہ میں لکھا ہے " تب یہودا جس نے
اُسے پکڑوا دیا یہ دیکھ کر کہ اُس کے قتل کا حکم ہوا پچھتایا اور وہ تیس ۳۰ روپیہ سردار کاہنوں
اور بزرگوں کے پاس پھیر لایا اور کہا میں نے گناہ کیا کہ بے گناہ کو قتل کے لیئے پکڑوایا
وے بولے ہمیں کیا تو جان۔ تب وہ روپیہ ہیکل میں پھینک کر چلا گیا اور جا کے اپنے کو
پھانسی دی پھر سردار کاہنوں نے روپیہ لیکر کہا انہیں خزانہ میں ڈالنا روا نہیں
کہ یہ خون کا دام ہیں۔ تب اُنہوں نے صلاح کر کے اُن روپیوں سے کمہار کا کھیت
پردیسیوں کے گاڑنے کے لیئے خریدا اس سبب سے آجتک وہ کھیت خون کا کھیت
کہلاتا ہے " اگرچہ یہ قصہ سوا اس انجیل کے اور کسی انجیل میں نہیں لکھا ہے اس لیئے
دوسری انجیلوں کے مصنفوں کی اس قصہ کے ساتھ موافقت یا مخالفت نہیں
معلوم ہو سکتی لیکن اعمال رسولان جو لوقا کی انجیل کے مصنف کی تصنیف سے
اور الہامی کتاب مانی جاتی ہے اُس میں یہ قصہ اور طرح لکھا ہے چنانچہ اعمال

کے باب اول آیت پندرہ وغیرہ میں لکھا ہے "انہیں دنوں پطرس شاگردوں کے درمیان
جنکے نام مل کے ایک سو بیس کے قریب تھے کھڑا ہو کے بولا اے بھائیو ضرور تھا کہ
وہ نوشتہ جو روح القدس نے داؤد کی زبانی یہودہ کے حق میں جو یسوع کے پکڑنے
والوں کا رہنما تھا آگے سے فرمایا پورا ہووے کیونکہ وہ ہم میں گنا گیا اور اس نے
اس خدمت میں حصہ پایا تھا۔ سو اُس نے اپنی بدی کی مزدوری سے ایک کھیت
مول لیا اور اوندھے منہ گرا اور اُسکا پیٹ پھٹ گیا اور اُسکی تمام انتڑیاں نکل گئیں
اور یہ یروشلم کے سب رہنے والوں کو معلوم ہوا یہاں تک کہ اُس کھیت کا نام اُنکی
زبان میں حقل دما ہوا یعنی خون کی زمین" متی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے
کہ یہودہ نے تیس روپے کاہنوں کو واپس کر دیئے تھے اور آپ واپس جا کر پھانسی
لے لی تھی اور کاہنوں نے اُس روپئے سے زمین خریدی تھی لیکن اعمال میں لوقا نے
پطرس کی زبانی تقریر لکھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودہ نے خود اُس روپئے سے زمین خریدی
تھی اور وہ روپیہ واپس نہ کیا تھا اور پھانسی لے کر نہیں مرا بلکہ گر کر مرا تھا ۔

۹۴ - یوحنا باب ۳ آیت ۲۲ میں لکھا ہے "بعد ان باتوں کے یسوع اور اُسکے
شاگرد یہودیہ کی سرزمین میں آئے اور وہ وہاں اُن کے ساتھ رہا کرتا تھا اور بپتسمہ
دیتا تھا اور یوحنا بھی سالم کے قریب عینون میں بپتسمہ دیتا تھا کیونکہ وہاں پانی بہت
تھا اور لوگ آئے اور بپتسمہ پایا کہ یوحنا ہنوز قید خانہ میں ڈالا نہ گیا تھا تب یوحنا
کے شاگردوں اور یہودیوں کے درمیان طہارت کی بابت بحث ہوئی اور وے
یوحنا پاس آئے اور اس سے کہا کہ ربی وہ جو یردن کے پار تیرے ساتھ تھا جس پہ
تو نے گواہی دی دیکھ کہ وہ بپتسمہ دیتا ہے اور سب اُسکے پاس آتے ہیں" یوحنا کے
باب ۴ آیت ایک و دو تین میں لکھا ہے "اور جب خداوند نے جانا کہ فریسیوں
نے سنا کہ یسوع یوحنا سے زیادہ شاگرد کرتا ہے اور بپتسمہ دیتا ہے (حالانکہ یسوع آپ
نہیں بلکہ اُس کے شاگرد بپتسمہ دیتے تھے) تب وہ یہودیہ کو چھوڑ کے جلیل کو پھر
گیا" ان آیات میں خود یوحنا کے کلام میں تناقض پایا جاتا ہے۔ کیونکہ باب ۳ کی
آیات ۲۲ اور ۲۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح اُس وقت خود بپتسمہ دیتے
تھے لیکن چوتھے باب کی دوسری آیت جو خطوط وحدانی میں لکھی ہوئی ہے ایسا

لکھا ہے کہ یسوع بپتسمہ نہیں دیتے تھے بلکہ اُن کے شاگرد بپتسمہ دیتے تھے ان اقوال
میں تناقض ہے۔ اگر مسیح اپنے ہاتھ سے بپتسمہ دیتے تھے تو یہ کہنا کہ وہ بپتسمہ نہیں دیتے
تھے غلط ہے اور اگر وہ بپتسمہ خود نہیں دیتے تھے تو تیسرے باب کی بائیس آیت
میں جو لکھا ہے (بپتسمہ دیتا تھا) غلط ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ مسیح شاگردوں
سے بپتسمہ دلاتے تھے اس لئے یہ انہیں کا بپتسمہ دینا تھا تو یہ بھی صحیح نہیں ہے۔
کیونکہ اگر مسیح خود کسی کو بپتسمہ نہیں دیتے تھے حالانکہ لوگ مسیح کے شاگرد بنتے جاتے
تھے تو اس سے معلوم ہوا کہ مسیح کو بپتسمہ دینے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی تھی
اور جب وہ خود بپتسمہ دینے کی ضرورت نہیں جانتے تھے اور اپنے خاص شاگرد
بلا بپتسمہ دینے کے بناتے تھے پھر شاگردوں سے دوسروں کو بپتسمہ دلانے کی
کیا ضرورت تھی۔ علاوہ اس کے پہلی تین انجیلوں سے مسیح کا نہ حواریوں کا بپتسمہ
دینا کہیں ثابت نہیں ہوتا۔ البتہ موت کے بعد زندہ ہو کر انہوں نے بپتسمہ دینے کی
شاگردوں کو تعلیم دی تھی جیسا متی کے باب ۲۸ اٹھائیس آیت ۱۹ انیس سے اور مرقس کے
باب ۱۶ سولہ آیت ۱۶ سولہ سے معلوم ہوتا ہے *
متی کے باب ۲۸ اٹھائیس آیت ۱۸ اٹھارہ وغیرہ میں لکھا ہے "اور یسوع نے
پاس آکر ان سے کہا کہ آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا اس لئے تم جاکر سب
قوموں کو شاگرد کرو اور انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو
اور انہیں سکھاؤ کہ ان سب باتوں پر چلیں جن کا میں نے تم کو حکم دیا ہے عمل کریں اور دیکھو
میں زمانے کے تمام ہونے تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں" مرقس کے باب ۱۶ سولہ
آیات ۱۵ پندرہ و ۱۶ سولہ میں اس طرح سے لکھا ہے "اور اس نے انہیں کہا کہ تم تمام
دنیا میں جا کے ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو جو کہ ایمان لاتا اور بپتسمہ
پاتا ہے نجات پائے گا اور جو ایمان نہیں لاتا اس پر سزا کا حکم کیا جائے گا
پھر انہوں نے باہر جاکر ہر جگہ منادی کی اور خداوند ان کے ساتھ کام انجام دیتا تھا
اور کلام کو ان معجزوں کے وسیلے سے جو اس کے ساتھ ہوتے تھے ثابت کرتا
رہا" یہ دونوں انجیلیں مسیح کے آخری کلام میں قریباً متفق ہیں۔ لوقا کے باب ۲۴ چوبیس
آیات چھیالیس ۴۶ وغیرہ میں لکھا ہے اور ان سے کہا کہ یوں لکھا ہے اور یوں ہی ضرور تھا

تھا کہ مسیح دُکھ اُٹھاوے اور تیسرے[3] دن مُردوں میں سے جی اُٹھے اور یروشلم سے لیکے ساری قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی اُسکے نام سے کی جائے اور تم ان باتوں کے گواہ ہو اور دیکھو میں اپنے باپ کے اُس موعود کو تم پر بھیجتا ہوں لیکن جب تک تم عالم بالا کی قوت سے ملبس نہ ہو یروشلم شہر میں ٹھہرو۔ تب وہ انہیں وہاں سے باہر بیت عنیاہ تک لے گیا اور اپنے ہاتھ اُٹھا کے اُنہیں برکت دی۔ اور ایسا ہوا کہ جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا اُنسے جدا ہوا اور آسمان پر اُٹھایا گیا اور اُنہوں نے اُس کو سجدہ کیا اور بڑی خوشی سے یروشلم کو پھرے اور ہمیشہ ہیکل میں خدا کی تعریف اور شکر کرتے رہے" یہاں پہلی دو انجیلوں کو تیسری انجیل سے بڑا اختلاف ہے پہلی دو انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے آسمان پر جانے سے پہلے شاگردوں کو تلقین کی کہ سب قوموں کو شاگرد کرو۔ اور دوسری انجیل میں اُس حکم کی تعمیل کا اظہار بھی کیا ہے جہاں لکھا ہے کہ پھر اُنہوں نے باہر جا کر ہر جگہ منادی کی۔ لیکن تیسری انجیل اُن دونوں کے برخلاف لکھتی ہے کیونکہ اُس میں لکھا ہے کہ میں اپنے باپ کے موعود کو تم پر بھیجتا ہوں اور جب تک وہ نہ آوے تم یروشلم میں ٹھہرو۔ اور اگلی آیتوں میں اُس حکم کی تعمیل بھی ظاہر کی ہے اور لکھا ہے کہ بڑی خوشی سے یروشلم کو پھرے اور ہمیشہ ہیکل میں خدا کی تعریف کرتے رہے۔ اگر پہلی دونوں انجیلوں کے موافق شاگرد اُسی وقت وعظ کرنے کے لیئے دنیا میں چلے گئے تھے تو لوقا کا یہ کہنا کہ پھر ہمیشہ یروشلم کی ہیکل میں رہے غلط ہے۔ اور اگر واقع میں آسمان پر جانے کے بعد حواری مدت تک ہیکل میں رہے تو پہلی دونوں انجیلیں غلط ہیں۔ لوقا نے جیسا کچھ انجیل میں لکھا ہے ویسا ہی اپنی کتاب اعمال رسولان میں ثابت کر دیا ہے۔ چنانچہ اعمال کے باب[2] دوسرے میں شاگردوں کا یروشلم میں ایک مکان میں جمع ہونا اور اُن پر روح قدس کا اُترنا جیسا لوقا کی انجیل میں وعدہ کیا گیا تھا اور پھر [illegible] منادی کرنے [illegible] جانا لکھا ہے۔ چونکہ تیسری انجیل اور اعمال کا مصنف ایک ہی ہے اور [illegible] کی پیشین گوئیوں کو اعمال [illegible] انجیلیں زمانہ حال میں موجود ہیں [illegible] اور یا اُن کے مصنفوں کو ایک دوسرے کا علم نہ تھا [illegible]

خلاف تحریر نہ کرتے انہی آیتوں میں ایک اور بھی اختلاف ہے یعنی متی میں جو شاگردوں کو یہ تلقین کی گئی تھی کہ باپ و بیٹے اور روح قدس کے نام سے بپتسمہ دو تو چاہیئے تھا کہ سب حواری اسی طرح کرتے بلکہ پطرس رسول اس کے خلاف عمل کرتے رہے ہیں چنانچہ اعمال کے باب ۲ و آیت ۳۸ میں لکھا ہے "تب پطرس نے اُن سے کہا توبہ کرو اور تم میں سے ہر ایک گناہوں کی معافی کے لیئے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے تو روح قدس کا انعام پاؤ گے" اگر پطرس کو وہ بات معلوم ہوتی جو متی نے اٹھائیس باب میں لکھی ہے کہ سب شاگردوں کے سامنے مسیح نے باپ و بیٹے اور روح قدس کے نام سے بپتسمہ دینے کا حکم دیا تھا تو پطرس جیسے خاص رسول ہو کر مسیح کے خلاف حکم کیوں عمل کرتے - اور جو بات لوقا نے لکھی ہے کہ روح قدس کے اُترنے تک مسیح نے حواریوں کو یروشلم میں ٹھیرنے کا حکم دیا تھا تو متی اور مرقس اس ضروری حکم کو کیوں نہ لکھتے اور کیوں حواریوں کو جہان میں منادی کرنے کے لیئے بھیجدیتے - ان انجیلوں کا حال تو اس مسئلہ کی بنسبت معلوم ہوا اب چوتھی انجیل کو دیکھو تو اُس نے ان تینوں سے علیحدہ رستہ اختیار کیا ہے - چوتھی انجیل کے باب ۲۰ آیت اکیس وغیرہ میں لکھا ہے اور یسوع نے پھر انہیں کہا تم پر سلام جسطرح باپ نے مجھے بھیجا میں بھی اسیطرح تمہیں بھیجتا ہوں اُس نے یہ کہکر اُن پر پھونکا اور کہا تم روح قدس لو جنکے گناہوں کو تم بخشو اُن کے گناہ بخشے جاتے ہیں جنھیں تم نہ بخشو گے نہ بخشے جائیں گے" یوحنا نے پہلی دو انجیلوں کے مصنفوں کی طرح سے حواریوں کو بلا روح قدس کے دیئے منادی اور بپتسمہ دینے کو جہان میں بھیجا اور نہ لوقا کی طرح سے اُن کو روح قدس بھیجنے کا وعدہ دے کر یروشلم میں ٹھیرنے کا حکم دیا بلکہ یہ لکھا کہ مسیح نے اُنکو اُسی وقت روح قدس دیدی - یہ بات پہلی تین انجیلوں کے خلاف ہے منصف شخص خود غور کر کے سمجھ سکتا ہے کہ ایسا اختلاف کبھی الہامی کتاب یا سچی تاریخ میں واقع نہیں ہو سکتا + ❊

نوٹ + اس سے پہلے باب ۱۶ سولہ آیت سات میں لکھا ہے "لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لیے میرا جانا ہی فایدہ ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آوے گا پھر اگر میں جاؤں تو میں اسے تم پاس بھیجدونگا" لیکن یہاں مسیح نے روح قدس کو جانے سے پہلے ہی دیدیا - اور اگر روح قدس آ گیا اور تسلی دینے والا آ گیا تو چار خدا ہو گئے تثلیث نہ رہی - کیونکہ جو صفات قرب کی یسوع [illegible]

۵۱۔ پطرس کے مسیح انکار کرنے کی نسبت گفتگو ہوئی ہے اُس کے موقع کی نسبت بھی انجیلوں میں اختلاف ہے۔ مثلاً متی کے باب ۲۶ آیت ۳۰ تا ۳۵ وغیرہ میں لکھا ہے "پھر وے گیت گا کے زیتون پہاڑ کو گئے تب یسوع نے اُنسے کہا تم سب اسی رات میرے سبب ٹھوکر کھاؤ گے کیونکہ لکھا ہے کہ میں گڈریئے کو ماروں گا اور گلّے کی بھیڑیں تتر بتر ہو جائیں گی لیکن میں اپنے جی اُٹھنے کے بعد تم سے آگے جلیل کو جاؤں گا۔ پطرس نے جواب میں اُس سے کہا اگرچہ سب تیری بابت ٹھوکر کھائیں پر میں کبھی ٹھوکر نہ کھاؤں گا" مرقس کے باب ۱۴ آیات ۲۶ تا ۲۹ وغیرہ میں لکھا ہے "تب وے ایک زبور گا کے باہر نکلے اور زیتون کے پہاڑ پر گئے اور یسوع نے اُنسے کہا تم سب آج کی رات میرے حق میں ٹھوکر کھاؤ گے اس لیے کہ یہ لکھا ہے میں گڈریئے کو ماروں گا اور بھیڑیں پراگندہ ہو جائیں گی پر میں اپنے اُٹھنے کے بعد تم سے آگے جلیل کو جاؤنگا۔ تب پطرس نے اُس سے کہا اگرچہ سب ٹھوکر کھاویں پر میں نہ کھاؤنگا" ان دونوں انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مسیح اپنے شاگردوں کے ساتھ آخری کھانا کھا کر زیتون کے پہاڑ کو گئے پھر تب اُنہوں نے ٹھوکر کھانیکی بابت گفتگو کی ہے۔ لیکن لوقا کے باب ۲۲ آیات ۳۱ تا ۳۹ میں وغیرہ میں لکھا ہے "پھر خداوند نے کہا اے شمعون اے شمعون دیکھ شیطان نے چاہا کہ تمہیں گیہوں کی طرح پھٹکے لیکن میں نے تیرے لیے دعا مانگی کہ تیرا ایمان جاتا نہ رہے اور جب تو پھرے تو اپنے بھائیوں کو مضبوط کر۔ تب اُس نے اُسے کہا اے خداوند میں تیرے ساتھ قید ہونے بلکہ مرنے کو تیار ہوں .... اور وہ نکل کے اپنے دستور پر زیتون کے پہاڑ کی طرف چلا اور اُسکے شاگرد اُس کے پیچھے ہو لیے" یوحنا باب ۱۳ آیات ۳۶ تا ۳۸ وغیرہ میں مسیح نے قریباً یہی گفتگو کی ہے جو پہلی انجیلوں میں بیان ہوئی ہے اور پطرس نے بھی قریباً ویسا ہی جواب دیا ہے لیکن اس کے بعد یوحنا میں ایک بہت بڑی طول طویل تقریر مسیح کی لکھی ہے جو دوسری انجیلوں میں مذکور نہیں ہے اور پھر ۱۸ باب کے شروع میں لکھا ہے کہ یسوع یہ باتیں کہہ کے اپنے شاگردوں

بقیہ نوٹ — میں تسلی دینے والے کی نسبت ہے وہ بھی خدا کی صفات ہیں۔ باب ۱۴ آیات ۱۶ وغیرہ میں بھی ایک دوسرے تسلی دینے والے کا وعدہ کیا ہے مگر وہ آیات ایسی مبہم ہیں کہ اُن سے کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ تسلی دینے والا کون ہے ۔

کے ساتھ قدرون کے نالے کے پار گیا جہاں ایک باغیچہ تھا اُسمیں وہ اور اُس کے شاگرد داخل ہوئے" غرض پہلی دو انجیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کی اور پطرس کی گفتگو کھانا کھانے کے بعد زیتون کے پہاڑ پر جا کر ہوئی اور لوقا اور یوحنا کی انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانا کھانے کے درمیان یہ گفتگو ہوئی تھی - یہ اختلاف بھی ان مصنفوں کی غلطی ظاہر کرتا ہے ✠

۵۴ - یوحنا باب ۱۸ اٹھارہ آیت ۱۳ تیرہ میں لکھا ہے " اور پہلے اُسے اناس پاس لے گئے کیونکہ وہ قیافا کا جو اُس برس کا سردار کاہن تھا سُسر تھا" اس کے بعد مسیح کے سوال و جواب کی کیفیت اور پطرس کے انکار کا حال لکھ کر اسی باب کی چوبیسویں ۲۴ آیت میں لکھا ہے " اور اناس نے اُسے بندھا ہوا قیافا سردار کاہن کے پاس بھیجا تھا" ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مسیح کے مقدمے کی تفتیش اناس کے پاس ہوئی اُسکے بعد قیافا کے پاس ہوئی لیکن پہلی تین انجیلوں میں مسیح کو پکڑ کر پہلے ہی قیافا کے پاس لے آئے تھے چنانچہ متی کے باب ۲۶ چھبیس آیت ۵۷ ستاون میں لکھا ہے " سو جنہوں نے مسیح کو پکڑا وے اُسے قیافا نام سردار کاہن پاس لے گئے جہاں فقیہ اور بزرگ جمع تھے" اور ایسا ہی دوسری اور تیسری انجیل میں لکھا ہے دیکھو مرقس باب ۱۴ چودہ آیت ۵۳ ترپن اور لوقا باب ۲۲ بائیس آیت ۵۴ چون اگر مسیح کو اول اناس کے پاس لے گئے تھے تو اول قیافا کے پاس نہیں لے گئے اور اگر اول قیافا کے پاس لے گئے تھے تو چوتھی انجیل کا قول کہ پہلے اناس کے پاس لے گئے غلط ہے ✠

۵۵ - یوحنا باب ۶ چھ آیات پانچ وغیرہ میں لکھا ہے " پس جب یسوع نے آنکھیں اٹھائیں اور دیکھا کہ بڑی بھیڑ میرے پاس آتی ہے تو فیلبوس سے کہا کہ ہم کہاں سے ان کے کھانے کے لیے روٹیاں خریدیں پر اُس نے یہ امتحان کی راہ سے کہا تھا - کیونکہ وہ آپ جانتا تھا جو کچھ کیا چاہتا تھا - فیلبوس نے اُسے جواب دیا کہ دو سو دینار کی روٹیاں اُن کے لیے بس نہ ہوں گی کہ اُن میں سے ہر ایک تھوڑا سا پاوے - ایک نے اُس کے شاگردوں میں سے جو شمعون پطرس کا بھائی اندریاس تھا اُس سے کہا یہاں ایک چھوکرا ہے جس کے پاس جو کی پانچ روٹیاں اور دو چھوٹی مچھلیاں ہیں پر یہ اتنے لوگوں میں کیا ہیں تب یسوع نے کہا کہ لوگوں کو بٹھاؤ اور اس جگہ بہت

گھاس تھی سو گنتی میں تخمیناً پانچہزار ۵۰۰۰ مرد بیٹھے" لیکن متی باب ۱۴ چودہ آیات پندرہ ۱۵
وغیرہ میں لکھا ہے "اور جب شام ہوئی اُس کے شاگردوں نے اُس پاس آ کر کہا
کہ جگہ ویرانہ ہے اور شام ہو گئی لوگوں کو رخصت کر دے کہ بستیوں میں جا کے
اپنے واسطے کھانے کو مول لیں۔ یسوع نے اُنہیں کہا اُن کا جانا کچھ ضرور نہیں تم انہیں
کھانے کو دو اُنہوں نے اُس سے کہا کہ یہاں ہمارے پاس پانچ روٹی اور دو مچھلیوں
کے سوا کچھ نہیں ہے وہ بولا کہ اُنہیں یہاں میرے پاس لاؤ" اسی طرح سے مرقس باب ۶ چھ
آیات پینتیس ۳۵ وغیرہ اور لوقا باب ۹ نو آیات بارہ ۱۲ وغیرہ میں لکھا ہے یہاں بھی چوتھی
انجیل اس قصہ کو پہلی تین انجیلوں کے خلاف بیان کرتی ہے کیونکہ پہلی تین انجیلوں
میں شاگردوں نے مسیح سے کہا ہے ان لوگوں کو جانے دو ہم جنگل میں ان کے لیئے
کھانا کہاں سے لاویں اور چوتھی انجیل میں مسیح نے ایک شاگرد سے کہا کہ ہم انکے
لیئے کھانا کہاں سے خریدیں باقی عبارت میں بھی ایسا ہی اختلاف ہے، +

۴۵ متی کے باب ۱۰ دس آیت دس ۱۰ میں لکھا ہے "راستے کے لیئے نہ جھولی
نہ دو کرتے نہ جوتیاں نہ لاٹھی لو کیونکہ خوراک مزدور کا حق ہے" اور مرقس باب ۶ چھ آیات
آٹھ ۸ و نو ۹ میں لکھا ہے "اور حکم کیا کہ سفر کے لیئے سوائے لاٹھی کے کچھ نہ لو نہ جھولی
نہ روٹی نہ اپنے کمر بند میں پیسے مگر جوتیاں پہنو پر دو کرتے مت پہنو" جس وقت
مسیح نے بارہ ۱۲ شاگردوں کو انتخاب کر کے اسرائیل کے شہروں میں منادی کرنے
کے لیئے بھیجا تھا اُسوقت منجملہ اَور باتوں کے مسیح نے امور مذکور کی بھی تاکید کی
تھی یعنی سفر میں کوئی سامان اپنے ساتھ نہ رکھنا لیکن تعجب ہے کہ یہ دو مصنف
ایک ہی واقعہ کو ذکر کرتے ہیں اور (متی خود اُن رسولوں میں موجود تھا۔ اور مرقس
نے بھی پطرس سے تعلیم پائی تھی جو بارہ ۱۲ میں سے ایک تھا) لیکن ان دونوں کے بیانوں
میں تناقض ہے کیونکہ متی تو کہتے ہیں کہ لاٹھی اور جوتیوں کے پہننے سے بھی مسیح
نے منع کیا تھا لیکن مرقس کہتے ہیں لاٹھی لینے کی بھی اجازت دی تھی اور جوتیاں
پہننے کا بھی حکم دیا تھا۔ اب ان دونوں میں سے کس کا اعتبار کیا جاوے
اگر ایک کا بیان صحیح ہے تو دوسرے کا یقیناً غلط ہے۔ اور سوائے اسکے مسیح
نے جو حواریوں کے بھیجنے کے وقت تلقین کی ہے متی نے بہت طول طویل تقریر

لکھی ہے اور مرقس اور لوقا نے بہت مختصر لکھا ہے ۔
۵۵ — متی کے باب ۵ پانچ آیات ۳۹ انتالیس و ۴۴ وغیرہ میں لکھا ہے "پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اُسکی طرف پھیر دے ...... پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو اور جو تم پر لعنت کریں اُن کے لیئے برکت چاہو جو تم سے کینہ رکھیں اُن کا بھلا کرو اور جو تمہیں دکھ دیں اور ستاویں اُن کے لیئے دعا مانگو" پھر اسی انجیل کے باب ۱۸ اٹھارہ آیات ۲۱ اکیس و ۲۲ بائیس میں لکھا ہے "تب پطرس نے اُس پاس آکے کہا اے خداوند اگر میرا بھائی میرا گناہ کرے تو میں اُسے کتنی مرتبہ معاف کروں سات مرتبہ تک یسوع نے اُسے کہا میں تجھے سات مرتبہ تک نہیں کہتا بلکہ ستر کے سات مرتبہ تک" لیکن خلاف اس کے لوقا کے باب ۱۷ سترہ آیت ۳ تین میں لکھا ہے "خبردار رہو اگر تیرا بھائی تیرا گناہ کرے اُسے ڈانٹ اگر توبہ کرے اُسے معاف کر" اور متی کے باب ۱۰ آیات ۱۴ چودہ و ۱۵ پندرہ میں لکھا ہے "اور جو کوئی تمہیں قبول نہ کرے اور تمہاری باتیں نہ سنے اس گھر یا اُس شہر سے نکل کے اپنے پاؤں کی گرد جھاڑ دو میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ عدالت کے دن عمورہ اور سدوم کی زمین کے لیئے اُس شہر کی نسبت زیادہ آسانی ہوگی" ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر تمہارا بھائی بھی تمہارا گناہ کرے تو اُسے ڈانٹو اور بغیر توبہ کیئے معاف نہ کرو اور جو لوگ تم کو قبول نہ کریں اُنکو سخت بددعا دو جس کے سبب وہ لوگ کبھی ہدایت نہ پاویں گے اور قیامت کے دن سدوم اور عمورہ کے بنسبت ان لوگوں سے بڑھ کر اُنپر عذاب ہوگا۔ پاؤں کی گرد جھاڑنا سخت بددعا دینا ہے جسکا اثر مسیح نے خود بتلا دیا ہے مگر اس طرح بددعا دینے کی ابتدا نحمیاہ نبی سے معلوم ہوتی ہے جسکے باب ۵ پانچ آیت ۱۳ تیرہ میں اس طرح لکھا ہے "پھر میں نے اپنا دامن جھاڑا اور کہا کہ اسی طرح سے خدا ہر ایک شخص کو جو اپنے اس قول پر پورا نہ اترے اُس کے گھر سے اور اُس کے شغل سے جھٹک ڈالے وہ یوں جھٹکا جاوے اور خالی ہو جاوے" حواری بھی مسیح کی تعلیم بالا کے موافق عمل کرتے رہے (دیکھو اعمال باب ۱۳ تیرہ آیت ۵۱ پندرہ و باب ۱۸ آیت ۶ چھ) ۔

۵۷ متی کے باب ۲۷ آیت چونتیس ۳۴ میں لکھا ہے "پت ملا ہوا سرکہ اُسے پینے کو دیا۔ اُس نے چکھ کے نہ چاہا کہ پیئے" لیکن مرقس کے باب ۱۵ آیت تیئیس ۲۳ میں لکھا ہے "اور مے میں مُر ملا کے اُسے پینے کو دیا پر اُس نے نہ پیا" یہ دونوں اختلاف کسی تاویل سے رفع نہیں ہو سکتے ۞

باب پنجم

تناقضات معنوی

علاوہ ایسے ظاہری اختلافوں کے جنکی تعداد بہت ہے اور جن میں بہت سے یہاں نمونہ کے طور پر دکھائے گئے ہیں اور معنوی اختلاف بہت ہیں ۞

مثلاً ۱ متی کے باب ۱۹ انیس آیت اٹھائیس ۲۸ میں لکھا ہے "یسوع نے انہیں کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم جو میرے پیچھے ہو لیئے جب نئی خلقت میں ابن آدم اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا تم بھی بارہ ۱۲ تختوں پر بیٹھو گے اور اسرائیل کے بارہ ۱۲ گھرانوں کی عدالت کروگے" اور لوقا باب ۲۲ آیات انتیس ۲۹ و تیس ۳۰ میں لکھا ہے "اور جیسا میرے باپ نے میرے لیئے ایک بادشاہت مقرر کی میں بھی تمہارے لیئے مقرر کرتا ہوں تاکہ میری بادشاہت میں میری میز پر کھاؤ پیو اور تختوں پر بیٹھکر اسرائیل کے بارہ گھرانوں کی عدالت کرو" لیکن متی باب ۲۶ آیت اکیس ۲۱ میں لکھا ہے "جب وے کھا رہے تھے اُس نے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک مجھے پکڑوا دیگا" اور مرقس کے باب ۱۴ چودہ آیت بیس ۲۰ میں لکھا ہے "اُس نے جواب میں اُن سے کہا کہ بارھوں میں سے ایک جو میرے ساتھ باسن میں ہاتھ ڈالتا ہے (جو مجھ کو پکڑوا دیگا)" اب ان آیتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح پہلے سے جانتے تھے کہ بارہ

شاگردوں میں جو یہودہ اسکریوطی ہے وہ مجھکو پکڑوائے گا اور ملعون ہوگا لیکن اور جگہہ انہیں انجیلوں میں ان بارہ شاگردوں کو وعدہ دیتے ہیں کہ میرے ساتھ آسمانی بادشاہت میں بارہ تختوں پر بیٹھکر اسرائیل کی بارہ قوموں کی عدالت کروگے یا تو مسیح کو یہودہ کا ملعون ہونا پہلے سے معلوم نہیں تھا اور اس لیے جن آیتوں میں مسیح کا علم اس امر کی بابت لکھا ہے وہ غلط ہیں اور اگر تسلیم کیا جائے کہ مسیح کو ضرور معلوم تھا تو یہودہ کو تخت پر بٹھلانے کا وعدہ کرنا غلط تھا ۔

۲۔ لوقا باب آٹھ آیت دس میں لکھا ہے "اُس نے کہا کہ خدا کی بادشاہت کا بھید جاننا تمھیں دیا گیا ہے پر اوروں کو تمثیل میں کہ دیکھتے ہوئے نہ دیکھیں اور سنتے ہوئے نہ سمجھیں" پھر اسی باب کی پچیس آیت میں لکھا ہے "اور ان سے کہا تمھارا ایمان کہاں ہے وے ڈر گئے اور تعجب کرکے آپس میں کہنے لگے کہ یہ کون ہے کہ ہوا اور پانی پر حکم کرتا ہے اور وے اسکی مانتے ہیں" ان دونوں آیتوں کا اختلاف بھی ظاہر ہے کیونکہ پہلی آیت سے تو ثابت ہوتا ہے کہ ان حواریوں کو آسمان کا بھید دیا گیا تھا اور دوسری آیت سے پایا جاتا ہے کہ ابھی تک نہ حواریوں کا ایمان ٹھیک اور نہ وہ مسیح کو پہچانتے تھے کہ کون ہے ۔

۳۔ یوحنا کی انجیل کی اخیر آیت میں لکھا ہے "پر اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کیے اور اگر وے جدا جدا لکھے جاتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں دنیا میں نہ سما سکتیں" تیسری انجیل کا مصنف اعمال کے پہلے باب کی پہلی اور دوسری آیتوں میں لکھتا ہے "اے تھیوفلس وہ پہلی کتاب میں نے تصنیف کی اُن سب باتوں کی جو یسوع شروع سے کرتا اور سکھلاتا رہا اُس دن تک کہ وہ اپنے رسولوں کو جنھیں اس نے چنا تھا روح قدس سے حکم دے کر اوپر اٹھایا گیا" اب ان دونوں مصنفوں کے کلام کا مقابلہ کیا جائے تو زمین و آسمان کا تفاوت معلوم ہوتا ہے ۔ ایک تو کہتا ہے کہ یسوع نے اتنے کام کیے کہ اگر وہ مفصل لکھے جاتے تو وہ کتابیں دنیا میں نہ سما سکتیں اور دوسرا کہتا ہے کہ یسوع نے شروع سے اخیر تک جو کام کیے میں نے اپنی انجیل میں سب لکھے ہیں ۔

۴۔ لوقا باب ۹ کی آیت ۱ اور ۲ میں لکھا ہے" اور اُس نے اپنے بارہ[12] شاگردوں کو اکٹھا کر کے انہیں سب شیطانوں پر اور بیماریوں کے دفع کرنے کے لیے قدرت اور اختیار بخشا اور انہیں بھیجا کہ خدا کی بادشاہت کی منادی کریں اور بیماروں کو چنگا کریں" اور اُسی باب کی آیت چالیس[۴۰] اور اکتالیس[۴۱] میں لکھا ہے" اور میں نے تیرے شاگردوں کی منت کی کہ اُسے نکالیں لیکن وہ نہ سکے تب یسوع نے جواب میں کہا اے بے ایمان و ٹیڑھی پشت میں کب تک تمہارے ساتھ رہوں گا اور تمہاری برداشت کروں گا اپنے بیٹے کو یہاں لا جب وہ آتا تھا دیو نے اُسے پٹک کے اینٹھا پر یسوع نے اُس ناپاک روح کو دھمکایا اور لڑکے کو چنگا کیا اور اُسے اُسکے باپ کو سونپا" اب دیکھو کہ پہلی آیت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسیح حواریوں کو بیماریوں کو اور شیطانوں کے دفع کرنے کی طاقت دے چکے تھے اور پچھلی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک بیمار کو اچھا نہ کر سکے۔ یا تو ان بیانوں میں سے ایک بیان غلط ہے اور یا یہ سمجھا جائے کہ مسیح شاگردوں کو ایسی طاقت بخشنے کا اختیار نہیں رکھتے تھے ؞

۵۔ یوحنا کے باب ۱۲ بارہ آیت ۴۷ سینتالیس میں لکھا ہے" اگر کوئی شخص میری باتیں سنے اور ایمان نہ لاوے تو میں اُس پر حکم نہیں کرتا کیونکہ میں اس لیے نہیں آیا کہ جہان پر حکم کروں بلکہ اس لیے کہ جہان کو بچاؤں" اور اسی انجیل کے باب ۵ پانچ آیت ۲۲ بائیس میں لکھا ہے" کیونکہ باپ کسی شخص کی عدالت نہیں کرتا بلکہ اُس نے ساری عدالت بیٹے کو سونپ دی ہے" ان دونوں آیتوں میں اختلاف ظاہر ہے کیونکہ ایک آیت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عدالت کرنے والا باپ ہے بیٹا نہیں ہے اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عدالت کرنے والا بیٹا ہے باپ نہیں ہے ؞

۶۔ لوقا باب ۲ دو کی آیت ۱ سے ۳ تک لکھا ہے" اور اُن دنوں میں یوں ہوا کہ قیصر اگستس کی طرف سے حکم نکلا کہ ساری دنیا کے لوگوں کے نام لکھے جاویں یہ پہلی اسم نویسی تھی جو سوریہ کے حاکم قورینیوس کے وقت میں ہوئی اور سب لوگ اپنے اپنے شہر کو نام لکھوانے چلے" لوقا نے یہ [illegible] لکھا ہے [illegible]

پیدا ہوتا تھا لیکن اس میں بڑی تاریخی غلطی ہے وہ یہ ہے کہ قرینیوس جب سوریہ کا حاکم ہوا ہے مسیح کی عمر اُس وقت دس سال کی تھی اور اُس کے ٹیکس لگانے کے وقت ملک میں بغاوت ہو گئی تھی۔ چنانچہ اعمال کے باب ۵ پانچ آیت سینتیس سے یہی بات ظاہر ہے "بعد اسکے یہودہ جلیلی اسم نویسی کے دنوں میں اُٹھا اور بہت سے لوگوں کو اپنے پیچھے کھینچا وہ بھی ہلاک ہوا اور سب جو اُس کے تابع تھے تتر بتر ہو گئے" اس کے سوا جوزیفس یہودی کی تاریخ کی کتاب اٹھارہ باب کی شروع کی آیتوں سے بھی یہی بات نکلتی ہے یعنی قرینیوس کی حکومت مسیح کی پیدایش سے بہت عرصہ بعد ہوئی ہے۔ اگرچہ پادری لوگ ایک بہت ہی تاویل کرتے ہیں کہ شاید اسم نویسی اس سے پہلے بھی ہوئی ہو اور قرینیوس دو مرتبہ سوریہ کا حاکم مقرر ہوا ہو لیکن جب اسم نویسی اور قرینیوس کا مسیح کی پیدایش کے وقت سوریہ کا حاکم ہونا کسی دوسری مورخ کی کتاب سے ثابت ہوتا ہے اور نہ کسی یہودی مورخ کی کتاب میں لکھا ہے تو پھر یہ تاویل کس طرح سے ثابت ہو سکتی ہے۔ اگر فرض کیا جائے کہ قرینیوس سوریہ کا حاکم مسیح کی پیدایش کے وقت بھی تھا تو اُس وقت ہیرودیس یہودیہ کا بادشاہ تھا اور وہ رومیوں کا ماتحت نہیں تھا۔ پھر اُس کے ملک میں رومیوں کے حاکم نے مردم شماری کیوں کرائی تھی۔ لوقا نے جو یہ معاملہ لکھا ہے اسکی اصل وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہود میں جو مشہور تھا کہ مسیح بیت لحم میں پیدا ہوگا اور اس وقت مسیح کے والدین شہر ناصرہ میں رہتے تھے جو بیت لحم سے بہت دور تھا تو جب تک کسی نہ کسی بہانہ سے انکی والدہ کو بیت لحم میں نہ لاتے تب تک یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہو سکتی تھی اس لئے اسم نویسی کے بہانہ سے ان کو بیت لحم میں پہنچایا جاتا ہے

۵۔ لوقا کے ۲۱ باب کی سولہ آیات وغیرہ میں اس طرح لکھا ہے "اور تم ماں باپ اور بھائیوں اور رشتہ داروں اور دوستوں سے بھی گرفتار کئے جاؤ گے اور وہ تم میں سے بعضوں کو قتل بھی کرا دیں گے۔ اور میرے نام کے سبب سے سب لوگ تم سے کینہ رکھیں گے لیکن تمہارے سر کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ اپنے صبر سے اپنی جان بچائے رکھو" دیکھو ان آیتوں میں کیسا صریح اختلاف ہے

خود مسیح اپنے شاگردوں کو خبر دیتے ہیں کہ تم میں سے بعضوں کو قتل کریں گے۔ پھر اس آیت کے معنے کیا ہوئے کہ تمہارے سر کا ایک بال بھی گرایا نہ جائے گا۔ شاید بالوں سے مراد یہاں روحانی بال ہوں۔ کیونکہ مسیح کا بارہ ۱۲ رسولوں میں سے سوائے یوحنا کے کوئی بھی اپنی موت سے نہیں مرا بلکہ سب قتل کیئے گئے ۔

۸۔ متی کے باب ۱۵ پندرہ آیت چوبیس ۲۴ میں لکھا ہے "اُس نے جواب میں کہا میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی پاس نہیں بھیجا گیا" اگرچہ اس آیت میں مسیح نے ایک غیر قوم والی عورت کو جو اُن سے اپنے بیٹے کا علاج چاہتی تھی یہ بات کہہ کر جواب دیا تھا لیکن اس آیت کے معنوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ میرے بھیجے جانے کا منشا صرف اسرائیل کے خاندان کی ہدایت ہے اور میری رسالت عام نہیں ہے۔ لیکن یوحنا نے باب ۱۰ دس آیت سولہ میں لکھا ہے "اور میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں ضرور ہے کہ میں انہیں بھی لاؤں اور وے میری آواز سنیں گی ایک ہی گلہ اور ایک ہی گڈریا ہوگا" اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی رسالت عام تھی اور اسی طرح سے کئی آیتیں ہیں جن میں سے بعض سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح صرف اسرائیل کی قوموں اور یعقوب کے خاندان میں حکومت کریں گے اور بعض آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سارے جہان کے گناہ اُٹھائیں گے اور سب کو نجات دیں گے ۔

۹۔ اگرچہ پہلی تین انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے مسیح کو پہچانتے تھے لیکن انہی انجیلوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ یسوع کی مسیحیت کی نسبت انکو اخیر تک اشتباہ ہی رہا اس لیئے انہوں نے قید خانے سے اپنے دو شاگرد [illegible] سے دریافت کیا کہ آنے والا تو ہی ہے یا ہم کسی اور کی انتظاری کریں (دیکھو متی باب ۱۱ گیارہ آیات ۲ و ۳ وغیرہ اور لوقا باب ۷ سات آیات اٹھارہ ۱۸ وغیرہ) لیکن یوحنا کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے [illegible] تھے اور [illegible] کی شہادت دیتے تھے اور [illegible] کی نسبت [illegible] یوحنا [illegible] (دیکھو [illegible] باب [illegible]) اگرچہ [illegible]

ہیں پہلی تین انجیلوں سے مخالفت اور تناقض ہے۔ لیکن اس معاملے میں تاریخی
واقعات کے ساتھ بھی اسکا بڑا اختلاف ہے۔ کیونکہ یہ بات تو ظاہر ہے کہ اگر یوحنا
یسوع کو پہچانتے تھے اور انکی مسیحیت کی شہادت بھی دیتے تھے اور اپنے آپکو
اُن کا ایک طرح خادم اور پیشرو بتلاتے تھے تو اُن کے پیرو ضرور اس بات سے
واقف ہوگئے ہوں گے۔ اور یوحنا کی زندگی میں نہیں تو اُن کے انتقال کے بعد
تو اُن کے سارے پیرو مسیح کی جماعت میں آ کر کے شامل ہو جاتے لیکن ایسا وقوع
میں نہیں آیا بلکہ یوحنا کا گروہ مدت تک مسیحیوں سے علیحدہ رہا اور وہ اپنے
مرشد یوحنا کی طرح لوگوں کو پانی سے نہلا کر بپتسمہ دیتے رہے اس گروہ کا نام بھی
خالدی زبان میں صابئین تھا۔ بلکہ بعض تاریخی شہادتوں سے معلوم ہوتا ہے
کہ یوحنا کے پیرو آجتک موصل میں موجود ہیں۔ اور فاضل رینن نے اپنی لائف
مسیح کے صفحہ دو سو گیارہ ۲۱۱ میں لکھا ہے کہ "وہ صابی جنکو عرب کے لوگ مغتسلہ
بھی کہتے تھے دوسری صدی مسیحی میں بمقام فلسطین اور بابل میں کثرت سے موجود
تھے اور جنکا بعینہٖ آجتک مانڈائی یا یوحنا کے مسیحی نام سے موجود ہیں اگر یوحنا
کے شاگرد یسوع کو پہچانتے کہ وہ اصلی مسیح ہے۔ اور یوحنا نے انکو بتلایا ہوتا کہ یسوع
ہی مسیح ہے تو وہ کبھی مسیحیوں سے علیحدہ جماعت یا فرقہ نہ بناتے علاوہ اُن دلیلوں
کے سب سے بڑی پختہ شہادت یہ ہے کہ قرآن شریف میں بھی یہود اور نصارا
کے ساتھ صابی فرقہ کا نام آیا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ قرآن مجید مسیح سے
چھ سو سال بعد لکھا گیا ہے تو گویا اُسوقت تک یوحنا نبی کے پیرو نصارا سے
علیحدہ موجود تھے۔ اس لیئے معلوم ہوتا ہے کہ چوتھی انجیل میں جو کچھ یوحنا
کی بابت لکھا ہے صرف اعتقاد سے لکھا گیا ہے واقعہ کے بالکل خلاف ہے۔

اس میں شک نہیں کہ یوحنا کے فرقہ کے لوگ یہودیوں کی طرح سے
عیسائیوں کے مخالف نہ تھے بلکہ ان دونوں فرقوں کے اعتقاد ایک دوسرے
کے مشابہ تھے۔ بہت تھوڑا تفاوت تھا۔ اور شاید یہ تفاوت ہی تھا کہ ایک
فرقہ کے بانی یوحنا تھے اور دوسرے کے یسوع تھے۔ لیکن چونکہ یسوع خود یوحنا
کے شاگرد تھے انسے بپتسمہ پایا تھا اور جو کچھ وہ وعظ کرتے تھے کہ توبہ کرو آسمان

کی بادشاہت قریب آئی وہی وعظ کرنا مسیح نے شروع کیا تھا اور جیسے یوحنا یہودیوں کے فرقہ اسینس کے موافق تعلیم دیتے تھے ویسی ہی مسیح تعلیم دیتے تھے اور علاوہ اسکے مسیح اپنے مرشد یوحنا کا یہاں تک ادب کرتے تھے کہ اسکی نسبت اپنے شاگردوں سے کہا کرتے تھے کہ یوحنا سارے نبیوں سے بڑا ہے بلکہ جو آجتک عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے یوحنا ان سب سے بڑا ہے + اور یوحنا الیاس ہے۔ اس لیئے مسیح کے پیرو اور یوحنا کے پیروؤں میں زیادہ مخالفت نہ تھی بلکہ دونوں ایک خیالات اور ایک ہی زمانہ کے ریفارمر تھے اور ان دونو میں استاد و شاگردی کا رشتہ تھا۔ اور جبتک یسوع کے پیرو توریت کی شریعت کی پیروی کرتے رہے تب تک عیسی اور صابئی آپس میں بھائیوں کی طرح سے رہے لیکن جب مسیحیوں نے توریت کی شریعت کو بالکل منسوخ کر دیا تب معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا کے پیرو ان کے زیادہ مخالف ہو گئے۔ اور مسیحیوں نے بھی انکو ایک بدعتی فرقہ خیال کیا +

۱۰ متی کے باب ۱۲ بارہ آیت تیس ۳۰ میں لکھا ہے "جو میرے ساتھ نہیں میرا مخالف ہے اور جو میرے ساتھ جمع نہیں کرتا بکھراتا ہے (منتشر ہوتا ہے) لوقا کے باب ۱۱ گیارہ آیت تیئیس ۲۳ میں لکھا ہے "جو میرے ساتھ نہیں میرا مخالف ہے اور جو میرے ساتھ جمع نہیں کرتا سو بکھراتا ہے" ان دو آیتوں سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کا یہ خیال تھا کہ جو شخص میری پوری پیروی نہ کرے وہ میرا مخالف ہے۔ لیکن خلاف اس کے مرقس باب ۹ نو آیت انتالیس ۳۹ میں لکھا ہے "تب یسوع نے کہا اسے منع نہ کرو کیونکہ ایسا کوئی نہیں جو میرا نام لے کے کوئی کرامات کرے اور مجھے فوراً برا کہہ سکے وہ جو ہمارا مخالف نہیں ہماری طرف ہے" لوقا کے باب ۹ نو آیت انچاس ۴۹ و پچاس ۵۰ میں لکھا ہے "یوحنا نے جواب میں کہا اے صاحب ہمنے ایک شخص کو تیرے نام سے دیووں کو نکالتے دیکھا اور اسکو روک رکھا کیونکہ وہ ہمارے ساتھ پیروی نہیں کرتا۔ یسوع نے اس سے کہا کہ روک نہ رکھو کیونکہ جو ہمارے برخلاف نہیں ہماری طرف ہے" ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح پیروی کرنے کو ضروری نہیں جانتے تھے +

نوٹ + دیکھو متی باب گیارہ آیت گیارہ ۱۱ اور لوقا باب ۷ آیت اٹھائیس ۲۸ +

۱۱- اگرچہ یہودیوں کا خیال عام تھا کہ مسیح داؤد کی اولاد سے ہوگا اور ایسا ہی حواری بھی خیال کرتے تھے (دیکھو متی باب ۲۲ بائیس آیت بیالیس ۴۲۔ مرقس باب ۱۲ بارہ آیت پینتیس ۳۵۔ لوقا باب ایک آیت بتیس ۳۲۔ اعمال باب ۲ آیت تیس ۳۰) لیکن مسیح نے اپنے آپ کو کبھی داؤد کی اولاد سے نہیں بتلایا بلکہ بعض موقع پر اُس کے کلام سے ایسا سمجھا جاتا ہے کہ وہ مسیح کو داؤد کی اولاد سے نہیں خیال کرتے تھے (دیکھو متی باب ۲۲ آیات اکتالیس ۴۱ وغیرہ۔ مرقس باب ۱۲ آیت پینتیس ۳۵۔ لوقا باب ۲۰ آیات اکتالیس ۴۱ وغیرہ)

البتہ عام خیال کے موافق پہلی اور تیسری انجیل کے مصنفوں نے بھی مسیح کا نسب نامہ داؤد سے جا ملایا ہے۔ لیکن پہلی صدی مسیحی میں کئی فرقہ مسیحی اس نسب نامہ کو صحیح نہ مانتے تھے۔ چنانچہ مقدس ایپی فان اور مورخ تھیوڈوریٹ نے لکھا ہے کہ ایبی نائیٹ عبرانی ناصری ٹاشین اور بارشین فرقوں والے مسیح کا داؤد کی نسل سے ہونا اور ان انجیلوں کے نسب ناموں کو صحیح نہیں جانتے تھے۔

۱۲- یہوداہ اسکریوطی کی بابت پہلی تین انجیلوں کے شروع میں کوئی اشارہ ایسا نہیں پایا جاتا کہ جس سے سمجھا جائے کہ مسیح پہلے سے یہوداہ اسکریوطی کو دغاباز بے ایمان جانتے تھے۔ البتہ جس روز اُس نے مسیح کو پکڑوانا تھا اس روز مسیح نے اُس کی نسبت پیشینگوئی کی ہے کہ تم بارہ ۱۲ وں میں سے ایک پکڑوائے گا۔ لیکن چوتھی انجیل شروع سے ہی ظاہر کرتی ہے کہ مسیح یہوداہ اسکریوطی کو بے ایمان اور غدار جانتے تھے۔ چنانچہ اُس انجیل کے باب چھ آیت چونسٹھ ۶۴ میں لکھا ہے "پر تم میں بعض ہیں جو ایمان نہیں لاتے کیونکہ یسوع ابتدا سے جانتا تھا کہ وے جو ایمان نہیں لاتے کون ہیں اور کون اُسے پکڑوائے گا" لیکن مکاشفات یوحنا کے باب ۲۱ اکیس آیت چودہ ۱۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ مکاشفات کے مصنف کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ یہوداہ اسکریوطی بے ایمان تھا اور بارہ ۱۲ میں سے اُسکا نام خارج ہو چکا تھا کیونکہ وہ کہتے ہیں "اُس شہر کی دیوار کی بارہ ۱۲ نیویں تھیں اور اُن پر برّہ کے بارہ ۱۲ رسولوں کے نام تھے" اگر کوئی مسیحی اس میں یہ تاویل کرے کہ اگرچہ یہوداہ اسکریوطی بارہ ۱۲ میں سے نکالا گیا تھا لیکن اسکی جگہ پچاس دن بعد ایک اور شخص متیاس نامی شاگردوں نے منتخب کر لیا تھا تو یہ تاویل صحیح نہیں

ہے۔ کیونکہ بارہ رسولوں کا نام انہی بارہ کے ساتھ مخصوص تھا جو مسیح نے منتخب کئے تھے اور اگر ان کے بعد کسی شخص نے وعظ اور ہدایت کا کام کیا ہے تو وہ مسیح کے بارہ رسولوں میں سے نہیں گنا جا سکتا۔ چنانچہ پولوس کو بھی رسول تو کہنے لگ گئے تھے لیکن اسکو بارہ رسولوں میں نہ گنتے تھے۔ اور مکاشفات کا مصنف ہی نہیں بلکہ پولوس رسول کی تحریر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہودہ اسکریوطی کو ملعون ہوا نہیں خیال کرتے تھے کیونکہ وہ اپنے قرنتیوں کے پہلے خط کے پندرہ باب آیت پانچ میں لکھتے ہیں "اور کیفاس کو اور اس کے بعد بارھوں کو دکھائی دیا" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدس پولوس کو بھی خیال تھا کہ مسیح کے بعد بھی یہودہ اسکریوطی بارھوں میں داخل رہا۔ غرض اس بیان سے یہ ہے کہ مکاشفات کے مصنف کو معلوم نہیں تھا کہ یہودہ اسکریوطی بارھوں میں سے خارج ہو چکا تھا اور چوتھی انجیل کے مصنف کو شروع ہی سے معلوم تھا کہ یہودہ اسکریوطی بے ایمان اور غدار تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص کی تصنیف چوتھی انجیل ہے اس کی تصنیف مکاشفات یوحنا نہیں ہے۔ کیونکہ ان دونوں میں تناقض ہے ؎

۱۳۔ متی کے باب چھبیس آیت پندرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودہ اسکریوطی نے یہودیوں سے تیس روپے لے کر مسیح کو پکڑوایا تھا۔ چوتھی انجیل کے باب بارہ آیت چھ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودہ اسکریوطی کی تحویل میں سب کے روپے کی تھیلی رہتی تھی اور وہ اس میں سے چرا بھی لیا کرتا تھا۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو تعجب آتا ہے کہ یہودہ اسکریوطی ایسے معزز اور مفید عہدہ کو چھوڑ کر یہودیوں سے تیس روپے لے کر مسیح کے گرفتار کرانے پر کس طرح راضی ہو گیا۔ اگر وہ تیس روپے نہ لیتا تو شاید تمام عمر تک مسیحی جماعت کا خزانچی رہ کر خوب دولت کماتا۔ اس لئے انجیلوں کا قصہ یہودہ اسکریوطی کی دغابازی کی نسبت قرین قیاس نہیں معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے ایک مصنف ولک مار نامی نے لکھا ہے کہ یہودہ اسکریوطی نے دغابازی نہ کی تھی لیکن پولوس کے ساتھیوں نے پولوس کی خیالات سے بارہ رسولوں میں ایک غیر قوم کے شخص کو داخل کرنا چاہا تھا یعنی پولوس کو جو اصل میں یہودی نہیں تھا اس لئے انہوں نے یہودہ پر دغابازی کا الزام لگایا تھا تاکہ اس کو رسولوں کی جماعت

میں سے نکال کر پولوس کو اس کی جگہ مقرر کر دیں ✣

۴ | متی کے باب ۲۲ آیت اکتالیس ۴۱ وغیرہ میں لکھا ہے "جب فریسی جمع تھے
یسوع نے اُن سے پوچھا کہ مسیح کے حق میں تمھارا کیا گمان ہے وہ کس کا بیٹا ہے وہ
بولے داؤد کا۔ اُس نے اُن سے کہا پھر داؤد روح کے بتانے سے کیونکر اُسے خداوند
کہتا ہے کہ خداوند نے میرے خداوند کو کہا کہ جب تک میں تیرے دشمنوں کو تیرے
پاؤں کی چوکی نہ کروں تو میرے داہنے بیٹھ۔ پس جب داؤد اُس کو خداوند کہتا ہے
تو وہ اسکا بیٹا کیونکر ٹھہرا" لیکن انجیلوں کی اور کئی آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ
مسیح داؤد کا بیٹا ہوگا۔ اور اس لئے متی اور لوقا نے کوشش کر کے مسیح کا نسب نامہ داؤد
سے جا ملایا۔ لیکن مسیح نے فریسیوں سے ایک سوال کر کے انکو قایل کر دیا کہ مسیح
داؤد کا بیٹا نہیں ہو سکتا ✣

۵ | متی کی انجیل باب ۱۵ پندرہ آیات بائیس ۲۲ وغیرہ میں لکھا ہے "اور دیکھو
ایک کنعانی عورت وہاں کی سرزمین سے نکل کے اُسے پکارتی ہوئی چلی آئی کہ اے
خداوند داؤد کے بیٹے مجھ پر رحم کر کہ میری بیٹی ایک دیو کے غلبہ سے بیحال
ہے۔ اُس نے کچھ جواب نہ دیا۔ تب اُس کے شاگردوں نے پاس آکر اُسکی منت کی
کہ اسے رخصت کر کیونکہ وہ ہمارے پیچھے چلاتی ہے۔ اُس نے جواب میں کہا کہ میں
اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی پاس نہیں بھیجا گیا۔ پر وہ
آئی اور اُسے سجدہ کر کے کہا اے خداوند میری مدد کر۔ اُس نے جواب دیا کہ مناسب نہیں
لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو پھینک دیویں۔ اس نے کہا سچ اے خداوند مگر کتے
بھی جو ٹکڑے اُن کے خداوند کی میز سے گرتے کھاتے ہیں" اس وقت تک مسیح کا یہ
خیال تھا کہ میں سوائے اسرائیل کے اور کسی طرف نہیں بھیجا گیا۔ مگر عورت کی بڑی
عاجزی اور التجا کے باعث اور شاگردوں کی سفارش سے اور خاص کر کے اس عورت
کے ناقابل تردید استدلال سے مجبور ہو کر اسکی لڑکی کو اچھا کیا مگر اُس کے شکر کے نہیں
گئے کیونکہ وہ غیر قوم کی تھی مگر برخلاف اسکے اس سے پہلے آٹھویں باب کی آیات پانچ
وغیرہ میں لکھا ہے "اور جب یسوع کفرناحوم میں داخل ہوا ایک صوبہ دار اُس پاس
آیا اور اُس سے منت کر کے کہا کہ اے خداوند میرا چھوکرا جھولے کا مارا گھر میں پڑا

اور نہایت دُکھ میں ہے۔ تب یسوع نے اُس سے کہا میں آکر اسے چنگا کروں گا۔ صوبہ دار
نے جواب میں کہا اے خداوند میں اس لائق نہیں کہ تو میری چھت تلے آوے بلکہ صرف
ایک بات کہہ تو میرا چھوکرا چنگا ہو جائے گا"۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح بلا وجہ
غیر قوم والے کے گھر جانے پر راضی ہو گئے۔ اگر یہ بات صحیح ہے کہ مسیح اسرائیل کے سوا
اور کسی کی طرف نہیں بھیجے گئے تھے جیسا پندرھویں ۱۵ باب کی ایک آیت سے ظاہر ہے
تو پھر یہاں کیوں غیر قوم والے کے گھر جانے کو راضی ہو گئے ۔

۱۶ - متی کے باب ۱ اول آیات اٹھارہ ۱۸ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب یوسف
کو مریم کے حاملہ ہونے کا علم ہوا تو اُسے شبہ کر کے چپکے سے چھوڑ دینا چاہا۔
تب فرشتے نے آکر یوسف کا اطمینان کیا کہ جو کچھ اُسکے پیٹ میں ہے سو روح قدس سے
ہے۔ لیکن لوقا نے اپنے پہلے باب میں ہی مسیح کی پیدائش سے پہلے سے خدا کی طرف سے
اُنکی پیدائش کی نسبت ایسی شہرت کر دی کہ پھر یوسف کو کوئی شک کرنے کی گنجایش ہی نہ تھی
اور اسی لیئے اُس نے نہ شک کیا اور نہ مریم کو چھوڑنا چاہا ۔

۱۷ - متی کے باب ۲۷ ستائیس کی آیت باسٹھ ۶۲ و تریسٹھ ۶۳ میں لکھا ہے "دوسرے
روز جو تیاری کے دن کے بعد ہی سردار کاہنوں اور فریسیوں نے ملکر پلاطوس
کے پاس جمع ہو کے کہا کہ اے خداوند ہمیں یاد ہے کہ وہ دغاباز اپنے جیتے جی کہتا
تھا کہ میں تین ۳ دن بعد جی اُٹھوں گا" یہ بات یہود کو معلوم تھی کہ مسیح تیسرے ۳ دن
زندہ ہونے کی بابت کہا کرتے تھے اور واقع میں پہلی تین ۳ انجیلوں میں یہ خبر کئی جگہ
میں مذکور ہوئی ہے (متی باب ۱۲ بارہ آیت چالیس ۴۰۔ باب ۱۶ سولہ آیت ۲۱ اکیس
باب ۱۷ سترہ آیات ۹ نو و تیئیس ۲۳۔ باب ۲۰ بیس آیات ۱۹ انیس۔ باب ۲۶ آیت بتیس ۳۲۔ مرقس
باب ۸ آٹھ آیت اکتیس ۳۱۔ باب ۹ نو آیت دس ۱۰ و اکتیس ۳۱۔ باب ۱۰ آیت چونتیس ۳۴۔ لوقا باب ۹
نو آیت بائیس ۲۲۔ باب گیارہ ۱۱ آیت انتیس ۲۹ و تیس ۳۰۔ باب ۱۸ اٹھارہ آیات اکتیس ۳۱
وغیرہ۔ باب ۲۴ چوبیس آیت چھ ۶ سے نو ۹ تک) لیکن جو شاگرد رات دن مسیح کے ساتھ
رہتے تھے وہ کبھی نہ سمجھے تھے کہ تیسرے دن جی اُٹھنے کے کیا معنے ہیں اور مسیح
کے مرنے کے بعد بھی اُن کو تیسرے ۳ دن زندہ ہو جانے کا خیال نہ تھا (دیکھو
لوقا باب ۱۸ اٹھارہ آیات تینتیس ۳۳ و چونتیس ۳۴ باب ۲۴ چوبیس آیت گیارہ ۱۱ - یوحنا باب ...

آیت ۹ نو۔ مرقس باب ۹ نو آیت ۹ نو و دس و ۳۱ اکتیس و ۳۲ بتیس۔ لوقا باب ۱۸ اٹھارہ آیت ۳۴ چونتیس)
یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جو لوگ مدت تک مسیح کے ساتھ رہے اور اُن کے وعظ سُنتے
رہے اور مشکل باتوں کی شرح کر کے بھی مسیح اُن کو سمجھاتے رہے اُنہوں نے تیسرے
دن مر کے اُٹھنے کا معاملہ نہ سمجھا۔ اور جو مخالف تھے اُن کو خوب یاد تھا کہ مسیح نے
تیسرے دن زندہ ہو جانے کا وعدہ کیا تھا ⁂

۱۸۔ یوحنا کے ۶ چھٹے باب آیت ۱۴ چودہ میں لکھا ہے "تب اُن لوگوں نے معجزہ جو یسوع نے
دکھایا دیکھ کر کہا فی الحقیقت وہ نبی جو جہان میں آنے والا تھا یہی ہے" یعنے جب مسیح
نے جنگل میں پانچ ہزار آدمیوں کو ۵ پانچ جو کی روٹیوں اور دو مچھلیوں سے ضیافت
کر کے سیر کر دیا تھا تو وہ لوگ اس معجزہ کو دیکھ کر ایمان لے آئے لیکن پھر اسی باب
کی آیات ۳۰ تیس و ۳۱ اکتیس میں لکھا ہے "تب اُنہوں نے اُس سے کہا پس تو کون سا
نشان دکھاتا ہے تاکہ ہم دیکھ کر تجھ پر ایمان لاویں تو کیا کرتا ہے ...... لیکن
میں نے تمہیں کہا ہے کہ تم نے تو مجھے دیکھا پر ایمان نہیں لائے" وہی لوگ جو نشان
دیکھ کر ایمان لے آئے تھے پھر نشان مانگتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے ⁂

۱۹۔ یوحنا باب ۱۶ آیت ۷ سات میں لکھا ہے "لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں
کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا
تم پاس نہ آئے گا۔ پر اگر میں جاؤں تو اُسے تم پاس بھیج دوں گا" اس آیت
میں تسلی دینے والے سے مراد روح القدس بتلاتے ہیں۔ لیکن اسی انجیل کے باب ۲۰
بیس آیت ۲۲ بائیس میں لکھا ہے "اُس نے یہ کہہ کے اُن پر پھونکا اور کہا کہ تم روح
قدس لیو" ابھی مسیح باپ پاس نہ گئے تھے شاگردوں کو روح قدس یعنے تسلی دینے والا
اول ہی دے دیا جو پہلے وعدہ کے خلاف ہے ⁂

باب ششم

آیات موضوعہ وملحقہ جو باقرار مسیحیان عہد جدید میں پائی جاتی ہیں

یوحنا کے پہلے خط کے پانچویں باب کی ساتویں آیت کو قریباً تمام علماء نے بھی موضوع بتاتے ہیں۔ اور پھر وہ برابر عہد جدید میں چھپتی چلی آئی ہے۔ وہ آیت یہ ہے کہ "تین ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں۔ باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں" اس آیت کی نسبت کہتے ہیں کہ عہد جدید کے پرانے ترجموں میں سوائے ایک یونانی ترجمہ کے یہ آیت اور کسی میں نہیں پائی گئی۔ اور اس ترجمہ میں بھی یہ حاشیہ پر لکھی ہوئی تھی (دیکھو ہارن ووٹ آن دی سیپٹین سیلیٹ صفحہ ۴۱۲ دوسو تینتالیس کمینٹری آن دی بائبل مؤلفہ رابرٹ جیمسن وغیرہ) یوحنا کے باب پانچ کی آیت کا یہ حصہ جو پانی سے پانے کے منتظر تھے" اور چوتھی ساری آیت مشتبہ ہے۔ کیونکہ بہت سے یونانی ترجموں میں نہیں پائی گئی (کمینٹری آن دی بائبل مصنفہ رابرٹ جیمسن وغیرہ) اگرچہ چوتھی انجیل کا اکیسواں باب سارا بعض محققین کی رائے میں ملحق ہے۔ لیکن اس باب کی اخیر کی دو آیتیں تو بہت انجیلوں کے مفسر بالکل ملحق مانتے ہیں کیونکہ ان کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ آیتیں مصنف کی نہیں ہیں بلکہ بعد میں کسی نے ملحق کی ہیں لیکن یہ معلوم نہیں کہ کس نے ملحق کی ہیں۔ پھر باوجود اس اقرار کے ان آیتوں کو برابر الہامی کلام کے ساتھ شامل کر کے لکھتے ہیں اور دعوی کیے جاتے ہیں کہ یہ انجیل کا حرف بحرف لفظ الہامی ہے۔ ان آیات کے سوا جو اوپر بیان کی گئی ہیں اور بہت آیات و الفاظ ہیں جن کی نسبت مفسرین میں اختلاف ہیں۔ اگرچہ تعداد ایسے اختلافوں کی نوبت

وہ اناجیل میں جن میں بعض علما نے تیس ہزار غلطی لکھی ہے - مگر یہاں صرف نمونہ کے طور پر چند غلطیاں اناجیل اربعہ کی لکھے جاتے ہیں +

اناجیل مروجہ میں	اناجیل کے سب سے قدیمی اور معتبر نسخوں میں
متی باب ۵ پانچ آیت ۲۲ بائیس - پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر بے سبب غصہ ہو +	پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصہ ہو +
متی باب ۱۷ سترہ آیت ۲۱ اکیس مگر اس طرح کے دیو بغیر دعا اور روزہ کے نہیں نکالے جاتے +	(بہت نسخوں میں موجود نہیں) +
متی باب ۱۸ اٹھارہ آیت ۱۱ گیارہ - کیونکہ ابن آدم آیا ہے کہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈھ کے بچاوے +	(بہت نسخوں میں نہیں لکھی) +
متی باب ۱۹ انیس آیت ۱۶ سولہ و ۱۷ سترہ - اے نیک استاد میں کون سا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں - اس نے اسے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا	اے استاد میں کونسا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں - اس نے اسے کہا تو مجھے نیک کی نسبت کیوں پوچھتا ہے صرف ایک ہی نیک ہے +
متی باب ۲۱ اکیس آیت ۴۴ چوالیس - جو اس پتھر پر گرے گا چور ہو جائے گا پر جس پر وہ گرے اسے پیس ڈالے گا +	(بہت نسخوں میں نہیں ہے) +
متی باب ۲۳ تیئیس آیت ۱۴ چودہ - اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس کہ بیواؤں کے گھر نگل جاتے ہو اور مکر سے لمبی چوڑی نماز پڑھتے ہو اس سبب تم زیادہ سزا پاؤ گے +	(بہت نسخوں میں نہیں ہے) +
متی باب ۲۴ چوبیس آیت ۳۶ چھتیس لیکن اس دن اور اس گھڑی کی بابت میرے باپ کے سوا آسمان کے فرشتوں تک کوئی نہیں جانتا +	لیکن اس دن اور اس گھڑی کو کوئی نہیں جانتا نہ فرشتے نہ بیٹا بلکہ اکیلا باپ +

انجیل مرقس	
مرقس باب ۱ ایک آیت ۱ ایک - خدا کے بیٹے یسوع مسیح کی انجیل کا شروع ۔	یسوع مسیح کی انجیل کا شروع ۔
مرقس باب ۱۵ پندرہ آیت اٹھائیس ۲۸ - تب وہ نوشتہ اُس مضمون کا کہ وہ بدکاروں میں گنا گیا پورا ہوا	(بہت نسخوں میں موجود نہیں) ۔
مرقس باب ۱۶ سولہ آیت نو ۹ وغیرہ	(یونانی پرانے نسخوں میں آیت نو سے آیت بیس تک موجود نہیں اور بعض نسخوں میں کچھ مختلف آیات لکھی ہیں ۔
انجیل لوقا	
لوقا باب ۱ ایک آیت ۲۸ اٹھائیس - اُس فرشتے نے اُس پاس اندر آکے کہا کہ اے پسندیدہ سلام خداوند تیرے ساتھ تو عورتوں میں مبارک ہے ۔	بہت نسخوں میں (تو عورتوں میں مبارک ہے) نہیں پایا جاتا ۔
لوقا باب ۸ آٹھ آیت تینتالیس ۴۳ - اور ایک عورت نے جسکو بارہ برس سے لہو جاری تھا اور اپنا سارا مال حکیموں پر خرچ کیا پر کسو سے چنگی نہو سکی ۔	بہت نسخوں میں (اور اپنا سارا مال حکیموں پر خرچ کیا) نہیں ہے ۔
لوقا باب ۹ نو آیت پچپن ۵۵ - تب اُس نے پھر کے انہیں دھمکایا اور کہا تم نہیں جانتے کہ تم کیسی روح کے ہو کیونکہ ابن آدم لوگوں کی جان برباد کرنے نہیں بلکہ بچانے آیا ۔	بہت نسخوں میں (اور کہا تم نہیں جانتے کہ تم کیسی روح کے ہو کیونکہ ابن آدم لوگوں کی جان برباد کرنے نہیں بلکہ بچانے آیا) موجود نہیں ہے ۔
لوقا باب ۱۰ آیت ایک - اس کے بعد خداوند نے ستر اور مقرر کیے ۔	بہت پرانے نسخوں میں اس کے بجائے ستر اور دو مقرر کیے لکھا ہے ۔
لوقا باب ۱۷ سترہ آیت چھتیس ۳۶ - اور دو آدمی جو کھیت میں	یہ دونوں آیتیں بہت نسخوں میں

ہوں گے ایک پکڑا اور دوسرا چھوڑا جائیگا ✣	نہیں پائی جاتی ✣
لوقا باب ۲۲ بائیس آیت تینتالیس ۴۳ و چوالیس ۴۴ اور آسمان سے ایک فرشتہ اُسکو دکھائی دیا جو اُسے قوت دیتا تھا اور وہ جان کنی میں پھنس کر گڑگڑا کے دعا مانگتا تھا اور اُس کا پسینہ لہو کی بوند کی مانند ہو کر زمین پر گرتا تھا	یہ دونوں آیتیں بہت نسخوں میں نہیں پائی جاتیں ✣
لوقا باب ۲۳ تئیس آیت سترہ ۱۷ - اُسے ہر عید میں ضرور تھا کہ کسو کو اُن کے واسطے چھوڑ دے	یہ آیت بھی بہت سے نسخوں میں پائی نہیں جاتی ✣
لوقا باب ۲۳ تئیس آیت چونتیس ۳۴ - اور یسوع نے کہا اے باپ اُن کو معاف کر کیونکہ وے نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں ✣	بہت سے نسخوں میں یہ آیت بھی نہیں پائی جاتی ✣
لوقا باب ۲۴ چوبیس آیت چھٹی ۶ - وہ یہاں نہیں ہے بلکہ اُٹھا ہے یاد کرو کہ ہنوز جب جلیل میں تھا تم سے کیا کہا تھا ✣	بہت سے نسخوں میں (وہ یہاں نہیں ہے بلکہ اُٹھا ہے) موجود نہیں ✣
لوقا باب ۲۴ چوبیس آیت بارہ ۱۲ - تب پطرس اُٹھ کے قبر کی طرف دوڑا اور جھک کر دیکھا کہ صرف کفن پڑا ہے اور اس ماجرے سے تعجب کرتا ہوا گھر چلا گیا ✣	یہ آیت بھی بہت سے نسخوں میں نہیں پائی جاتی ✣
لوقا باب ۲۴ چوبیس آیت چالیس ۴۰ - اور یہ کہکے انہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے ✣	یہ آیت بعض نسخوں میں نہیں پائی جاتی ✣
لوقا باب ۲۴ چوبیس آیت اکیاون ۵۱ و باون ۵۲ - اور ایسا ہوا کہ جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا اُن سے جدا ہوا اور آسمان پر اُٹھایا گیا اور اُنہوں نے اُسکو سجدہ کیا اور بڑی خوشی سے یروشلم کو پھرے ✣	ان آیتوں کی عبارت ذیل بہت نسخوں میں نہیں پائی جاتی (اور آسمان پر اٹھایا گیا اور انہوں نے اُس کو سجدہ کیا) ✣

انجیل یوحنا	
یوحنا باب تین آیت تیرہ۔ اور کوئی آسمان پر نہیں گیا سوائے اُس شخص کے جو آسمان پر سے اُترا یعنی ابن آدم جو آسمان پر ہے +	بہت نسخوں میں جو آسمان پر ہے نہیں پایا جاتا +
یوحنا باب سات آیت ترپن سے باب آٹھ کی گیارہ آیت تک +	یہ تمام آیات بہت سے نسخوں میں ایسی مختلف ہیں کہ ایک دوسری سے بالکل نہیں ملتی ہیں +

باب ہفتم

انجیلوں کی پیشین گوئیوں کی تحقیق

اگرچہ چاروں انجیلیں واقع میں کلام الٰہی ہیں تو ان میں جو پیشین گوئیاں درج ہوئی ہیں اُن کا اپنے وقت پر پورا ہونا ضروری ہے۔ اگر وہ پوری نہ ہوں تو ثابت ہوگا کہ یہ پیشین گوئیاں خدا کی طرف سے نہیں ہیں بلکہ انسان کی طرف سے ہیں۔ اب چند پیشین گوئیاں لکھ کر ثابت کیا جاتا ہے کہ یہ بالکل وقوع میں نہیں آئیں +

(۱) متی کے باب سترہ آیت اُنیس وغیرہ میں لکھا ہے "تب شاگردوں نے الگ یسوع پاس آکر کہا ہم کیوں اُس کو نکال نہ سکے یسوع نے انہیں کہا اپنی بے ایمانی کے سبب۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تمہیں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوتا تو اگر تم اس پہاڑ سے کہتے کہ یہاں سے وہاں چلا جا تو وہ چلا جاتا اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوتی" پھر [illegible]

"میں تم سے سچ کہتا ہوں جو کچھ تم زمین پر باندھو گے آسمان پر باندھا جائیگا
اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے آسمان پر کھولا جائیگا۔ پھر میں تم سے کہتا ہوں
اگر تم میں سے دو شخص زمین پر کسی بات کے لیئے میل کر کے دعا مانگیں وہ میرے
باپ کی طرف سے جو آسمان پر ہے اُن کے لیئے ہوگی"۔ مرقس کے باب ۱۱ گیارہ
آیت ۲۳ تیئیس میں لکھا ہے "میں تم سے سچ کہتا ہوں جو کوئی اس پہاڑ کو کہے
اُٹھ اور دریا میں گر پڑ اور اپنے دل میں شک نہ لاوے بلکہ یقین کرے کہ
یہ باتیں جو وہ کہتا ہے ہو جائیں گی تو جو کچھ وہ کہے گا سو ہوگا۔ اس لیئے میں تم
سے کہتا ہوں کہ دعا میں جو کچھ تم مانگتے ہو یقین لاؤ کہ ملیگا تو تم پاؤ گے"
مرقس کے باب ۱۶ سولہ آیت ۱۷ سترہ وغیرہ میں لکھا ہے "اور وے جو ایمان لائیں گے
اُن کے ساتھ یہ علامتیں ہونگی کہ وے میرے نام سے دیووں کو نکالیں گے
اور نئی زبانیں بولیں گے سانپوں کو اُٹھا لیں گے اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی
چیز پیئیں گے اُنہیں نقصان نہ ہوگا وے بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو چنگے
ہو جائیں گے" اور مرقس کے باب ۱۰ دس آیات ۲۹ انتیس وغیرہ میں لکھا ہے "یسوع
نے جواب میں کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں ایسا کوئی نہیں جس نے گھر یا بھائیوں
یا بہنوں یا باپ یا ماں یا جورو یا لڑکے بالوں یا کھیتوں کو میرے اور انجیل کے
لیئے چھوڑ دیا ہے جو بالفعل اس جہان میں سوگنا نہ پاوے گھر اور بھائی اور بہن
اور ماں اور لڑکے اور کھیت تصدیعوں کے ساتھ اور آنے والے جہان میں ہمیشہ
کی زندگی پاوے گا" لوقا کے باب ۱۸ اٹھارہ آیات ۲۹ اُنتیس وغیرہ میں لکھا ہے
"اُس نے اُن سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ کوئی نہیں جس نے گھر یا ماں باپ
یا بھائیوں یا جورو یا لڑکوں کو خدا کی بادشاہت کے واسطے چھوڑ دیا ہے کہ اس
زمانہ میں اس سے کہیں زیادہ نہ پاوے اور آنے والے جہان میں ہمیشہ کی زندگی"
یوحنا کے باب ۱۴ چودہ آیات ۱۲ بارہ وغیرہ میں لکھا ہے "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں
کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا اور اُن
سے بھی بڑے کام کریگا کیونکہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور جو کچھ تم میرے
نام سے مانگو گے میں وہی کروں گا تاکہ باپ بیٹے میں جلال پاوے" اور پھر

باب ۱۵ پندرہ آیت سات ۷ میں لکھا ہے "اگر تم مجھ میں قائم اور میری باتیں تم میں قائم ہوویں تو جو چاہو گے مانگو گے اور تمھارے لیئے وہی ہو گا" اور پھر اسی انجیل کے باب ۱۶ سولہ آیت تیئیس ۲۳ میں لکھا ہے "اور تم اُس دن مجھ سے کچھ سوال نہ کروگے میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں جو کچھ تم میرا نام لے کے باپ سے مانگوگے وہ تم کو دے گا" پھر اسی انجیل کے باب ۲۰ بیس آیت تیئیس ۲۳ میں لکھا ہے "جنکے گناہوں کو تم بخشو اُنکے گناہ بخشے جاتے ہیں جنہیں تم نہ بخشوگے وہ نہ بخشے جائیں گے" اور لوقا کے باب ۱۷ سترہ آیت چھ ۶ میں لکھا ہے "خداوند نے کہا کہ اگر تم میں خردل کے دانہ کے برابر ایمان ہو تو جب تم اس توت کے درخت کو کہو کہ جڑ سے اُکھڑ کے دریا میں لگ جا تو تمھاری مانے گا"

اب ان آیتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح پر ایمان لانے والے جو دعائیں مانگیں قبول ہوں گی اور کوئی بات اُن کے لیئے ناممکن نہ ہوگی۔ کیونکہ مسیح بقول مسیحی لوگوں کے سچا خدا اور قادر مطلق ہے تو جو سچا اور قادر مطلق کسی کچھ وعدہ کرے اور اُس کو سچے بخشے تو وہ وعدہ اور نشان اسکو ضرور دے گی اب کوئی مسیحی ثابت کر کے دکھلائے کہ کبھی کسی مسیحی نے وہ کام کر کے دکھلائے جو مسیح نے اُن کو وعدہ دیا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ مسیحی لوگوں کے معجزے تو بیشمار کتابوں میں درج ہیں لیکن اس طرح کے معجزے تو ہر ایک مذہب کے بزرگوں کی نسبت لکھے ہوئے چلے آتے ہیں اکثر اعتقاد کے باعث لوگ اس طرح کی باتیں لکھ دیتے ہیں۔ صرف معتقدین کی لکھی ہوئی شہادت کسی عقلمند کے نزدیک کافی نہیں ہے۔ اس زمانہ میں بھی تو کروڑوں مسیحی موجود ہیں اور بہت سے نہیں تو تھوڑے تو ضرور اُن میں سے سچے ایماندار ہوں گے۔ اگر ان میں سے کوئی شخص آج اسی طرح کے معجزے کر کے دکھلا دے تو مشنریوں کو عیسائی مذہب پھیلانے کے واسطے تکلیف اٹھانے کی کوئی ضرورت نہ رہے۔ لیکن آج کوئی عیسائی اس بات کا دعوی نہیں کر سکتا کہ ہم میں سے کوئی مسیحی اس طرح کے معجزے دکھلا سکتا ہے۔ اور جب مسیح کے وعدے جو ان انجیلوں میں بڑی تاکید کے ساتھ درج کیئے گئے ہیں ان میں کا کوئی بھی پورا نہ ہوا تو پھر انجیلیں قابل اعتبار نہیں

ہو سکتی ہیں علاوہ اس کے مسیح جو تمام جہان کو گناہوں سے بچانے کے واسطے آئے
تھے اُن کا پہلا فرض تھا کہ سارے جہان کو اچھا بنا دیتے اور جبکہ وہ قادر مطلق
اور رحیم ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ تمام دنیا کے لوگوں کو ایک دفعہ ہی نہ بنا دیا۔
شاید اسکی وجہ تو عیسائی لوگ یہ بیان کریں گے کہ جہان کا گناہوں سے بچنا
اُن کے کفارہ ہونے پر موقوف تھا کیونکہ خدا کا عدل چاہتا تھا کہ لوگوں کو جو
موروثی گناہ کے باعث گنہگار ہو چکے تھے سزا دیجائے لیکن اُسکا رحم چاہتا
تھا کہ انکو معاف کیا جائے۔ اگر بلا سزا دینے کے اُن کو معاف کیا جاتا تو
خدا کا انصاف نہ رہتا۔ اور اگر سب کو گناہوں کی سزا دیجاتی تو اُس کے رحم
کے خلاف تھا۔ اس مشکل کے دفع کرنے کے لئے خدا نے یہ حکمت سوچی کہ ہم
بیچ بچاؤ کا سبب نہ انصاف جائے نہ رحم جائے۔ چلو اپنے بے گناہ
پیارے بیٹے کو سارے جہان کے گناہوں کا بوجھ اُٹھوا کر سارے جہان
پر قربان کر دیا جائے۔ اور سب کے گناہوں کا کفارہ دے دیا جائے۔ اگرچہ
بے گناہ کو گنہگاروں کے بدلے مارنا انصاف تو نہیں ہے لیکن جبکہ باپ
اور بیٹا ایک ہی ہیں تو کسی کا بوجھ اپنے اوپر خوشی سے اُٹھا لینا تو پھر بھی ہے
نہ بے انصافی۔ اور سوائے اسکے خدا کا بیٹا اسی کے مارے سے مر تو سکتا ہی
نہیں تھا یہ تو صرف شیطانوں کو دھوکا دینے کے لئے ایک تین دن کا تماشا
دکھایا گیا تھا۔ اچھا مسیح تو باوجود رحیم اور قادر مطلق ہونے کے اپنی زندگی
میں تمام گنہگاروں کو اس لئے بے گناہ نہ کر سکے کہ ابھی کفارہ کی شرط پوری نہ
ہوئی تھی۔ لیکن جب مسیح کفارہ ہو گئے اور حواریوں کو ساری طاقتیں بھی دے
گئے نہ صرف بیماروں کو اچھا کرنے شیطانوں کو نکالنے اور مُردوں کو زندہ
کرنے کی بلکہ گناہوں کے بخشنے کی بھی طاقت اُنکو عطا کی گئی تھی یہاں تک
کہ جہان میں اُن کے لئے کوئی بات ناممکن نہ رہی تھی اور اس میں شک نہیں
کہ حواری بھی مسیح کی طرح سے جہان کو گناہ سے بچانے کے لئے جہان کے خیر خواہ تھے
اور اُنہوں نے ساری دنیا کے عیش و آرام کو چھوڑ کر دنیا کو نجات دینے کے کام میں
اپنی عمریں صرف کی تھیں۔ اب تعجب یہ ہے کہ جبکہ وہ چاہتے تھے کہ لوگ ایمان لے آئیں

اور گناہوں سے بچیں اور ہر ایک خاصیت دور ہو ایک مقصد تھا جس پر انکو حاصل تھا
پھر اسکی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ وہ تمام دنیا کو ایسا ایماندار نہ کر سکے اب
تو لوگوں کو گناہوں سے بچانے کے لیے کوئی عذر باقی نہ تھا۔ اگر یہ خیال کیا
جاوے کہ وہ کسی کے واسطے دعا ہی نہ مانگتے تھے تو یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ
عہد جدید سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مسیح کے نام سے بیماروں کو اچھا کر دیتے تھے
اندھوں کو آنکھیں دیتے تھے بہروں کو سناتے تھے جن اور شیطانوں کو نکالتے
تھے بلکہ مردوں کو بھی زندہ کر دیتے تھے جب لوگوں کی دنیاوی اور جسمانی بہتری
کے لیے وہ بھی اپنی خدائی طاقت سے کچھ کام لیتے تھے۔ پھر یہ کس طرح
سے خیال ہو سکتا ہے کہ وہ لوگوں کی روحانی بہتری کی تمنا اور آرزو نہ
کرتے ہوں گے اور ان کے ایمان لانے کے لیے دعا نہ مانگتے ہونگے۔ اور اگر
وہ لوگوں کے ایماندار بنانے کے لیے دعا مانگتے تھے پھر کیا وجہ ہے
کہ انکی دعا قبول نہ ہوتی تھی حالانکہ مسیح کا قول ہے کہ ہمیشہ سنتا ہوں اور یہ دعا مانگتے
ہیں کہ تیری بادشاہت زمین پر بھی آوے لیکن تعجب ہے کہ آج تک وہ بادشاہت
زمین پر نہ آئی۔ دور کیوں جاؤ مسیحی سن کی پہلی صدی کے آخر سے ہی دینی
لوگوں میں سے بدعتی اور ملحد فرقے پیدا ہونے شروع ہو گئے تھے جنکے باعث
لاکھوں اور کروڑوں مسیحی لوگ خدائی جماعت سے خارج ہو گئے۔ بلکہ سچی بات
تو یہ ہے کہ سولھویں صدی مسیحی تک بقول پروٹسٹنٹ مسیحیوں کے ملحدوں کے
سوا ایک بھی سچا مسیحی فرقہ دنیا میں نہ رہا تھا اور اب بھی جو اپنے آپکو مسیحی کہلاتے
ہیں اُن میں سے نصف تعداد بھی سچے مسیحیوں کی نہیں ہے اور جو سچے مسیحی کہلاتے
ہیں اُن میں سے بھی بقول پروٹسٹنٹ مسیحیوں کے سو میں سے دس بھی سچے
مسیحی نہیں ہیں۔ غرض جہان کو گناہوں سے بچانے کے بجائے خود ان
میں سے بھی ہزاروں خدا کی بادشاہت سے خارج ہوتے جاتے ہیں پھر وہ
انکی خدائی طاقتیں کہاں گئیں۔ لیکن تاریخی طور پر تحقیق کیا جاوے تو معلوم
ہوتا ہے کہ مسیح بھی اور حواری بھی معمولی طور پر وعظ نصیحت ہی لوگوں کو
تعلیم دیتے تھے دعا کے ذریعہ سے انہوں نے کبھی بھی کسیکو ایماندار نہیں بنایا

اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح لوگوں کی بیماری کے دور کرنے کے لیے اور اپنی طاقت اور
اختیار حاصل کرنے کے لیے ہر طرح کے زیادہ جائز وسائل استعمال میں لاتے تھے
پھر کیا وجہ ہے کہ جو طاقت اُن کو خدا اور مسیح سے ملی تھی اُسکو وہ کبھی بھی کام میں
نہ لاتے۔ بیماروں کو اچھا کرنے کے لیے دعا مانگنے کی ممانعت نہ کہیں
عہد قدیم میں پائی جاتی ہے نہ کہیں عہد جدید میں۔ بلکہ جسطرح سے ہو سکے لوگوں
کے ساتھ بھلائی کرنے کی تاکید پائی جاتی ہے۔ اور اگر وہ طاقت رکھتے تھے اور
لوگوں کے خیر خواہ تھے پھر بھی اُن کو گناہوں سے بچانے کے لیے خدا سے آرزو
نہ کرتے تھے تو وہ معاذ اللہ فریبی اور صدوقیوں کی طرح سے نفاق اور ظاہر پرستی
سے ملوث ہونے کے قابل تھے۔ اور اگر انہوں نے دعائیں مانگیں اور قبول ہوئیں تو
مسیح کی الوہیت اور اُن کے وعدوں کی صداقت اور انجیلوں کی صحت سب
کچھ دور ہو گئی۔ اب اس تناقض اور محال سے بچنے کے لیے سوا ایک معقول وجہ
کوئی سمجھ میں نہیں آتی کہ مسیح کی طاقت اور وعدے صرف اس جہان کی جسمانی
حالات کے ساتھ تعلق رکھتے تھے روح سے انکو کچھ تعلق نہ تھا جسموں کو بیماریوں
سے صحت بخشتے تھے لیکن روح کو بیماری سے نجات نہیں دے سکتے تھے
شیطانوں کو جسمانی تکلیفیں دینے سے باز رکھتے تھے لیکن لوگوں کو گمراہ کرنے سے
اُن کو نہ روک سکتے تھے۔ یہ بات قرین قیاس ہے کہ مسیح کی بادشاہت بھی دنیاوی
بادشاہت مراد ہونی چاہیئے کیونکہ روحانی بادشاہت کا کوئی بھی اثر ظہور میں
نہ آیا۔ اور جو چند لوگ ایمان لائے وہ صرف معجزوں کے ذریعہ سے ایمان لائے
جس طرح سے جہالت میں آجکل [illegible] کیا کرتے ہیں لیکن اس بادشاہت کے
خیال کرنے سے ایک اور مشکل پیدا ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ [illegible] کے
وعدے [illegible] مسیح کی بادشاہت [illegible] لکھا
تھا [illegible]
خاندان [illegible] حکومت کرے گا اور اسکی حکومت کا کبھی انجام نہ ہوگا [illegible] داؤد و
[illegible] لیکن اب
[illegible] ان وعدوں کا [illegible]

اس لیئے یہ وعدے اور جن کتابوں میں یہ وعدے لکھے ہیں قابل اعتبار کے نہیں۔ دنیا کے دوسرے ہادی اور نبی تو اپنے آپ کو ضعیف البنیان انسان جتلاتے رہے ہیں صرف وعظ اور نصیحت سے لوگوں کو سمجھایا کرتے تھے نہ کبھی الوہیت کا دعوے کرتے تھے اور نہ نامعقول اور غیر ممکن الحصول باتوں کا کسی سے وعدہ کرتے تھے اس لیئے اُنکی سچائی اور پیروؤں کی ایمانداری اور اُن کی کتابوں کی راستی میں زیادہ کسی کو کلام کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن برخلاف اُس کے جو کتابیں یہ بتلاتی ہیں کہ خدا قادر مطلق خود لوگوں کو گناہوں سے بچانے کے لیئے زمین پر اُترا تکلیفیں اُٹھائیں یہاں تک کہ قتل کیا گیا۔ پھر وہ خدا ہو کر کسی کو گناہوں سے اپنی قدرت کاملہ کے ذریعہ سے نہ بچا سکا تو ایسا کون عقلمند ہے جو اُس کو خدا سمجھے یا یہ سمجھے کہ وہ لوگوں کو بچانے کے لیئے آیا تھا۔ یا یہ کہے کہ وہ رحیم اور قادر مطلق تھا۔ کیونکہ اب تو لوگوں کے گناہوں کا بوجھ لوگوں کے سر پر بالکل نہیں رہا۔ اُن کے گناہ تو خدا کے بیٹے اُٹھا لیئے۔ اب تو جو الزام ہیں معاذاللہ خدا کے ذمہ ہیں یا خدا کے بیٹے کے ذمہ ہیں کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تو چاہا کہ میرا بیٹا سارے جہان کے گناہ اُٹھا لے مگر بیٹا کمزور ہونے کے باعث سارے جہان کا بوجھ نہ اُٹھا سکا۔ اس لیئے دنیا میں بہت سے گناہ باقی رہ گئے +

اور جن آیتوں میں مسیح نے وعدہ دیا تھا کہ میرے اوپر جو ایمان لائے گا اور میرے لیئے دنیا کے آرام اور سامان چھوڑے گا وہ اسی جہان میں سو گنا یا کئی گنا پاوے گا اسکا ثبوت بھی کہیں نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ جو مسیحی لوگ دولتمند اور طاقتور ہیں اُن میں ظاہر ہے کہ سچے مسیحی بہت ہی کم ہوں گے۔ اور جو غریب مسیحی زیادہ ایماندار ہیں اُنہوں نے کوئی بدلہ اس جہان میں نہیں پایا۔ اور جو دوسرے مذہبوں کو چھوڑ کر مذہب مسیحی اختیار کرتے ہیں اُن کا بھی سو گنا بدلہ پانا کہیں نہیں دیکھا جاتا +

۲۔ متی کے باب دس میں لکھا ہے پھر اُس نے اپنے بارہ شاگردوں کو پاس بُلا کے اُنہیں قدرت بخشی کہ ناپاک روحوں کو نکالیں اور ہر طرح کی بیماری اور دکھ درد کو دور کریں .... اِن بارھوں کو یسوع نے فرما کے بھیجا کہ غیر قوموں کی طرف

نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہونا بلکہ پہلے اسرائیل کے گھر کی کھوئی
ہوئی بھیڑوں کے پاس جاؤ اور چلتے ہوئے منادی کرو اور کہو کہ آسمان کی بادشاہت
نزدیک آئی بیماروں کو چنگا کرو کوڑھیوں کو پاک صاف کرو مُردوں کو جلاؤ دیووں
کو نکالو تم نے مفت پایا مفت دو .... اور جب تم کسی گھر میں جاؤ اُسے
سلام کرو اور اگر وہ گھر لایق ہے تو تمھارا سلام اُسے پہنچیگا اور اگر لایق نہیں تو تمھارا
سلام تم پر پھر آوے گا اور جو کوئی تمھیں قبول نہ کرے اور تمھاری باتیں نہ سنے
اُس گھر یا اس شہر سے نکل کے اپنے پاؤں کی گرد جھاڑ دو میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں
کہ عدالت کے دن سدوم اور عمورا کی زمین کے لیئے اُس شہر کی نسبت زیادہ آسانی
ہوگی دیکھو میں تمھیں بھیڑوں کی مانند بھیڑیوں کے بیچ میں بھیجتا ہوں پس تم سانپوں
کی طرح ہوشیار اور کبوتروں کی مانند بے بد ہو مگر آدمیوں سے خبردار ہو کہ وے
تمھیں اپنی کچہریوں میں حوالے کریں گے اور اپنے عبادتخانوں میں کوڑے ماریں گے اور
تم میرے واسطے حاکموں اور بادشاہوں کے سامنے حاضر کیئے جاؤ گے کہ اُنپر اور غیر
قوموں پر گواہی ہو لیکن جب وے تمھیں حوالے کریں فکر نہ کرو کہ ہم کسطرح یا کیا
کہیں گے کیونکہ جو کچھ تمھیں کہنا ہوگا سو اُسی گھڑی تمھیں اُس کی آگاہی ہو گی کیونکہ کہنے
والے تم نہیں بلکہ تمھارے باپ کی روح جو تم میں بولتی ہے بھائی کو بھائی اور باپ
بیٹے کو قتل کے لیئے حوالہ کرے گا اور لڑکے اپنے ماں باپ کی مخالفت میں اُٹھیں گے
اور اُنہیں مروا ڈالیں گے اور میرے نام کے باعث سب تم سے دشمنی کریں گے
پر وہ جو آخر تک برداشت کرے گا وہی نجات پاوے گا جب وے تمھیں ایک شہر
میں ستاویں تو دوسرے میں بھاگ جاؤ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم اسرائیل کے سب
شہروں میں نہ پھر چلو گے جب تک کہ ابن آدم نہ آلے" +

یہ آیات اسواسطے نقل کی گئی ہیں کہ معلوم ہو جائے کہ انجیلوں کی پیشنگوئیاں
کبھی بھی پورے طور پر وقوع میں نہیں آئیں اول تو اس قصہ میں یہ بحث ہے کہ
مسیح نے جو بارہ [12] شاگردوں کو بنی اسرائیل کے شہروں میں منادی کرنے کے لیئے
بھیجا تھا چند عرصہ کے لیئے عارضی طور پر بھیجا تھا یا ہمیشہ کے لیئے بعض آیات
سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ آئندہ کے لیئے جو کچھ شاگردوں کو کرنا چاہیئے تھا

سب باتیں اُن کو سمجھا کر رخصت کیا اور بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ یہ خدمت اُن کو عارضی طور پر تھوڑے عرصہ کے لیئے سپرد کی گئی تھی۔ بہرکیف خواہ عارضی طور پر ہو یا استمراری ان آیتوں میں جو پیشین گوئیاں کی گئی ہیں وہ سب ظہور میں نہیں آئیں جب مسیح نے انکو تلقین کیا کہ غیر قوموں اور سامریوں کے شہر میں داخل نہونا۔ اسسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدمت چند روز کے لیئے تھی کیونکہ یہ کہیں نہیں فرمایا کہ اول غیر قوموں میں نہ جانا اور بعد میں جانا۔ علاوہ اسکے شاگرد چند روز بعد ہی واپس آگئے تھے اور مسیح نے اُن کے واپس آنے پر اُن کو ملامت نہیں کی کہ تم کیوں جلد واپس آگئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدمت چند روز کے لیئے ہی تھی۔ لیکن جب مسیح نے اُن کو رخصت کرنے کے وقت اُن سے کہا کہ تم کچہریوں میں حوالے کیئے جاؤگے تمہارے کوڑے مارے جائیں گے تم حاکم اور بادشاہوں کے سامنے پیش کیئے جاؤگے بلکہ قتل بھی کیئے جاؤگے۔ لیکن ان باتوں میں سے حواریوں کو اُس وقت ایک بھی پیش نہیں آئی۔ اور پھر مسیح نے فرمایا تھا کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکوگے جب تک کہ ابن آدم نہ آلے۔ اس پیشین گوئی کا ظہور اس وقت چھوڑ اب تک بھی نہیں ہوا۔ اور چونکہ بارہ شاگردوں کو تاکید کر کے اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کیطرف بھیجا تھا تو غالباً وہ بنی اسرائیل کے تمام شہروں میں منادی کر کے واپس آئے ہونگے کیونکہ وہ شہر تھوڑے سے ہی ملک میں واقع تھے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ مسیح نے انکو آئندہ ہمیشہ کے لیئے رخصت کر کے وہ پیشین گوئیاں سنائی تھیں تو اول تو یہ ممانعت کہ غیر قوموں اور سامریوں کیطرف نہ جانا اس تاویل کے بالکل منافی ہے۔ لیکن فرض کر لیا جائے کہ یہی تاویل صحیح ہے اور مسیح کے آسمان پر چلے جانے کے بعد حواریوں کو وہ مشکلات پیش آئیں جنکی خبر مسیح نے پہلے سے دی تھی تو بنی اسرائیل چھوڑ حواری یونان اور روم اور گال تک بھی پہنچ گئے تھے اور مسیح کی انتظار ہی میں اس جہان سے رخصت بھی ہو گئے مگر ابن آدم کے آنے کا وعدہ پورا نہ ہوا ✣

متی نے جو مسیح کی تعلیم نقل کی ہے اگر یہ سب صحیح ہے تو اس سے یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ اُس زمانہ اور قوم کی حالت اور اپنی رسالت کے مقابلہ کرنے سے مسیح کو ہمیشہ اندیشہ لگا رہتا تھا کہ میں قتل کیا جاؤنگا اس لیئے جب مسیح نے رسولوں کو منتخب کر کے

منادی کے واسطے بھیجا تو اپنی طرف سے اُن کو آخری وصیت کر دی مگر ابھی اُن کی زندگی کے ایام پورے نہ ہوئے تھے اس لیئے رسولوں کے واپس پہنچنے تک زندہ رہے۔ پھر اخیر کی دفعہ یروشلم میں جا کر بھی اُنکو یقین ہوا کہ میں اب مارا جاؤں گا۔ اور کھانا کھانے کے وقت پھر اخیری تلقین کی بلکہ اُس سے پہلے ایک اور دفعہ بھی تین دن میں اپنے مرنے کی پیشین گوئی کی تھی مگر وہ بھی پوری نہ ہوئی (دیکھو تناقض نمبر ۲۲) +

۴۳۔ یوحنا کے باب ۱۲ بارہ آیت ۳۲ بتیس میں لکھا ہے "اور میں جو ہوں اگر زمین سے اوپر اُٹھایا جاؤں تو سب کو اپنے پاس کھینچوں گا" اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کو یقین تھا کہ جب میں صلیب دیا جا چکوں گا تو سارا جہان عیسائی ہو جاویگا اگرچہ عیسائی مفسر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ مسیح کے کفارہ ہو جانے سے اُن لوگوں کے گناہ معاف ہو جاویں گے جو مسیح پر اور مسیح کے کفارہ ہو جانے پر ایمان لائیں گے۔ لیکن اس آیت میں جو سب کا لفظ ہے اُس سے یہ بات ہرگز نہیں پائی جاتی کہ صرف ایماندار گناہوں سے پاک ہو جائیں گے۔ آج مسیح کو انیس سو ۱۹۰۰ سال کے قریب صلیب پائے ہوئے ہو گئے لیکن آجتک وہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی بلکہ سارے جہان کا تو گناہ سے پاک ہونا دوسری بات ہے۔ خود جو لوگ اپنے آپ کو مسیحی کہلاتے ہیں اُن میں ہی سے پادری صاحبان بتلائیں کہ کتنے گناہوں سے پاک ہیں بلکہ شیطان کی حکومت جیسے مسیح کے آنے سے پہلے تھی ویسی ہی آج تک نظر آتی ہے +

۴۴۔ متی کے باب ۱۶ سولہ آیات ۲۷ ستائیس وغیرہ میں لکھا ہے "کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آوے گا تب ہر ایک کو اُسکے اعمال کے موافق بدلہ دے گا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اُن میں سے جو یہاں کھڑے ہیں بعضے ہیں کہ جب تک ابن آدم کو اپنی بادشاہت میں آتے دیکھ نہ لیں موت کا مزہ نہ چکھیں گے" اور اسی انجیل کے باب ۲۴ چوبیس آیات ۲۹ انتیس وغیرہ میں لکھا ہے "اُن دنوں کی مصیبت کے بعد تُرت سورج اندھیرا ہو جائیگا اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا اور ستارے آسمان سے گر جائیں گے اور آسمان کی قوتیں ہل جائیں گی تب ابن آدم کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور اُس وقت زمین کے سارے گھرانے

چھائی پھٹیں گے اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کی بدلیوں پر آتے دیکھ کے کہیں گے اور وہ نرسنگے کے بڑے شور کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وے اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کی اس حد سے اُس حد تک جمع کریں گے......... میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب نہ ہو لے اس زمانہ کے لوگ گذر نہ جائیں گے آسمان اور زمین ٹل جائیں گے پر میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی" پھر اسی انجیل کے باب ۲۶ چھبیس آیت ۶۴ چونسٹھ میں لکھا ہے "یسوع نے اُس سے کہا ہاں وہی جو تو کہتا ہے بلکہ میں تجھ سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی داہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے"۔

مرقس کے باب ۱۳ تیرہ آیات چوبیس ۲۴ وغیرہ میں لکھا ہے "اور اُن دنوں میں اُس تکلیف کے بعد سورج اندھیرا ہو گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور آسمان سے ستارے گریں گے اور آسمان کی قوتیں ہلائی جائیں گی اور اُس وقت ابن آدم کو بادلوں پر بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آتے دیکھیں گے اور اُس وقت وہ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور اپنے برگزیدوں کو زمین کی حد سے آسمان کی حد تک چاروں طرف سے اکٹھے کرے گا......... میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے لوگ گذر نہ جائیں گے جب تک یہ سب کچھ واقع نہ ہو وے آسمان اور زمین ٹل جائیں گے پر میری باتیں نہ ٹلیں گی" اور اسی انجیل کے باب ۹ نو آیت اول میں لکھا ہے "اُس نے اُنہیں کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ان میں سے جو یہاں کھڑے ہیں بعضے ہیں کہ جب تک خدا کی بادشاہت قدرت سے آتے نہ دیکھیں موت کا مزا نہ چکھیں گے" اور لوقا کے باب ۹ نو آیات چھبیس ۲۶ و ستائیس ۲۷ میں لکھا ہے "کیونکہ جو مجھ سے اور میری باتوں سے شرمائے گا ابن آدم بھی جب اپنے اور اپنے باپ اور پاک فرشتوں کے جلال کے ساتھ آوے گا اُس سے شرمائے گا پر میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بعضے اُن میں سے یہاں کھڑے ہیں جو نہ مریں گے جب تک خدا کی بادشاہت نہ دیکھیں" اور اسی انجیل کے باب ۲۱ اکیس آیات پچیس ۲۵ وغیرہ میں لکھا ہے "اور سورج اور چاند اور تاروں میں نشانیاں ہوں گی اور زمین پر قوموں کو تنگی ...

اور سمندر اور اسکی لہروں کے شور کے سبب گھبراہٹ ہوگی اور لوگوں کے ڈر کے مارے اور ان چیزوں کے جو زمین پر آتی ہیں راہ دیکھنے سے جان میں جان نہ رہے گی اس لیئے کہ آسمان کی قوتیں ہلائی جاویں گی اور تب لوگ ابن آدم کو بدلی میں قدرت اور بڑے جلال کے ساتھ آتے دیکھیں گے ...... سو اسی طرح سے تم بھی جب ان چیزوں کو ہوتے دیکھو تو جانو کہ خدا کی بادشاہت نزدیک آئی ہیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب نہ ہولیوے یہ پشت کبھی نہ گذرے گی آسمان اور زمین ٹل جائیں گے پر میری باتیں کبھی نہ ٹلیں گی" ان آیات سے مسیح نے بہت سی باتوں کی پیشین گوئی کی ہے سورج کا اندھیرا ہو جانا۔ چاند کا روشنی نہ دینا۔ ستاروں کا ٹوٹ کر گر جانا وغیرہ اور اس کے بعد مسیح کا اپنے باپ کے جلال میں آسمان سے بادلوں میں اترنا اور تمام جہان کے مقدس لوگوں کو ایک جگہ جمع کرنا اور سارے جہان کی عدالت کرنی وغیرہ مذکور ہیں۔ اب مصنف عیسائی بتلاویں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی آجتک ظہور میں آئی ہے۔ اگرچہ مسیحی مفسرین ان آیتوں میں ہر جگہ یہی تاویل کرتے ہیں کہ ان سے بیت المقدس کی تباہی مراد ہے۔ لیکن جب ظاہری معنوں کو چھوڑ کر اس طرح کی تاویلوں کو جائز سمجھا جاوے تو پھر دنیا میں کسی جھوٹے سے جھوٹے کی پیشین گوئی بھی جھوٹی نہیں ہو سکتی بلکہ اس طرح تو جھوٹ اور سچ میں تمیز ہی نہیں رہتی۔ ان پیشین گوئیوں سے کسی حواری نے بھی یہ نہ سمجھا تھا کہ ان سے صرف بیت المقدس کی تباہی مراد ہے بلکہ وہ سب انتظاری کرتے تھے کہ قیامت ہمارے زمانہ میں جلد آنے والی ہے۔ چنانچہ مسیح کے الفاظ تو بہت اوپر نقل ہو چکے ہیں۔ اور یوحنا بھی اپنے باب ۵ پانچ کی آیت اٹھائیس و انتیس میں لکھتے ہیں + اس سے تعجب نہ کرو

نوٹ + یوحنا کی انجیل کے مصنف نے مسیح کی آمد کو اچھے صاف طور پر بیان نہیں کیا جیسے پہلی تین انجیلوں والوں نے کیا ہے بلکہ اسی باب کی آیت ۲۵ میں ایک ایسا لفظ لکھ دیا ہے جس سے وہ آیات جوش میں لکھی گئی تھیں ایسا کچھ مشکل ہو گئی ہیں۔ اس آیت میں یہ لکھا ہے کہ وہ گھڑی آتی ہے اور اب ہے کہ جس میں مردے خدا کے بیٹے کی آواز سنیں گے اور جو سنیں گے جئیں گے اکثر پادری صاحبوں کی ہمت سے ایمان کی زندگی مراد لیتے ہیں۔ مگر اسکی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ چوتھی انجیل والے سے جو آئندہ

کیونکہ وہ گھڑی آتی ہے کہ جس میں وے سب جو قبروں میں ہیں اُس کی آواز سنیں گے اور نکلیں گے جنھوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے اور جنھوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے لیے" اور مقدس پولوس تسلونیقیوں کو پہلے خط کے ۴ چار باب آیات پندرہ وغیرہ میں لکھتے ہیں کہ "ہم تمھیں خداوند کے حکم سے یہ کہتے ہیں کہ وے جو ہم ہیں جیتے خداوند کے آنے تک زندہ اور باقی رہیں گے اُن سے جو سو گئے ہیں سبقت نہ لیجائیں گے کیونکہ خداوند آپ دھوم سے مقرب فرشتہ کی آواز کے ساتھ خدا کا نرسنگا پھونکتے ہوئے آسمان پر سے اُترے گا اور وے جو مسیح میں ہو کے موئے ہیں سو پہلے جی اُٹھیں گے بعد اُس کے ہم جو جیتے چھوٹیں گے ان سمیت بدلیوں پر ناگاہ اُٹھ جائیں گے تاکہ ہوا میں خداوند سے ملاقات کریں سو ہم خداوند کے ساتھ ہمیشہ رہیں گے پس تم ان باتوں سے آپس میں ایک دوسرے کو تسلی دو" غرض ان چار انجیلوں کی آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جس خدا کی بادشاہت کی یوحنا منادی کرتے تھے کہ قریب آئی ہے اور جس کی مسیح بھی منادی کرتے تھے کہ خدا کی بادشاہت قریب ہے اور جس میں نیک اور بدوں کا فیصلہ کیا جائے گا اور تمام جہان کے اگلے پچھلے مردے زندہ اُٹھ کھڑے ہوں گے اور جس بادشاہت میں یسوع کے بارہ ۱۲ شاگرد یسوع کے ساتھ بارہ ۱۲ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ فرقوں کی عدالت کریں گے اور جس بادشاہت میں نیک لوگ زندہ ہو کر ہمیشہ کی زندگی پائیں گے اور شریر اور بے ایمان لوگ ہمیشہ کی آگ میں ڈالے جائیں گے جہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا اُس بادشاہت کے علامات اور نشان اُس بادشاہت کے آنے کا زمانہ مسیح نے ایسے صاف اور واضح طور پر بیان کیا ہے کہ کسی سننے اور سمجھنے والے کو کوئی شک باقی نہیں رہتا اور اُس کے ساتھ مسیح نے یہ بھی تاکیداً کہا کہ زمین آسمان ٹل جائیں گے مگر میری باتیں نہ ٹلیں گی اور جابجا زمانہ اس وقوعہ کا اسطرح پر بتلایا کہ یہ نسل یا پشت ابھی نہ گذر جائے گی

بقیہ نوٹ ۔ مرنے کے بعد لکھی گئی ہے تو اُس وقت بہت لوگوں کے دلوں میں پہلی پیشینگوئی کی پیشین گوئیوں کی طرف سے شک پیدا ہو گیا تھا۔ اُس لیے اِس مصنف نے اور طرح پر بدلا کر کے ایک مہمل سی بات لکھ دی جس سے کسی کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آسکے۔

یا یہ لوگ جو یہاں کھڑے ہیں ان میں سے بعضے ابھی زندہ ہی ہوں گے کہ ابن ادم کو اپنے باپ کے جلال کے ساتھ بادلوں میں اترتے ہوئے دیکھیں گے بلکہ مقدس پولوس نے اُس کے ساتھ اتنی اور زیادتی کی ہے کہ جسوقت مسیح بادلوں میں اترتے ہوئے آئینگے تو سبھی لوگ جو مر گئے ہیں زندہ ہو کر مع اُن لوگوں کے جو ابھی زندہ ہونگے مسیح کی پیشوائی کو بادلوں میں ہی پہنچکر مسیح سے جا ملیں گے۔ اب ان تمام باتوں میں ہم کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ تمام پیشین گوئیاں یا ان کا کوئی حصہ پورا ہوا یا نہیں۔ لیکن اس بات کے بتلانے سے پہلے ہم کو یہ بات ظاہر کردینی چاہیئے کہ ان پیشین گوئیوں سے یروشلم کی تباہی ہرگز مراد نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ یروشلم کی تباہی کا ذکر ان قیامت کی آیتوں کے پہلے مذکور ہوا ہے اور یروشلم کی تباہی کے بعد بتلایا گیا ہے کہ آسمان کے نشان ظاہر ہوں گے تو اب مسیحی مقدس انصاف سے فرماویں کہ ان پیشینگوئیوں کے مجموعہ میں سے کون سا حصہ ظہور میں آیا ہے اگر ابھی اُن کے ظہور میں آنے کی امید ہے تو یہ پیشینگوئی غلط ہے۔ کہ اس زمانہ کے لوگوں کی زندگی میں قیامت آجائے گی اور اگر وہ پیشین گوئیاں بیت المقدس کی تباہی سے پوری ہوچکی ہیں تو بتلاویں کہ مسیح کو کس نے بادلوں میں آتے ہوئے دیکھا۔ سارے جہان کے مقدس کس وقت جمع ہوئے نیک اور بدوں کا فیصلہ کس وقت ہوا اور بارہ ۱۲ شاگردوں نے کہاں کہاں بنی اسرائیل کی قوموں پر حکومت کی اور مسیح کہاں اپنے شاگردوں کے ساتھ شراب پی رہے ہیں اور موت جہان سے کس طرح چلی گئی اور جنھوں نے ہمیشہ کی زندگی پائی وہ کہاں ہیں اور جو لوگ روتے اور دانت پیستے ہیں وہ کون ہیں۔ موت کی حکومت تو آجتک عیسائیوں پر اور دوسری قوموں پر بھی ایسی ہی چلی آتی ہے جیسی مسیح کے زمانہ میں اور اُن سے پہلے بھی آسمانوں کے جو نشان بتلائے گئے ہیں سو وہ اپنے معمولی کسوف خسوف کی صورتوں کے سوا اور کسی نئی شکل میں نظر نہیں آتے۔ غرض یہ پیشین گوئیاں جس طرح پر بیان کی گئیں اور سمجھی گئی ہیں بالکل ظہور میں نہیں آئیں ؛

باب ہشتم

عہد قدیم کی پیشین گوئیاں مسیح کی نسبت جو انجیلوں میں درج ہیں

۱- انجیلوں کی خاص پیشینگوں کا تو یہ حال ہے کہ جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اب ہم چند پیشین گوئیاں عہد قدیم کی جو اناجیل کے مصنفوں نے مسیح کی شہادت کے طور پر اپنی کتابوں میں درج کی ہیں انکو لے کر ثابت کریں گے کہ ان میں سے بعض یا تو کوئی پیشین گوئی پورے طور پر ظہور میں نہیں آئی اور یا وہ پیشین گوئی مسیح پر کسی طرح سے صادق ہی نہیں آتی زبردستی سے انجیلوں میں لکھ دی گئی ہیں +

لوقا کے باب اول آیات ۳۰ تا ۳۳ وغیرہ میں لکھا ہے "تب فرشتہ نے اس سے کہا کہ اے مریم مت ڈر کہ تو نے خدا کے حضور فضل پایا اور دیکھ تو حاملہ ہو گی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام یسوع رکھے گی وہ بزرگ ہوگا اور خدا تعالی کا بیٹا کہلائیگا اور خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دیگا اور وہ سدا یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کرے گا اور اسکی بادشاہت آخر نہو گی" اگرچہ پیشین گوئی بعینہٖ کسی توریت کی کتاب میں موجود نہیں ہے۔ لیکن ان سے مستنبط ہو سکتی ہے لیکن اس جگہ یہ پیشین گوئی ایک فرشتہ نے مسیح کی نسبت کی ہے۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ یسوع کو داؤد کا تخت ملا یا یسوع نے یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کی جسکا کبھی انجام نہ ہوگا۔ یہ بات تو کوئی عیسائی بھی نہیں کہہ سکتا کہ مسیح نے کبھی داؤد کی طرح دنیاوی بادشاہت کی ہے اور یعقوب کے خاندان کے یہودی لوگ آجتک دنیا میں موجود ہیں جو کسی معنوں سے بھی مسیح کی رعایا شمار نہیں کیئے جا سکتے بلکہ جس بادشاہت کا

مسیح سے [illegible] تھی [illegible]
پیشین گوئی بالکل پوری [illegible] ہوئی ۔

۴ - متی کے باب اول آیات ۲۲ و ۲۳ وغیرہ میں لکھتے ہیں "یہ سب کچھ ہوا کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا پورا ہو دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اُسکا نام عمانوئیل رکھینگے" اس انجیل کے مصنف نے یسعیاہ نبی کی پیشین گوئی کا ایک حصہ لکھکر کہا کہ یہ مسیح کی نسبت پیشین گوئی پوری ہوئی - اگر اس پیشین گوئی کو مسیح کی نسبت تسلیم کر لیا جائے تو بھی یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی کیونکہ اس میں تو لکھا ہے کہ اُسکا نام عمانوئیل رکھیں گے لیکن مسیح کا نام نہ اُنکی ماں نے عمانوئیل رکھا اور نہ اُن کے باپ نے کبھی عمانوئیل کہکر اُنکو پکارا نہ کبھی کسی انجیل کے مصنف یا حواری نے کہیں لکھا ہے کہ کبھی مسیح کا نام عمانوئیل رکھا گیا تھا یا اُن کو کسی نے کبھی عمانوئیل کہکر پکارا تھا پھر یہ پیشین گوئی مسیح کی نسبت کسطرح سے پوری ہوئی لیکن اصل میں تو یہ پیشین گوئی مسیح کی نسبت ہی نہیں ہے بلکہ یسعیاہ نبی کے بیٹے کی نسبت یہ پیشین گوئی تھی اور وہ لڑکا اُسی زمانہ میں پیدا بھی ہو چکا تھا اس بات کے ثابت کرنے کے لیئے ہم پوری پیشین گوئی یسعیاہ نبی کی کتاب سے نقل کرتے ہیں - یسعیاہ نبی کے باب سات آیات چودہ وغیرہ میں لکھا ہے "باوجود اسکے خداوند آپ تم کو ایک نشان دیگا دیکھو جوان عورت حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اُسکا نام عمانوئیل رکھے گی وہ دہی و شہد کھائے گا جسوقت وہ بُرا ترک کرنے اور بھلا پسند کرنے کا امتیاز پاوے پر اس سے آگے کہ یہ لڑکا بد ترک کرنے کا اور نیک پسند کرنے کا امتیاز پاوے یہ سرزمین جسے تو برباد کرتا ہے اپنے دونوں بادشاہوں سے چھوڑی جائے گی" پھر اسی نبی کے باب آٹھ آیات تین وغیرہ میں لکھا ہے "اور میں نبیہ کے پاس گیا سو وہ پیٹ سے ہوئی اور ایک بیٹا جنی تب خداوند نے مجھے کہا کہ اُسکا نام مہیر شالال حاش بز رکھ کیونکہ اُس سے پیشتر کہ یہ لڑکا اپنے میرے باپ اے میری ماں بول سکے دمشق کا مال اور سمریہ کی لوٹ کو اسور کے بادشاہ کے حضور لیجائیں گے" ہم نے پہلی آیتوں کی نقل میں کنواری کی جگہ جوان عورت کا لفظ اس لیئے لکھا ہے کہ جس عبرانی لفظ کا ترجمہ کنواری کیا گیا ہے اصل میں وہ لفظ علما ہے جو بالغہ اور جوان عورت پر اطلاق کیا جاتا ہے [illegible] عبرانی [illegible] عورت

روت نامی جو دو خاوند کرچکی تھی اُسپر بھی اطلاق کیا گیا ہے۔ اور یہود کہتے ہیں کہ یہ لفظ عبرانی زبان میں بیاہی اور کنواری دونوں پر استعمال ہوتا ہے صرف اتنی خصوصیت ہے کہ عورت بالغہ ہوچکی ہو بلوغ سے پہلے یہ لفظ عورت پر اطلاق نہیں کیا جاتا۔ اور مانہیں کی تفسیر کے موافق یہ پیشین گوئی یسعیاہ نبی کے بیٹے کی نسبت ہے۔ اور جوان عورت سے یسعیاہ نبی کی عورت مراد ہے اور اسی کی نسبت پیشین گوئی بھی تھی کہ یہ لڑکا نیکی بدی کی سمجھ پانے کی عمر تک نہ پہنچے گا کہ اس سرزمین کے دونوں بادشاہ دفع ہوجائینگے اور اس سے دوسرے باب میں اس نبیہ کا حاملہ ہونا اور اُس سے لڑکا پیدا ہونا ثابت ہوگیا۔ یہ وہی لڑکا تھا جسکی نسبت اُس سے پہلے باب میں پیشین گوئی ہوئی تھی اور جسکو متی نے خواہ مخواہ مسیح کی طرف منسوب کردیا تھا۔ حالانکہ مسیح کی پیدایش سے لیکر اُن کے صلیب پانے تک سوریہ اور افرائیم کے بادشاہوں پر اسور کا بادشاہ غالب نہیں آیا اور نہ وہ بادشاہتیں اُسوقت موجود تھیں اس لیئے یہ پیشین گوئی مسیح کی نسبت ہوئی تھی اور نہ مسیح کے پیدا ہونے پر پوری ہوئی ۔

والسٹیر فرنچ فلاسفر اپنی فلاسفی کی ڈکشنری میں پرافسی کے لفظ میں لکھتے ہیں کہ "ربی اسحاق اور دوسرے عالم توریت کے لکھتے ہیں کہ عبرانی لفظ الما کبھی کنواری کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور کبھی بیاہی عورت پر بھی اطلاق ہوتا ہے ایک عورت روت نامی کو بھی الما کہا گیا تھا جبکہ اسکی اولاد بھی ہوچکی تھی بلکہ بعض وقت فاحشہ عورت پر بھی الما کا لفظ اطلاق ہوتا ہے۔ اور یسعیاہ نبی کی پیشین گوئی میں الما کے لفظ سے اُنکی عورت ہی مراد ہے اور اُسکے بیٹے کا نام عمانوئیل نہیں رکھا گیا تھا بلکہ ماہر شالال حاش بز رکھا گیا تھا۔ اور جب یہ بیٹا شہد اور مسکہ کھانے لگا تھا تو دو بادشاہ جنھوں نے یروشلم کا محاصرہ کیا تھا یروشلم سے نکالے گئے تھے ۔

لیکن یسعیاہ نبی کے باب سات و باب آٹھ کو غور سے پڑھا جائے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب یہودیہ کے بادشاہ آخز پر آرام کے بادشاہ رضین و اسرائیل کے بادشاہ فقح نے ملکر چڑھائی کی تو وہ فتح یاب نہ ہوئے۔ لیکن پھر آخز کو خبر پہنچی کہ وہ دونوں بادشاہ پھر لڑنے کو آتے ہیں تو یہ ڈر گیا اُسوقت خدا نے یسعیاہ نبی کو حکم کیا کہ جاکے آخز سے کہ تو ان دونوں بادشاہوں سے اندیشہ مت کر کہ وہ تیری بادشاہت نہ لے سکینگے۔ اور پھر خدا نے آخز سے کہا کہ اس پیشین گوئی کی تصدیق کے

لیے کوئی نشان مانگ تب آخز نے کہا کہ میں خدا کو نہیں آزماتا۔ تب یسعیاہ نبی نے کہا کہ خدا تجھ کو خود نشان دیتا ہے (اکثر لوگ کسی پیشین گوئی کو خدا کی طرف سے یقین کرنے کے واسطے کوئی دوسرا نشان مانگا کرتے تھے اگر وہ نشان دیکھ لیتے تھے تو یقین کرتے تھے کہ پیشینگوئی بھی خدا کی طرف سے سچ ہے (دیکھو قاضیوں کا باب ۶ چھ آیات ۳۷ سے ۴۰ وغیرہ) اور وہ نشان یہ ہے کہ ایک جوان عورت لڑکا جنے گی اُسکا نام عمانوئیل رکھیں گے وغیرہ۔ پر آٹھویں باب میں خدا نے یسعیاہ کی معرفت ایک نشان اور بتلایا وہ بھی یسعیاہ کا بیٹا تھا جسکا نام مہر شالال حاش بز رکھا۔ پہلے بیٹے کے سن تمیز سے پہلے اور دوسرے بیٹے کے ماباپ کہنے کے وقت ارام اور اسرائیل کے بادشاہوں کے مغلوب ہونے کا وعدہ کیا گیا تھا پھر یسعیاہ نبی نے اپنے آپ کو اور اپنے لڑکوں کو باب ۸ آٹھ آیت اٹھارہ میں نشان بتلایا ہے۔ بلکہ اسی باب کی آیت آٹھ میں عمانوئیل بیٹے کا نام بھی لیا ہے۔ سو پہلی پیشین گوئی سے عمانوئیل پیدا ہوا تھا اور دوسری سے مہر شالال حاش بز ہوا تھا۔ اور یہ دونوں بیٹے نشان کے لیے پیدا ہوتے تھے۔ اگر عمانوئیل سے مسیح مراد ہوتی تو اول تو اُن کا نام عمانوئیل ہونا چاہئے تھا اور دوسرے مسیح تو چھ سو سال بعد پیدا ہوئے وہ آخز کے لیے کس طرح سے نشان ہو سکتے تھے اور وہ نشان تو ارام کے بادشاہ اور اسرائیل کے بادشاہ کے مغلوب ہونے کی پیشینگوئی ثابت کرنے کے لیے تھا جو آخز کے وقت میں پوری ہو گئی چھ سو برس کے بعد کا نشان اس پیشین گوئی سے کیا تعلق رکھتا تھا۔ غرض یہ آیتیں مسیح سے بالکل تعلق نہیں رکھتیں مسیحیوں کے سوا کوئی شخص ہستی کی اس پیشین گوئی کو مسیح کی نسبت نہیں سمجھ سکتا +

۳۔ متی کے دوسرے باب کی چھٹی آیت میں توریت سے مسیح کی یہ پیشین گوئی نقل کی گئی ہے " اے بیت لحم یہوداہ کی سرزمین تو یہوداہ کے سرداروں میں ہرگز کمترین نہیں کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلیگا جو میری قوم اسرائیل کی رعایت کریگا" یہ پیشین گوئی بھی ظہور میں نہیں آئی کیونکہ مسیح نے گو اول یہود کو دعوت کرنے کی کوشش کی لیکن آخر کو یہود سے زیادہ مشرک قوموں کے لوگ مسیحی مذہب میں داخل ہوئے اور بیت لحم میں جو پیدا ہونے کی خبر تھی وہ بھی ثبوت کو نہ پہنچی کیونکہ مسیح کے والدین شہر ناصرہ میں رہتے تھے بیت لحم اُس سے بہت فاصلہ پر تھا عیسائی

[illegible] بیشک یہودی چاروں طرف سے بیت المقدس کو جایا کرتے تھے جسکے قریب
[illegible] لیکن اس موقع پر عورتوں کا جانا ضروری نہیں تھا اس لیئے لوقا نے
[illegible] وہاں پہنچانے کے لیئے اسم نویسی کا بہانہ نکالا۔ لیکن افسوس ہے کہ وہ بھی
ثبوت کو نہ پہنچا کیونکہ تاریخوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ جس وقت اسم نویسی ہوئی تھی
اسوقت مسیح کی نو یا دس سال کی عمر تھی۔ علاوہ اسکے اسم نویسی کے لیئے بھی عورتوں
[illegible] کوئی ضرورت نہیں تھی [illegible] کہ جو عورت جننے کے قریب ہو اسکو ایسے
[illegible] قرین قیاس [illegible] نہیں معلوم ہوتا ۔

ایسی پیشین گوئیاں انجیلوں میں جو قدیم سے بہت سی نقل کی گئی ہیں لیکن
وہ یا تو بالکل پوری نہیں ہو [illegible] ان کے منقول [illegible]
[illegible] ثابت کیا گیا ہے۔ اور یا خود کوشش کر کے جو باتیں [illegible]
[illegible] واقع ہونا لکھ دیا تاکہ پیشین گوئی پوری ہو جائے۔ جیسا کہ مسیح کے بیت لحم میں
پیدا ہونے کی نسبت کیا گیا اور یا جسوقت مسیح آخری مرتبہ یروشلم کو گئے ہیں تو متی نے
اس خیال سے کہ زکریا کی پیشین گوئی میں گدھی اور گدھی کے بچے کا نام آیا ہے اس لیئے مسیح
کو ان دونوں حیوانوں پر سوار کرا کے یروشلم کو بھیجا۔ باوجودیکہ یہ سمجھ میں نہیں آسکتا
کہ دو جانوروں پر مسیح ایک ہی دفعہ کسطرح سوار ہو گئے لیکن پیشین گوئی کے
لفظ پورے ہونے چاہئیں۔ اس لیئے انکو دو جانوروں پر ایک ہی دفعہ سوار ہونا
ضروری تھا۔ مگر یوحنا نے اُس آیت سے یہی سمجھا تھا کہ گدھی کے بچے پر سوار ہونا مراد ہے
اسلیئے انہوں نے زکریا کی آیت نقل کرنے میں بھی صرف گدھی کا بچہ ہی لکھا اور مسیح کو بھی صرف بچہ کے اوپر
سوار کرایا (متی باب ۲۱ آیت ۵ اور یوحنا باب ۱۲ آیت ۱۵) ایسے خیالات
کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان انجیلوں کے مصنفوں کو اس بات کا
خیال بالکل نہیں تھا کہ جو امر فی الواقع ہوا ہو اُس کو لکھیں بلکہ جو کچھ اُن کے اعتقاد
اور مذہب کو مدد دینا ہو اُس کے درج کرنے کی کوشش کرتے تھے خواہ وہ امر واقعی ہو
یا نہ ہو عقلی یا نقلی قیاس ہو وہ لیں تو یہ بات مشہور تھی کہ مسیح سے آگے پہلے الیاس نبی کا آنا ضروری ہے
لیکن الیاس کا آنا تو کسی طرح سے ثابت نہیں کر سکتے تھے اور بغیر الیاس کے آنے کے مسیح کی [illegible]
ثابت نہیں کر سکتے تھے اسلیئے مجبوراً یوحنا ہی کو الیاس بنا دیا [illegible] [illegible]

میں لکھا ہے" اور ایاس جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو"

۴۸ متی کے ستائیسویں باب تیسری آیت وغیرہ میں لکھا ہے "تب یہوداہ جس نے اُسے پکڑوا دیا تھا دیکھ کر کہ اس کے قتل کا حکم ہوا پچھتایا اور وے تیس روپیہ سردار کاہنوں اور بزرگوں پاس پھیر لایا اور کہا میں نے گناہ کیا کہ بے گناہ کو قتل کے لئے پکڑوا دیا۔ وے بولے ہمیں کیا تو جان۔ تب وہ روپیہ ہیکل میں پھینک کر چلا گیا ۔۔۔ پھر سردار کاہنوں نے روپیے لے کر کہا انہیں خزانہ میں ڈالنا روا نہیں کہ یہ خون کا دام ہے تب انہوں نے صلاح کر کے ان روپیوں سے کمہار کا کھیت پردیسیوں کے گاڑنے کے لئے خریدا اس سبب آج تک وہ کھیت خون کا کھیت کہلاتا ہے۔ تب وہ جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا پورا ہوا کہ انہوں نے وے تیس روپیہ اس کی ٹھہرائی ہوئی قیمت جس کی قیمت بنی اسرائیل میں سے بعضوں نے ٹھہرائی اور انہوں نے وے روپیے کمہار کے کھیت کے واسطے دیئے جیسا خداوند نے مجھے فرمایا" یہاں جو متی نے پیشینگوئی بیان کی ہے اس میں ایسا خبط واقع ہوا ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ پیشینگوئی کہاں سے لی۔ اور یہوداہ کے معاملہ پر کس طرح سے صادق آتی کیونکہ متی کہتے ہیں "وہ جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا پورا ہوا" اب یرمیاہ نبی کی کتاب میں جو تلک دیکھو تو اس کے اٹھارہ باب کے شروع میں یہ قصہ اس طرح لکھا ہے "خداوند کا وہ کلام جو یرمیاہ کو پہنچا اور اس نے کہا کہ اُٹھ اور کمہار کے گھر جا اور میں وہاں اپنی باتیں تجھے سناؤں گا تب میں کمہار کے گھر کو اتر گیا اور کیا دیکھتا ہوں کہ وہ چاک پر کچھ کام کرتا ہے۔ سو وقت وہ مٹی کا برتن جو اس نے بنایا تھا سو کمہار کے ہاتھ سے بگڑ گیا تب اس نے پھر کے اس کا ایک دوسرا برتن بنایا جیسا کمہار کو بھلا معلوم ہوا۔ تب خداوند کا یہ کلام مجھ پر نازل ہوا کہ اے اسرائیل کے گھرانے کیا میں اس کمہار کی طرح تم سے سلوک نہیں کر سکتا ہوں۔ خداوند کہتا ہے دیکھو جس طرح مٹی کمہار کے ہاتھ میں ہے اسی طرح اے اسرائیل کے گھرانے تم میرے ہاتھ میں ہو" ان آیتوں میں کمہار کا لفظ جا بجا آیا ہے۔ سو سوائے اس لفظ کے اور کسی قسم کی بھی مشابہت ان آیتوں میں اور یہوداہ کے معاملہ میں نہیں پائی جاتی اس لئے عیسائی مفسر بھی حیران ہو کر اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ اس پیشینگوئی میں ذکریاہ کی جگہ یرمیاہ کا لفظ غلطی سے لکھا گیا ہے۔ اور یہ قول [illegible]

لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ مقدس جیروم نے جو وقت لاطینی زبان میں ترجمہ بائبل کا
کیا ہے اُس نے بہت سے نسخے جمع کر کے کیا تھا۔ اگر کسی نسخہ میں غلطی سے یرمیاہ لکھا گیا تھا تو
بہتوں میں ذکریاہ بھی لکھا ہوگا۔ اور جیروم جیسا فاضل شخص توریت سے ناواقف خیال
نہیں کیا جا سکتا۔ اگر وہ نسخوں میں اس لفظ کی نسبت اختلاف دیکھتا تو توریت نکال کر معلوم
کر سکتا تھا کہ کونسا لفظ صحیح ہے۔ لیکن جب اُس نے بھی اس لفظ کی تصحیح نہ کی اور غلط لفظ
اپنے صحیح ترجمہ میں نقل کر دیا تو یقیناً اس میں کوئی اُسکی حکمت ہوگی۔ اور اگر فرض کرو کہ
جتنے نسخے اُس کو ملے تھے اُن سب میں یرمیاہ کا لفظ ہی لکھا ہوا تھا اور اُسکو توریت
بھی ایسی یاد نہ تھی کہ اپنی یاد سے ہی اُسکی تصحیح کر دیتا تو بعد کے ترجمہ کرنے والے
تو ضرور اس غلطی سے واقف ہوں گے اُنہوں نے اور بہت سی اصلاحیں کیں لیکن اس
لفظ کو اُنہوں نے نہ بدلا حالانکہ اب متاخرین اسکو صریح غلطی جانتے ہیں جب اس طرح
کی تحریف مسیحیوں کے اعتقاد کے موافق بھی متی کی انجیل میں موجود ہیں پھر کسطرح سے بائبل
کی کتاب ساری ہی صحیح اور الہامی ہے ۔

اگر اس غلطی سے قطع نظر کرو اور مان لو کہ یہ غلطی خواہ الہام میں ہوئی یا اسکے
سمجھنے میں ہوئی یا نقل کرنے والوں سے ہوئی لیکن اصل مطلب تو زکریاہ کی پیشگوئی
کے بیان کرنے کا ہے۔ اب ہم وہ پیشینگوئی بھی یہاں نقل کرتے ہیں۔ زکریاہ نبی
کے باب ۱۱ گیارہ آیات ۱۲ ۱۳ وغیرہ میں اسطرح سے لکھا ہے "اور میں نے اُنہیں کہا کہ اگر
تمہاری نظر میں بھلا لگے تو میری قیمت مجھے دو اور نہیں تو مت دو اور اُنہوں
نے میرے مول کی بابت تیس روپئے تول کے دیئے اور خداوند نے مجھے حکم دیا کہ
اُسے کمہار پاس پھینک دے۔ اس اچھی قیمت کو جو اُنہوں نے میری ٹھہرائی تھی
اور میں نے اُن تیس روپیوں کو لیا اور خداوند کے گھر میں کمہار کے لئے پھینک
دیا" اب ان آیات کو دیکھنا چاہیئے کہ اُن کو یہوداہ کے قصہ سے کچھ مناسبت ہے جو
متی نے اسکو پیشینگوئی کے طور پر بیان کیا۔ واقع میں جو عبارت متی نے نقل کی
ہے وہ نہ یرمیاہ میں پائی جاتی ہے نہ زکریاہ میں پائی جاتی ہے۔ یہوداہ کے قصہ
کو یرمیاہ کی آیتوں سے صرف اتنی مناسبت ہے کہ اُن میں بھی کمہار کا نام آیا ہے
اور یہوداہ کے قصہ میں بھی کمہار کا تذکرہ ہے۔ لیکن اس بات پر زیادہ بحث کی ضرورت

لیکن اور بعد کی آیتیں پڑھنے سے یہ بات بھی ثابت

نہیں کیونکہ خود عیسائی عالم مانتے ہیں کہ یرمیاہ کا نام غلطی سے لکھا گیا ہے لیکن ذکریا کی آیتوں کو بھی یہوداہ کے قصہ سے کچھ نسبت نہیں۔ البتہ کمہار کا نام اور تیس روپیوں کا ذکر دونوں کتابوں میں ہے۔ لیکن اسکے سوا معنوں کے لحاظ سے ذکریا کے قصہ کو یہوداہ کے قصہ سے کچھ مشابہت نہیں۔ ذکریا نے تو پاسبانی کی تھی اور اُسی کام کی اجرت اُنہے مانگی تھی اُنہوں نے تیس ۳۰ روپیے اُسکی اجرت کے دیئے لیکن خدا کی نظر میں وہ اُجرت تھوڑی تھی اس لیئے ذکریا کو حکم دیا کہ واپس کردے اور اُسے خدا کے گھر میں جاکر کمہار کو دیدیئے۔ لیکن متی کے قصہ میں تو مسیح کے خون کی قیمت کے یہوداہ نے تیس ۳۰ روپیے لیئے تھے۔ اور ذکریا کے قصہ میں ذکریا کی محنت کی اجرت کے تیس ۳۰ روپئے ہوئے تھے۔ متی میں بُرے کام کا مبادلہ تیس ۳۰ روپئے ٹھیرایا تھا اور ذکریا میں نیک کام کا مبادلہ تیس ۳۰ روپئے مقرر ہوئے تھے اس لیئے ان دونوں قصوں میں تناسب کی بجائے تضاد پایا جاتا ہے اس لیئے ایک قصہ دوسرے کی پیشینگوئی نہیں ہوسکتا۔ علاوہ اس کے ذکریا کی آیتوں کا جو ترجمہ نقل کیا گیا ہے وہ بھی صحیح نہیں کیونکہ ڈاکٹر سٹرڈس جرمنی لائیف مسیح کے دوسرے حصہ میں لکھتے ہیں کہ ذکریا کی ان آیات کے ترجمہ میں غلطی ہے۔ عبرانی توریت میں جس لفظ کا ترجمہ کمہار کیا گیا ہے اصل میں اُس کے معنے خزانہ کے ہیں † اس لفظ کے معنے صرف حرکت کی تفاوت سے مختلف ہو جاتے ہیں۔ ایک حرکت سے اُسکو پڑھو تو اُس کے معنے کمہار کے ہیں اور دوسری حرکت سے پڑھو تو اُس کے معنے خزانے کے ہیں۔ شاید اس حرکت کی غلطی سے کسی مترجم نے اُسکا ترجمہ کمہار کردیا ہے لیکن اصل میں اُس کے معنے خزانہ کے ہیں۔ واقع میں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ خدا کے گھر کو کمہار سے کیا تعلق۔ اور ذکریا نے اُس قیمت کو خدا کے گھر میں جاکے کمہار کے پاس کیوں پھینکا۔ اگر کاہن اور سردار کاہن کی طرح سے خدا کے گھر میں خدمت کمہاروں کے سپرد بھی ہوا کرتی تب تو ترجمہ صحیح ہوتا۔ اور لاطینی ترجمہ کے سوا یونانی جو بڑا مستند ترجمہ بائبل کا ہے اُس میں کہیں کمہار کا ذکر نہیں بلکہ ذکریا کے یونانی ترجمہ کا اردو لفظی ترجمہ یہ ہے "اُنہوں نے تیس ۳۰ روپئے میری

نوٹ † اب جو بائبل کا ریوائزڈ ورشن یعنی نو ترمیم ترجمہ ہوا ہے اُسمیں تیرھویں آیت کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ سریانی میں ترجمہ کمہار کی جگہہ خزانہ کا لفظ لکھا ہے ؂

اُجرت کے تیس روپئے اور خداوند نے مجھے کہا ان کو صاف کرنے والے
دے اور میں دیکھوں گا کہ وہ پسند کیئے جاتے ہیں جس طرح سے مجھ کو انہوں نے قبول کیا
تھا اور میں نے وہ تیس روپئے لیئے اور خداوند کے گھر میں لاکر صاف کرنے والے کی
بھٹی میں ڈال دیئے" دیکھو سکاٹس بائیبل ۔

اگرچہ اس ترجمہ میں کہیں کمہار کا نام نہیں ہے اور لاطینی ترجمہ سے زیادہ
قرین قیاس ہے تاہم ڈاکٹر سٹروس کی تاویل زیادہ معقول معلوم ہوتی ہے خواہ کوئی
زمانہ حال کا ترجمہ یا یونانی یا عبرانی ترجمہ لو کسی کو بھی یہودہ کے قصے سے مناسبت
نہیں معلوم ہوتی۔ اس لیئے متی کی یہ پیشین گوئی ایسی ہی بے اصل ہے جیسے اور
بہت سی پیشین گوئیاں اُس نے لکھی ہیں۔ سوائے اسکے زکریا کا جو کچھ معاملہ کا
ہے وہ کسی پیشین گوئی کے طور پر نہیں مذکور ہوا بلکہ ایک واقعہ کا بیان تھا جسکو یہودہ
کے قصہ سے ذرا بھی مناسبت نہیں تھی پھر وہ کس طرح سے پیشین گوئی خیال کیا جا
سکتا ہے۔ نہ اس قصہ کے رو سے کوئی نبی قتل کیا گیا نہ کسی شریر نے کسی نیک آدمی
کو گرفتار کرایا نہ کوئی شریر پھانسی لے کر مرا اور نہ اس روپئے سے کمہار کی زمین خریدی
گئی پھر کس طرح سے سمجھا جائے کہ اس معاملہ کو اس سے مناسبت ہے بلکہ اس سے بڑھکر
تو ان پیشینگوئیوں کو انگریزوں کے بنی اسرائیل ہونے کے ساتھ زیادہ مناسبت ہے
جو اینگلو اسرائیل آئیڈنٹیٹی سوسائٹی نے اختراع کی ہیں ۔

۵۔ متی کے باب دوم ۲ آیات ۵ پانچ وغیرہ میں لکھا ہے "انہوں نے اس سے کہا
کہ اے بیت لحم یہودا کی سرزمین تو یہودا کے سرداروں میں ہرگز کمترین نہیں ہے
کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلیگا جو میری قوم اسرائیل کی رعایت کریگا" جس وقت
ہیرودس بادشاہ نے مجوسیوں سے یہود کے بادشاہ کے پیدا ہونے کی خبر سنی تھی تو
اس نے سردار کاہنوں اور قوم کے فقیہوں کو جمع کر کے پوچھا تھا کہ مسیح کہاں پیدا ہوگا۔
اُس وقت سردار کاہنوں اور فقیہوں نے میکاہی کے پانچویں باب کی دوسری آیت
سے نکالکر بتلایا تھا کہ مسیح بیت لحم میں پیدا ہوگا۔ اگرچہ راقم نے جتنے ترجمے میکاہی
کی اس آیت کے دیکھے ہیں اُن میں سب میں باہم بہت اختلاف ہے تاہم ان سب سے بنی
اسرائیل کے حاکم کے بیت لحم سے نکلنے کی یا پیدا ہونے کی پیشین گوئی سمجھی جاتی ہے

لیکن اور بعد کی آیتیں پڑھنے سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ وہ دنیوی حاکم ہوگا اور ہتھیاروں سے لڑیگا اور فتح پائیگا۔ اور خاص کرکے پانچویں ورس کے بعد کی آیتوں سے جو معلوم ہوتا ہے کہ اس سردار کے وقت میں اسور کی قوم یہود پر حملہ کریگی تو یہود کی نسبت چرواہے اور آٹھ سردار برپا کرکے اُسپر حملہ کرینگے اور تلوار سے اسور کے ملک کو اور نمرود کے ملک کو تباہ کرینگے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیت لحم والا سردار کوئی دنیاوی حاکم ہوگا اور اسی نبی کے زمانہ کے قریب ہی اُس کے آنے کی اُمید تھی جن دنوں میں اسور اور بابل کی قومیں یہود پر حملہ کیا کرتی تھیں مگر مسیح کے پیدا ہونے سے بہت عرصہ پہلے یہ دونوں قومیں نیست و نابود ہوچکی تھیں۔ جس بیت لحم کے سردار کے زمانہ میں ان قوموں نے حملے کرنے تھے اُس سردار سے مسیح کسطرح سے مراد ہوسکتی ہے۔ اگر اُن آیتوں میں تاویل کرکے اُس حاکم سے مسیح سمجھ لیا جائے تو اور کئی مشکلیں پیش آتی ہیں۔ اول تو یہ کہ سردار کاہن اور فقیہہ جو مسیح کو پہلے سے جانتے تھے کہ خدا کی طرف سے بنی اسرائیل کا حاکم ہوگا اور بنی اسرائیل کی رعایت کریگا اور اُس کے پیدا ہونے اور جگہ اور وقت سے بھی واقف تھے تو پھر کیوں انہوں نے مسیح کی تعلیم کو کیوں نہ مانا۔ اور اس سے عداوت کیوں کی یہانتک کہ اُسکو قتل کرا دیا۔ اور دوسری مشکل یہ ہے کہ مسیح کی پیدایش کے وقت ہیرودیس کی عمر ستر سال کے قریب تھی اور اُسکی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکو اپنے خاندان اور اولاد سے کچھ محبت نہ تھی۔ چنانچہ اُسکی نسبت لکھا ہے کہ اُس نے اپنی عورت اور کئی اپنے بیٹے قتل کردیئے تھے۔ پھر اس طرح کے شخص کو بڑھاپے میں مسیح کی پیدایش کی خبر سننے سے تردد پیدا ہونے کی کوئی وجہ نہیں تھی جو اُس نے مسیح کے قتل کرانے کے لیئے تمام بیت لحم اور اُس کے نواح کے لڑکوں کو مروا دیا۔ اول تو مسیح کے جوان ہونے تک اُسکو اپنے زندہ رہنے کی اُمید بھی نہ ہوگی۔ اور دوسرے اپنی اولاد کو بادشاہ بنانے کی خواہش اُس کے دل میں تھی ہی نہیں اور تیسرے اُسکو توریت کی سچائی پر یقین بھی نہیں تھا۔ پھر اُس سے کیونکر قتل کرنے کا ظلم کسطرح سے وقوع میں آسکتا ہے۔ اگر وہ توریت پر یقین رکھتا تو وہ اس بات پر یقین کرتا کہ جس شخص کا اسرائیل پر حاکم ہونا ازل سے مقرر ہوچکا ہے وہ کبھی نہ مٹیگا۔ اگر اس بات کو وہ جانتا تو کبھو ایسا ظلم و قتل

بچوں کو قتل کراتا۔ اس کلام میں تناقض معنوی ایسا پایا جاتا ہے کہ وہ کسی طرح سے رفع نہیں ہو سکتا۔ یعنی اگر وہ توریت کو سچا جانتا تھا تو جو بات اُسکے نزدیک ناممکن تھی اُس کی کوشش کیوں کی۔ اور اگر وہ توریت کو سچا نہیں جانتا تھا تو یہود کے بادشاہ کی پیدائش پر کیوں یقین کیا۔ غرض یہ تمام قصہ مصنوعی معلوم ہوتا ہے۔ وہ پیشین گوئی بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ نہ مسیح نے بنی اسرائیل پر حکومت کی اور نہ بنی اسرائیل ان کے پاس آکر جمع ہوئے اور نہ اُنہوں نے کسی سے لڑائی کی اور نہ کبھی کوئی ملک فتح کیا۔ اس لئے اس پیشین گوئی کو مسیح سے کچھ تعلق نہیں ✤

۱۱۔ متی کے باب ۲ دوم آیات ۱۷ سترہ وغیرہ میں لکھا ہے "تب وہ جو یرمیاہ نبی نے کہا تھا پورا ہوا کہ رامہ میں ایک آواز سننے میں آئی ہے نالہ اور رونے اور بڑے ماتم کی کہ راخل اپنے لڑکوں پر روتی اور تسلی نہیں چاہتی اس لیئے کہ وے نہیں ہیں" متی میں لکھا ہے کہ مسیح کی تلاش میں جو ہیرودس نے بچوں کو قتل کرایا تھا اُس وقوعہ کی نسبت یرمیاہ نبی نے اس طرح پیشین گوئی کی تھی۔ لیکن اول تو ہیرودس کا بچوں کو قتل کرانا کسی معتبر تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا البتہ عیسائیوں کی بعض تاریخوں میں اس وقوعہ کا تذکرہ ہے لیکن اُنہوں نے متی کے سوا کہیں اور سے اسکی تصدیق نہیں کی۔ یہودیوں کی تاریخ میں اس بات کا تذکرہ بالکل نہیں ہے۔ اور اگر فرض کر لیا جائے کہ یہ امر وقوع میں آیا تھا تاہم وہ پیشین گوئی اس وقوعہ سے کچھ نسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ یرمیاہ نبی کے باب ۳۱ اکتیس آیات ۱۵ پندرہ وغیرہ میں اسطرح پر لکھا ہے "خداوند یوں کہتا ہے کہ رامہ میں ایک آواز سنی گئی ہے نوحہ اور زار زار رونے کی۔ راخل اپنے لڑکوں پر روتی ہے اور اپنے لڑکوں کی بابت تسلی نہیں چاہتی کیونکہ وے نہیں ہیں۔ خداوند یوں کہتا ہے کہ اپنی زاری کی آواز کو روک اور اپنی آنکھوں کو آنسوؤں سے باز رکھ کہ تیری محنت کے لیئے اجر ہے۔ خداوند کہتا ہے اور وے دشمنوں کی زمین سے پھر آویں گے اور تیری عاقبت کی بابت امید ہے۔ خداوند کہتا ہے کہ تیرے لڑکے اپنی سرحدوں میں پھر داخل ہوں گے۔ ان آیتوں کے پڑھنے سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ کچھ یہودی جو قید ہو کر کسی دشمن کے ملک میں چلے گئے تھے اُنکی بابت یہ پیشین گوئی ہے کہ وے دشمنوں کی زمین سے پھر آویں گے اور اپنی سرحد

میں پھر داخل ہوں گے۔ اگر وہ مقتول بچوں کی نسبت ہوتی تو اُن کا دشمنوں کی زمین سے پھر آنا اور اپنی سرحد میں پھر داخل ہونا کچھ معنے نہیں رکھتا۔ غرض مسیحیوں کو پیشین گوئی نکالنے کا ایسا شوق ہے کہ جہاں صاف معلوم ہوتا ہو کہ اس معاملہ کی نسبت کوئی پیشین گوئی نہیں آئی تاہم وہ خواہ مخواہ کوئی نہ کوئی آیت تاویل کر کے پیش کر دیتے ہیں۔ علاوہ اسکے لڑکے تو زیادہ بیت لحم کے بقول مقدس متی کے قتل کیئے گئے ہوں گے تو رامہ کو خطاب کر کے کہنا کچھ معنے نہیں رکھتا۔ اور دوسرے زیادہ باشندے بیت لحم کے یہودہ کی اولاد کے تھے جو یعقوب کی بی بی لیاہ کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا اور لیاہ کی چھوٹی بہن راخل کے پیٹ سے یوسف اور بن یامین پیدا ہوئے تھے۔ اگرچہ بن یامین کی اولاد بھی یہودا کی اولاد کے ملک میں رہتی تھی مگر وہاں زیادہ تعداد یہودا کی اولاد کی تھی اس لیئے اُس ملک اور قوم کا نام یہودا مشہور ہو گیا تھا۔ اگر یہ پیشینگوئی اس موقع کے لیئے تھی تو چاہیئے تھا کہ راخل کی جگہ لیاہ کا نام ہوتا اور رامہ کی جگہ بیت لحم کا نام ہوتا اور راخل کی تو قبر بھی رامہ میں ہے نہ بیت لحم میں ہے۔ بلکہ ان دونوں کے قریب کہیں اور ہے اس لیئے نہ اولاد کے لحاظ سے نہ شہر کے لحاظ سے راخل کو مخاطب کرنا صحیح تھا اور نہ رامہ کو مخاطب کرنا درست ہوا ہے۔

۷ - لوقا کے باب چار آیات سترہ وغیرہ میں لکھا ہے "اور یسعیاہ نبی کی کتاب اُس کو دی گئی اور کتاب کھول کر وہ مقام پایا جہاں یہ لکھا تھا کہ خداوند کی روح مجھ پر ہے اُس نے اس لیئے مجھے مسح کیا کہ غریبوں کو خوشخبری دوں مجھکو بھیجا کہ ٹوٹے دلوں کو درست کروں قیدیوں کو چھوٹنے اور اندھوں کو دیکھنے کی خبر سناؤں اور جو بیڑیوں سے گھائل ہیں اُنہیں چھڑاؤں اور خداوند کے سال مقبول کی منادی کروں" لوقا نے مسیح کی ایک طرح کی پیشین گوئی ان آیتوں سے ثابت کی ہے یعنی جو کچھ مسیح نے یسعیاہ نبی کی کتاب سے پڑھ کر سنایا تھا اُسکی نسبت مسیح نے کہا کہ آج یہ نوشتہ جو تم نے سنا پورا ہوا لیکن یہاں جو لوقا نے یسعیاہ نبی کی آیتیں نقل کی ہیں وہ بھی صحیح طور پر نقل نہیں کیں کیونکہ یسعیاہ کے اکسٹھ باب کے شروع میں اس طرح سے لکھا ہے "خداوند خدا کی روح مجھ پر ہے کیونکہ خداوند نے مجھے مسح کیا

تاکہ میں مصیبت زدوں کو خوشخبری دوں۔ اُس نے مجھے بھیجا ہے کہ میں ٹوٹے دلوں کو درست کروں اور قیدیوں کے لئے چھوٹنے اور بندہوؤں کے لئے قید سے نکلنے کی منادی کروں کہ خداوند کے سال مقبول کا اور ہمارے خدا کے انتقام کے روز کا اشتہار دوں" لوقا کی نقل اور یسعیاہ کی اصل میں صرف الفاظ کے پس و پیش کا تفاوت ہی نہیں ہے بلکہ بالکل تحریف کی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ یسعیاہ میں اندھوں کا نام بھی نہیں ہے جو لوقا میں لکھا ہے اور یسعیاہ میں انتقام کے روز کا اشتہار ہے وہ لوقا نے چھوڑ دیا ہے۔ سکاٹ صاحب نے بھی ان آیتوں کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ نقل نہ عبرانی توریت سے موافقت کرتی ہے نہ یونانی سے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان انجیلوں کے مصنف یا بعد کے نقل کرنے والے جو کچھ لکھا کرتے تھے اپنے اعتقاد سے لکھا کرتے تھے واقعات کا خیال بالکل نہیں رکھتے تھے ⁂

۸۔ متی کے باب ۱۲ بارہ آیات سترہ وغیرہ میں لکھا ہے "تاکہ وہ جو یسعیاہ نبی نے کہا تھا پورا ہو کہ دیکھو میرا خادم جسے میں نے چنا اور میرا پیارا جس سے میرا دل خوش ہے میں اپنی روح اُس پر ڈالوں گا اور وہ غیر قوموں سے شرع بیان کرے گا۔ وہ جھگڑا اور شور نہ کرے گا اور بازاروں میں اس کی کوئی آواز نہ سنے گا وہ مسلے ہوئے سرکنڈے کو نہ توڑے گا اور دھواں اُٹھتے ہوئے سن کو نہ بجھاوے گا جب تک انصاف کو فتح نہ کرا دے اور اُس کے نام پر غیر قومیں آسرا رکھیں گی" یہ پیشین گوئی یسعیاہ نبی کے باب ۴۲ بیالیس کے شروع سے نقل کی گئی ہے۔ لیکن اس کی آیتوں میں کچھ تغییر کی گئی ہے۔ مثلاً جہاں لکھا ہے "اور اُسکے نام پر غیر قومیں آسرا رکھینگی" یسعیاہ میں لکھا ہے کہ جزیرے ممالک اُسکی شریعت کی راہ تکیں گے۔ اگرچہ یہ الفاظ کچھ زیادہ متناقض نہیں ہیں تاہم نقل کرنے میں اسقدر تصرف بھی اعتبار کو دور کر دیتا ہے۔ لیکن زیادہ اس میں غور کرنے کے قابل یہ الفاظ ہیں جو یسعیاہ کے بیالیس ۴۲ باب کی چوتھی آیت میں لکھے ہیں "اُسکا زوال نہ ہوگا اور نہ مسلا جائے گا جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے" کیونکہ ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کو جب تک موت نہ آئے گی جب تک کہ راستی زمین پر قائم نہ ہوگی۔ لیکن وقوعہ اس کے برخلاف ظہور میں آیا ⁂

۹ - متی کے باب ۲ دو آیت چودہ ۱۴ و پندرہ ۱۵ میں لکھا ہے "تب وہ اُٹھ کے
رات ہی کو لڑکے اور اُسکی ماں کو ساتھ لے کر مصر کو روانہ ہوا اور ہیرودیس کے مرنے
تک وہاں رہا کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا پورا ہو کہ میں نے اپنے بیٹے کو مصر
سے بلایا" یہاں مقدس متی مسیح کے مصر میں جا کر واپس آنے کے لیے ہوشیع نبی کی ایک
آیت کا ٹکڑا پیشین گوئی کے طور پر لکھ کر کہتے ہیں کہ یہ پہلے سے اس معاملہ کی نسبت
کہا گیا تھا اور جب مسیح مصر سے واپس آئے تب وہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔
تعجب کی بات ہے کہ نہ توریت کی کسی آیت سے نہ کسی مفسر کی تفسیر سے یہ بات سمجھی جاتی
ہے کہ وہ آیت مسیح کی نسبت یا کسی نبی کی نسبت پیشین گوئی کے طور پر لکھی گئی ہے
بلکہ اس آیت میں صاف طور پر بنی اسرائیل کے مصر سے آنے کا تذکرہ ہے وہ آیت
ہوشیع نبی کے باب ۱۱ گیارہ کے شروع میں اسطرح ہے "جب اسرائیل لڑکا تھا میں نے
اس کو عزیز رکھا اور اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا" بیٹے کا لفظ خدا نے اسرائیل پر
کئی جگہ اطلاق کیا ہے۔ مثلاً خروج کے باب ۴ چار آیات بائیس ۲۲ و تئیس ۲۳ میں لکھا
ہے "تب تو فرعون کو یوں کہیو کہ خداوند نے یوں فرمایا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا
بلکہ میرا پہلوٹھا ہے سو میں تجھے کہتا ہوں کہ میرے بیٹے کو جانے دے تا کہ وہ
میری عبادت کرے۔ اور اگر تو اُسے جانے نہیں دیتا ہے تو دیکھ میں تیرے
بیٹے کو ہاں تیرے پہلوٹھے کو مار ڈالوں گا" ان آیتوں میں خدا نے موسیٰ کو حکم
کیا تھا کہ تو فرعون سے اسطرح کہیو۔ اگرچہ اسرائیل واحد کا صیغہ ہے بلکہ یعقوب
نبی کا نام ہے۔ لیکن یہی لفظ بیسیوں جگہ توریت میں اور انجیلوں میں ساری
اسرائیل کی قوم پر اطلاق ہوا ہے اور اسی قوم کو خدا نے واحد کے صیغہ میں اپنا
بیٹا کہا ہے۔ اور جب فرعون کو دھمکایا ہے کہ میں تیرے پہلوٹھے بیٹے کو مار ڈالونگا
تو اس سے بھی کسی ایک بیٹے کے مارنے کا وعید نہیں ہے بلکہ فرعون کی قوم کے
بیٹوں کے مارنے کا وعید ہے۔ چنانچہ ایسا ہی بعد میں وقوع میں آیا تو پس بیٹے کا
یعنی اسرائیل کا ذکر ہوشیع نبی نے کیا ہے اور اسی معاملہ کا تذکرہ حزقیل نبی نے
باب ۲۰ بیس آیت چھ ۶ میں اس طرح کیا ہے "جس دن میں نے اُن پر اپنا ہاتھ اُٹھایا کہ انہیں
مصر کی سرزمین سے اس زمین میں پہنچاؤں جو میں نے اُن کے لیے دیکھ کے ٹھہرائی تھی

جہاں شہد اور دودھ بہتے ہیں اور وہ سارے ملکوں کی شوکت ہے" پھر اسی باب کی آیت ۱۰ میں لکھا ہے "سو میں نے انہیں مصر کی سرزمین سے نکالا اور انہیں بیابان میں لایا" توریت کے متن سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ ہوسیع نبی نے اسرائیل کے مصر سے نکال لانے کی نسبت کہا تھا کہ میں نے اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا ہے۔ اور کسی نبی کے بلانے کی پیشین گوئی کا تذکرہ بھی بالکل نہیں ہے۔ پھر معلوم نہیں کہ مقدس متی نے یا جس کسی نے پہلی انجیل کو لکھا ہے اس آیت کو کس طرح سے آنکھیں بند کرکے مسیح کے مصر سے آنے کی پیشین گوئی ٹھہرا دیا۔

یہود پیشین گوئیوں کے اوپر ایسا بڑا اعتقاد رکھتے تھے کہ یسوع کی سیرت کو انہوں نے بالکل توریت کی پیشین گوئیوں کے پورے ہونے پر موقوف رکھا تھا۔ اور اگر ان کے معتقدین کے خیال میں کوئی پیشین گوئی توریت میں ایسی پائی جاتی تھی جو کہ مسیح میں پوری نہ ہوئی تھی تو اس کی تاویل ایسی کر لیتے تھے کہ وہ پیشین گوئی مسیح پر صادق آجاتی تھی۔ اور اگر کوئی حالت مسیح میں اس طرح کی پاتے تھے کہ اس کے لیے کوئی پیشین گوئی نہ ملتی تھی تب وہ کتاب کو تلاش کرکے کوئی نہ کوئی آیت ایسی نکال لیتے تھے کہ جس میں تاویل کرنے سے مسیح کی اس خاص حالت کی نسبت پیشین گوئی بن جاتی۔ مثلاً جب انہوں نے دیکھا کہ مسیح کی پیدایش بیت لحم میں لکھی ہے اور یسوع کے والدین شہر ناصرہ میں رہتے تھے تو تیسری انجیل کے مصنف نے مسیح کو بیت لحم میں پیدا کرنے کے لیے ایک ایسی بات لکھ دی کہ جس کا پتہ کسی تاریخ سے نہیں ملتا۔ لیکن دوسری انجیلوں کے مصنف اس واقعہ سے بالکل ناواقف معلوم ہوتے ہیں ورنہ ان کو اس کے نظر انداز کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ پہلی انجیل کے مصنف کے خیال میں ایک اور پیشین گوئی مسیح کی نسبت توریت میں تھی جس میں لکھا تھا کہ میں نے اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا لیکن مسیح کے مصر سے آنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو اس مصنف نے یہ عذر کیا کہ مسیح کے پیدا ہونے پر ہیروڈس مسیح کے قتل کرنے کی تلاش میں ہوا اور اس نے سب بچے بیت لحم کے قتل کرا دیئے۔ مسیح کو قتل سے بچانے کے لیے خدا نے

ان کے باپ کو الہام کیا کہ تو اس بچے کو لے کر مصر کو چلا جا حالانکہ مصر ناصرہ سے
بہ نسبت شہر ناصرہ کے جو ان کا وطن تھا بہت قریب نہ تھا اور جلیل ناصرہ کے
لڑکے مروانے بھی نہیں جاتے تھے۔ اگر اپنے وطن کو چلے آتے تب بھی وہی
مطلب حاصل ہوتا۔ اور باقی تین انجیل والوں کو مسیح کے مصر میں جانے کا علم
بھی نہیں ہے لیکن پہلی انجیل کے مصنف نے اپنی خیالی پیشینگوئی کے پورا کرنے
کے لیئے مسیح کو مصر بھیج دیا۔ جو مصر جانے کی اُس نے وجہ لکھی ہے یعنی ہیروڈس
کا بچوں کو قتل کرانا یہ واقعہ نہ کسی دوسری انجیل سے ثابت ہوتا ہے اور نہ کسی
تاریخ سے ثابت ہوتا ہے۔ لیکن ان کے خیال میں یہ بات تھی کہ مسیح کی نسبت
یہ پیشین گوئی آئی ہے کہ راخل اپنے بچوں کے لیئے روتی ہے اور تسلی نہیں پاتی
اور دوسری یہ پیشین گوئی کہ مصر سے میں نے اپنے بیٹے کو بلایا ان دونوں پیشینگوئیوں
کے پورا کرنے کے لیئے ایک بے اصل قصہ لکھنا پڑا۔ چونکہ مسیح جو اپنی تمام عمر یسوع ناصری
کے نام سے مشہور تھے اور اصل میں بھی ناصرہ کے رہنے والے تھے تو اس امر کو بھی
اُنہوں نے کسی پیشین گوئی سے ثابت کرنا چاہا۔ لیکن تمام تورات میں ناصرہ سے
کسی نبی یا مسیح کے پیدا ہونے کی خبر نہیں نکلتی تھی تو ناچار اُنہوں نے جب مسیح کو
مصر سے ناصرہ میں لائے تو یہ لکھ دیا کہ ناصرہ میں وہ اس لیئے آئے تاکہ جو پیشینگوئی
پوری ہو جو نبیوں نے کی تھی کہ وہ ناصری کہلائے گا+ دیکھو یہ کیسی بڑی جرأت
ہے کہ جو پیشین گوئی کہیں توریت میں یا آج عیسائیوں کے پاس موجود ہے
نہیں ملتی وہ انجیل میں لکھ دی۔ یہ عادت صرف یہودی مسیحیوں کی ہی نہیں
تھی بلکہ اُن کی پیروی سے تمام مسیحی قوم کے ساتھ خاص ہو گئی ہے۔ چنانچہ اسکی
ایک نظیر یہ ہے کہ زمانہ حال میں انگلستان کے عیسائیوں نے جو اپنی قوم کی دنیاوی
ترقی دیکھی اور وہ اپنی ہر قسم کی ترقی کو اپنے مذہب کی طاقت کی طرف منسوب
کرتے ہیں تو کچھ تھوڑے عرصہ سے اُن کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ہماری قوم
جو ایسی ترقی کر رہی ہے اس کی وجہ بھی کتاب مقدس سے نکالنی چاہیئے تاکہ ہمکو
تمام دنیا کی قوموں پر صرف دنیاوی ہی معاملات میں سبقت حاصل نہ ہو بلکہ دینی

نوٹ+ متی باب ۲ و آیت تیئیس ۲۳ +

معاملات میں بھی ہم سے بڑے خیال کیئے جائیں۔ اس خیال کے پیدا ہونے پر اُنھوں نے وہی طریق اختیار کیا جو انجیلوں کے مولفین نے کیا تھا۔ چونکہ مسیح کا نسب نامہ تو کسی کو معلوم نہیں تھا اس لیئے اُن کا نسب نامہ بنا لینا کچھ مشکل نہ تھا۔ اور جہاں تک توریت میں داؤد کی پچھلی نسلوں کا نسب نامہ لکھا ہوا تھا تو اُس سے مسیح تک صرف پانچسو سال کا فاصلہ تھا۔ اور مسیح کے والدین ظاہر یہود کی قوم میں سے تھے اس لیئے اُن کے نسب نامہ کے بنانے میں زیادہ دقت نہ تھی لیکن انگلستان کی قوم کا نسب نامہ بنی اسرائیل سے ملانا ذرا مشکل تھا لیکن اُن کو تاریخوں سے معلوم ہوا تھا کہ یروشلم کی تباہی کے بعد بنی اسرائیل کے بارہ فرقوں میں سے دس کا پتہ نہیں لگا کہ وہ کہاں چلے گئے کسی مورخ نے اُن کی بابت کچھ نہیں لکھا۔ یہ امر اتفاق اُن مطلب کے حاصل کرنے کے لیئے کہ انگریز بھی وہ کھوئے ہوئے فرقے ہیں بہت کارآمد ہوا اور اُنھوں نے انگلینڈ میں ایک سوسایٹی قایم کی جسکا نام اینگلو اسرائیل آئیڈینٹٹی سوسایٹی رکھا جس کا مطلب یہ تھا کہ اس بات کو ثابت کریں کہ انگلستان کی قوم اسرائیل کے دس کھوئے ہوئے فرقے ہیں۔ اس بات کے ثابت کرنے میں اس سوسایٹی کے ممبر بڑے سرگرم ہیں۔ ایک فرنچ مصنف لکھتا ہے کہ آجتک اس سوسایٹی کے ممبروں نے ستر دلایل اپنے اسرائیلی ثابت کرنے کے کتاب مقدس سے نکالے ہیں اور ایک ہزار کے قریب کتابیں اور رسالے چھاپ کر شایع کر چکے ہیں۔ اسی مصنف نے چند دلایل اپنی کتاب میں بھی نقل کیئے ہیں جنکا میں بعینہ یہاں ترجمہ کرتا ہوں۔ لیکن میں اُن کتابوں کے حوالے نہیں دے سکتا کہ اُنھوں نے یہ دلایل کون سے باب اور کون سی آیت سے لیئے ہیں۔ کیونکہ اس فرنچ مصنف نے بھی اپنی کتاب میں حوالے نہیں لکھے۔

اول وہ لکھتا ہے کہ :-

(۱) اسرائیل کی اولاد جزیروں میں آباد ہونے کو تھی جو فلسطین کے شمال مغرب میں واقع ہیں۔ اور وہ لوگ ایک زبان بولیں گے جو عبرانی نہیں ہے " انگریز جزیروں میں بستے ہیں اور وہ جزیرے فلسطین کے شمال مغرب کی طرف واقع ہیں۔ اور اُن کی زبان [illegible] سے

بنی ہے بیشک الفاظ اس زبان میں نہیں ہیں ❖

(۲) اسرائیل کی نسبت لکھا ہے کہ "اُن کی نوآبادیاں زمین کے ہر کونے پر ہوں گی" یہ سند انہوں نے یسعیاہ نبی کے چوّن باب آیت تین سے لکھی ہے جس میں لکھا ہے "اس لیئے کہ تو داہنے اور بائیں طرف بڑھے گی اور تیری نسل قوموں کی وارث ہوگی اور اُجاڑ شہروں کو بسا دے گی" خواہ ہم چاہیں یا نہ چاہیں نوآبادیئیں ہمارے قبضہ میں رہیں گی یہ ہمارے مقدر ہی میں لکھا ہے۔ ہالینڈ کے لوگ اور سپین کے لوگ قریباً اپنی تمام نوآبادیاں کھو چکے ہیں جو کچھ تھوڑی سی باقی رہی ہیں وہ بھی جلد اُن کے ہاتھ سے چلی جائیں گی۔ فرنچ کے پاس کوئی نوآبادی ہے ہی نہیں۔ جرمن کے لوگوں نے کوشش تو کی مگر ناکامیاب ہو رہے۔ لیکن برٹش قوم دنیا کے تمام حصوں میں بڑی خوشحال نوآبادیاں رکھتی ہے اور ابھی اور بنائی جاتی ہے۔ ترکی سلطنت چراغ سحری ہے اور قسطنطنیہ کو لینے کا ہمارا حق ہے ہم ضرور اس پر قابض ہوں گے۔ قسطنطنیہ دروازہ اور شاہراہ ہے ہماری بڑی عمدہ خارجی مقبوضات کا (ہندوستان) جس میں کروڑوں کی آبادی ہے اور جس میں چالیس مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں ❖

(۳) "اسرائیل میں سے ایک نکلے گی لیکن وہ اس سے آزاد ہوگی" ہم اس لیئے خدا کا بڑا شکر کرتے ہیں کہ امریکہ ہر سال اپنی آزادی کا اعلان دیتی ہے اور امریکہ ایک بڑی قوم ہے۔ یہ بات پہلے سے فیصلہ ہو چکی تھی کہ وہ ہم سے علیحدہ ہو جائیگی فرنچ مصنف نے یہاں بھی لکھا کہ جاناتھن نے ۱۷۷۶ء میں قوم انگلستان کو لڑ کر نکال دیا لیکن انگریز لوگ تاہم اس کا ادب کرتے ہیں۔ اور یہ بات کہہ کر اپنے آپ کو خوش کرتے ہیں کہ ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا ❖

(۴) "اسرائیل کو ایک خودمختار بادشاہ کے قبضہ میں ہونا چاہیئے تھا" فرنچ مصنف یہاں بھی ظرافت سے لکھتا ہے کہ میرے خیال میں انگلستان سے بڑھ کر کے شخصی سلطنت کہیں قائم نہیں ہوئی ❖

(۵) "اسرائیل کی قوم اپنے جزیروں میں فتح نہیں کی جا سکتی۔ اور وہ دوسری بڑی بھاری طاقتوں کو فتح کرے گی" فرنچ۔ روسی۔ سپینش۔ ڈچ۔ چینی۔ ہندوستان

جرمن۔ اسٹرین۔ اٹیلین۔ ان میں سے کوئی بھی اسرائیل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ شکستیں پا چکے ہیں۔ انگریزی قوم ہی نے کبھی شکست نہیں پائی۔ اس لیئے وہ ضرور اسرائیل ہے۔ صرف ہماری ہی قوم ہے جو بڑی بڑی طاقتوں سے مقابلہ کر سکتی ہے۔ ہمارے اسرائیل ہونے پر مُہر اُس دن لگ چکی تھی جس دن جزیرہ نما کی لڑائی میں ڈیوک آف ویلنگٹن نے تھوڑی سی فوج کے ساتھ قریباً سارے براعظم کی فوجوں سے مقابلہ کیا تھا (اس جگہ فرنچ مصنف لکھتا ہے کہ شک کی نظر سے میری طرف نہ دیکھو یہ تمام صاف حرفوں میں لکھا ہوا ہے۔ یقین کرو کہ میری قوت خیالی ایسی تاریخ لکھنے کے لیئے کافی نہیں ہے) ہم نے چین کی فوج سے مقابلہ کیا ایک چند جہازی آدمی کروڑوں سے لڑے اور اُن پر غالب آئے۔ ہم تھوڑے سے سفید لوگوں کی مدد سے کروڑوں کی آبادی والے ہندوستان پر قابض ہیں۔ بہت تھوڑی سی فوج لے کر کریمیا کی لڑائی میں روسیوں پر غالب آئے۔ فرنچ مصنف یہاں نوٹ کرتا ہے (اس بات کا کچھ ذکر ہی نہیں کہ دو لاکھ بیچارے فرنچ بھی اس لڑائی میں ساتھ تھے اور چالیس ہزار ترکیوں کا تو کچھ ذکر ہی نہیں) اور ہماری فتوحات ایشیا میں افغانستان میں ٹرولومیرا ور مصر میں تو ظاہر ہیں۔ اگر ہم انکو گننے لگیں تو گن نہ سکیں۔ ان سطروں کے بعد فرنچ مصنف لکھتا ہے کہ میں نے اُوپر کی عبارتیں اس سوسائٹی کی معتبر کتابوں سے نقل کی ہیں۔ اُنہوں نے اپنی فتوحات کی فہرست میں بڑی دانائی سے ٹرنس وال کی لڑائی کا تذکرہ چھوڑ دیا ہے جس میں بوئر لوگوں نے انگلستان کو شکست فاش دی تھی اُس کے تذکرہ کرنے سے اُنکی تینتیسویں دلیل اسرائیل بننے کی ضعیف ہو جاتی تھی۔ اب بوئر بہادر اپنے ملک کے مالک ہیں۔ اور زمانہ حال کے اسرائیلی بڑے ادب سے اُن کا نام لیتے ہیں ٭

(۶) اسرائیل سبت کے دن کو ماننے والی قوم ہوگی۔ اسکے ذیل میں آئیڈنٹٹی سوسائٹی کے ممبر کہتے ہیں کیا ہر ایک سبت کے دن ہماری سلطنت کی حالت دیکھنے سے تعجب کی باتوں کو جو یہاں آتے ہیں کوئی نشان نہیں ملتا انکو سبت کے دیکھنے سے تعجب نہیں آتا ہے؟ بیشک نہایت عجیب تماشا ہے کہ جب پچیس لاکھ آدمی دنیا کے سب سے زیادہ کام کرنے والے قریباً ہر ایک کارخانہ کو خوشی سے بند کر دیتے ہیں ہر ایک تماشا بند ہو جاتا ہے اور وہ لوگ چوبیس گھنٹے سارے جہان سے قطع تعلق

کر دیتے ہیں۔ ڈاکخانے بھی بند ہو جاتے ہیں تار گھر اور ریل کی سڑکیں خاموش ہوتی ہیں۔
اور زیادہ تعداد شہر کے لوگوں کی ہفتہ کی محنت کو چھوڑ کر آرام کرتی ہے۔ اور یہ سب
کچھ کس لیئے ہے کیونکہ لنڈن سبت کو مانتی ہے (یہ سارا قصہ بالکل ٹھیک نہیں ہے بہتلوں
میں اتوار کے ڈاکخانے ہوتے ہیں اتوار کے دن تار کی خبریں بھیجی جاسکتی ہیں۔ اور لنڈن
کی ریلیں صرف صبح نماز کے وقت میں بند رہتی ہیں اور کھانا کھانے کے مکان کھلے رہتے
ہیں۔ اور یہ بات تو خوب معلوم ہے کہ اتوار کے دن بہ نسبت اور دنوں کے زیادہ
بدمعاشیاں ہوتی ہیں۔ اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیل کا خاندان سبت کے
دن اتنا آرام نہیں کرتا جتنا کہ سوسایٹی کے ممبر یقین کرتے ہیں) ✣

(۷) "اسرائیل ایک بڑی بڑھنے والی نسل ہوگی"

فرنچ مصنف (خدا نے بے شک ابراہیم سے اقرار کیا تھا کہ تو بہتوں کا باپ ہوگا اور تیری
اولاد ایسی بیشمار ہوگی جیسے کہ آسمان کے تارے اور یعقوب کو بھی خواب میں خدا نے
بتلایا تھا کہ جس زمین پر تو کھڑا ہے یہ زمین تیرے قبضہ میں آجائے گی اور تیری اولاد
زمین کی ریت کے دانوں کی مانند ہوگی۔ سوسایٹی کہتی ہے کہ دنیا میں کون سی
قوم ہے جو انگریزوں کی سی برابر جلد بڑھتی جاتی ہے۔ فرنچ مصنف (یہ ایک واقعی امر ہے
کہ انگریزوں کی نسل حد اندازے سے زیادہ حال میں بڑھتی ہے ۱۸۰۳ء میں اٹھارہ
ارب تین کروڑ ستر لاکھ ہو جائے گی ۱۸۷۵ء کے جون کے اخبار کوارٹرلی سائنٹیفک
ریویو میں لکھا تھا کہ انگریزوں کی آبادی یورپ میں چھپن ۵۶ سال میں دوچند ہو جاتی ہے
اور نو آبادیوں میں پچیس ۲۵ سال میں اور جرمن لوگ سو سال میں دوچند ہوتے ہیں
اور فرنچ ایک سو چالیس میں۔ اس لیئے انگلینڈ ضرور اسرائیل کے خاندان میں سے ہے
ایک روز میں نے ایک انگریز سے کہا کہ تمہارے بچے بہت پیدا ہوتے ہیں اس نے
جواب دیا تم دیکھتے ہو کہ ہم کو اور کام ہی کیا ہے ✣

(۸) "اسرائیل کا خاندان زمین کے سروں تک مشنریوں کو بھیجا کرے گا"

فرنچ (یہ دلیل انہوں نے یسعیاہ نبی کے باب ۴۳ تینتالیس آیت ۲۱ اکیس سے نکالی ہے۔
جس میں لکھا ہے "میں نے ان لوگوں کو اپنے لیئے بنایا وے میری ستایش کریں گے"
انگلستان دنیا کے ہر حصہ میں مشنریوں کو بھیجتا ہے۔ لیکن بائبل سوسایٹی کے بنانے والے جو فرنچ مصنف

بزرگ کارندے افسوس ہے کہ بے موقع بھیجے جاتے ہیں۔ یہ وہاں جاتے ہیں جہاں اُن کی
خدمتوں کی ضرورت نہیں ہے۔ اس بات کی صداقت کے ثبوت میں دو حکایتیں
نقل کرتا ہوں۔ پنجاب کی نوآبادی میں ایک ٹرو نے ایک سخت گوشت والی مرغی ایک
عیسائی کے پاس بھیجی چند روز کے بعد اُس عیسائی نے اُس کے گوشت کے سخت
ہونے کی شکایت کی۔ اب دیکھو کہ اُس وحشی نے کیا کیا۔ اُس نے ایک اور مرغی اُس
کو لا دی اور اُس کی قیمت نہ لی۔ میں ایک انگریز کو جانتا ہوں جس کا نام فوج ہے جس
نے لندن میں ایک مرغ فروش سے ایک کوا خریدا جس کو بیچنے والے نے کہا تھا کہ نرم
پرندہ ہے جو ابھی یمن شمار سے آیا ہے۔ بلا بس شائستہ خریدار نے کیا کیا بیچنے والا تو
تو کچھ بھی نہیں اُس نے ناچار جیسا تھا کھا لیا۔ افسوس یہ مشتری لندن میں کیوں
نہیں آتے جہاں اُن کی خدمتوں کے لیے عمدہ میدان ہے۔ کیا تو ہی سے اسرائیل
قوم کی پیدا ہوا ہے جس نے خدا کے گھر کے معزز بات سے ہر ایک کام لے لیا ہے
اپنی خوشی سے لٹکا کر اُن کو تلخ نوحے میں بدل دیا ہے یہ شلم اب اس بات میں کوئی
شک باقی نہیں رہا کہ کھوئے ہوئے اسرائیل پا گئے۔ یہ دلائل بے شک لاجواب ہیں
اگر مجھ کو اس بات کی اجازت دی جاوے کہ میں بھی اس سوسائٹی کے کاموں
کی تائید کروں تو میں ایک اور دلیل بتلاتا ہوں جو مجھ کو بڑی قوی معلوم ہوتی ہے۔
یہودہ کے خاندان کو یہ اطلاع دی گئی تھی " دیکھو بہت سے ہوں گے پر تم پیاسے
رہو گے " (دیکھو یسعیاہ باب ۶۵ آیت نمبر ۱۳) مجھ کو ۱۸۸۲ء انگلش گورنمنٹ رپورٹ
سے یہ حال معلوم ہوا کہ ۱۸۷۶ء میں صرف انگلینڈ میں آئرلینڈ کے سوا ایک لاکھ چار ہزار
ایک سو چھ شخص شراب کے نشے کی بیخودی کی حالت میں گرفتار کیے گئے تھے جن میں تیس
ہزار اٹھ سو اسی عورتیں تھیں۔ اور اُس سال کے بعد سے اس رواج میں کچھ کمی نہیں ہوئی
اگر تم خیال کرو کہ شرابیوں کی تعداد کوچوں میں شور و فساد کرنے کے لیے گرفتار کی گئی
تھی تو یہ تعداد شراب پینے والوں میں سے بہت تھوڑی تھی کیونکہ وہاں کا قانون
آدمی کو شراب پی کر مست ہو جانے کو نہیں روکتا صرف وہی لوگ گرفتار کیے جاتے
ہیں جو بدمست ہو کر گلیوں میں خرابیاں کرنے لگیں۔ تو سوسائٹی کے طریق استدلال

کے موافق جو صرف انگلستان میں ہی اسقدر کثرت شرابیوں کی ہوتی ہے اس لیئے وہ ضرور اسرائیلی ہیں۔ میری اس نئی دلیل کو میرے دوستوں نے کہا کہ لاجواب ہے اور اُنہوں نے کہا کہ ہمکو امید ہے کہ تم جلد اس سوسایٹی کے فیلو انتخاب کر لیئے جاؤ گے ۔۔

یہاں میں نے مسٹر ہسل کی کتاب ثران یول ایسوئیل کے اکتیسویں باب سے نقل کی ہے تا کہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ عیسائی لوگوں کا مقدس کتابوں سے پیشین گوئیاں کا نکالنا اور اُن سے استدلال کرنے کا کیا طریق ہے۔ آئیڈینٹٹی سوسایٹی کوئی تھیئیٹر کے نقالوں یا شاعروں کا مجمع نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ممبر نہایت سنجیدہ عالم فاضل مذہبی لوگ ہیں اور انہوں نے اپنے یقین کے موافق اپنے اسرائیل ہونے کی دلیلیں سنجیدگی کے ساتھ کتاب مقدس سے نکالی ہیں۔ ابھی ۱۸۷۵ء تک ستر دلیلیں اسطرح کی نکل چکی تھیں۔ لیکن وہ سوسایٹی اپنے کام میں سرگرم ہے۔ امید ہے کہ اسوقت تک اور بہت سی دلیلیں نکالی ہوں گی اور لاکھوں عیسائی اُن کو تسلیم کرتے جاتے ہیں۔ اب غور کرنا چاہیئے کہ جب آجکل کے زمانہ میں جو نہایت شایستگی اور علوم فنون کی ترقی کا زمانہ ہے اس میں ایسی باتیں ایجاد کیجاتی ہیں اور تسلیم کر لی جاتی ہیں تو مسیح کے زمانہ کے قریب بے علم اور نیم وحشی قوموں میں اس قسم کی باتوں کا ایجاد کرنا اور اُنپر ایمان لے آنا کیا مشکل تھا۔ عاجز کے خیال میں تو مسیح کی پیشینگوئیاں جو انجیلوں میں لکھی ہیں کچھ ان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی ہیں جو آجکل آئیڈنٹٹی سوسایٹی نے اپنے اسرائیلی ثابت کرنے کے لیئے پیدا کر لی ہیں ۔۔

اگرچہ انجیل کی تحقیق کا مضمون اتنا وسیع ہے کہ شاید چند جلدوں میں بھی اسکے بحث پورے طور پر نہ ہو سکے لیکن اس کتاب میں مختصر طور پر اور عام فہم طریقہ سے بحث کی گئی ہے تا کہ عوام ناظرین کو اس کے مطالعہ سے انجیل کی تحریف کی کیفیت معلوم ہو جائے۔ اسکے پڑھنے سے یہ امر کافی طور پر ظاہر ہو سکتا ہے کہ انجیل مروجہ کو جس پہلو سے چاہو تحقیق کرو۔ ان کے نقص اور غلطیاں ظاہر ہوتی چلی جاتی ہیں اگر تاریخی طور پر ان کے مصنفوں کا حال معلوم کرنا چاہو تو کچھ پتہ نہیں لگتا ان کے تصنیف کے زمانہ اور مکان کا نشان ڈھونڈھو تو کوئی سراغ نہیں ملتا۔ ان کے

متن کو سرسری نظر سے بھی پڑھو تو جا بجا تناقض اور اختلاف پائے جاتے ہیں۔ اگر اسکی پیشین گوئیوں پر غور کرو تو کسی کا پورا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اگر اس کے تاریخی واقعات کو تحقیق کرنا چاہو تو دوسری تواریخ سے مطابقت نہیں ہوتی۔ اور عہد قدیم کی آیات جو اس میں کہیں کہیں نقل کی گئی ہیں بعض تو ان میں کی کہیں توریت میں ملتی ہی نہیں اور بعض میں کمی بیشی کر کے تحریف کی گئی ہے۔ اور بعض ایسی ہیں کہ جس مطلب کے لیئے مصنف نے اُن کو نقل کیا ہے وہ مطلب بالکل اُن سے نہیں سمجھا جاتا۔ بھلا جو کتابیں ایسی نقص اور غلطیوں سے بھری ہوئی ہوں وہ خدا کے کلام اور الہامی کسطرح سے خیال کیجا سکتی ہیں فاضل رینن فرانسیسی نے اپنی کتاب تاریخ مذہب مسیحی کے دیباچہ میں اس امر کی نسبت ایک خوب معقول بات لکھی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ چونکہ حواریوں کو امید کامل تھی کہ عنقریب ہمارے زمانہ میں مسیح ہی آجاتا ہے اور قیامت آجاتی ہے اسواسطے اُنکو انجیلوں کے لکھنے کی ضرورت نہ معلوم ہوئی کیونکہ جب قیامت ہی آجاتی تھی تو وہ انجیلیں کسکے واسطے لکھتے اس لیئے یہ سب انجیلیں مدت کے بعد لکھی گئیں اور اسلیئے ان میں غلطیاں واقع ہوئیں +

اگر کوئی صاحب یہ خیال کریں کہ اگر یہ اناجیل ایسی صریح غلطی سے بھری ہوئی ہیں تو پھر کروڑوں آدمی دو ہزار سال سے لے کر آجتک انکو کیوں الہامی درست اور صحیح مانتے چلے آتے ہیں۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو دنیا میں جتنے مذہب قائم ہوئے ہیں خواہ سچے ہوں یا جھوٹے ہر ایک مذہب کے پیرو اپنے مذہب اور مذہب کی کتابوں کی حمایت کرتے رہے ہیں۔ ایسا ہی عیسائیوں نے کیا ہے۔ یہ کوئی نئی اور عجیب بات نہیں ہے علاوہ اسکے عیسائیوں میں لاکھوں عالم ایسے ہوئے ہیں کہ جنھوں نے ان اناجیل کو صحیح تسلیم نہیں کیا ہے۔ البتہ یہ بات ہوئی ہے کہ جب کسی عالم عیسائی نے تحقیق کرکے ان کتابوں کی صحت میں شک ظاہر کیا ہے تو دوسرے عیسائیوں نے اُسکو ملحد کہکر قوم سے علیحدہ کر دیا۔ آج ہزاروں فلاسفر اور محقق عیسائی یورپ اور امریکہ میں ایسے موجود ہیں جو ان کتابوں کو بالکل محرف مانتے ہیں۔ اور اُن میں سے سینکڑوں نے اس قسم کی تحقیق میں کتابیں بھی لکھی ہیں۔ اور یہ بات اسی زمانہ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ شروع زمانہ مسیح سے ایسے لوگ ہوتے ہوئے چلے آئے ہیں اُن میں سے جبکہ جمہور عیسائی

بے دین اور ملحد کہتے ہیں اُن کا ذکر کرنا تو کچھ ضرور نہیں ہے۔ لیکن میں بعض ایسے بزرگوں کے اقوال نقل کر کے دکھلاتا ہوں کہ جنکو تمام عیسائی مقدس جانتے ہیں ✦

فاضل اریجن اپنی کتاب دی پل اپیا اس کے چوتھے حصہ میں لکھتے ہیں کہ کتب مقدسہ کے تاریخی حصہ میں بعض باتیں "تاریخی واقعات کی طرح سے لکھی گئی ہیں جو کبھی وقوع میں نہیں آئی تھیں اور جنکا واقع ہونا ممکن نہیں تھا اور بعضی ایسی چیزیں بیان ہوئی ہیں کہ جنکا وقوع تو ممکن تھا لیکن حقیقت میں واقع نہیں ہوئیں" اس بڑے سچی بزرگ کا کتب مقدسہ کی نسبت یہ خیال ہے کہ ان میں بہت سی باتیں خلاف واقعہ لکھی ہوئی ہیں۔ پھر مقدس ہلیری متی کی انجیل کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ عہد جدید میں بہت سے تاریخی حالات کے فقرے لکھے ہیں جنکے لفظی معنے لیے جائیں تو بالکل عقل اور سمجھ کے خلاف ہے۔ اس لیے اُنکی باطنی تاویل کرنے کی ضرورت ہے" اور مقدس آگسٹین اپنی کتاب مسایل مختلفہ کے مسئلہ نمبر ۴۹ میں لکھتے ہیں کہ ہمارے نجات دینے والے مسیح کے کاموں اور معجزوں میں کچھ متشابہ ہیں۔ اگر اُن کے لفظی معنے بے پروائی سے لیے جائیں تو بڑی غلطی اور خطا میں واقع ہونگی" ان تین مسیحی بزرگوں کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکے اعتقاد میں کوئی کتاب مقدس بھی درست اور صحیح نہیں تھی ✦

ڈاکٹر مل نے ایک فقرہ اپنی کتاب میں نقل کیا ہے جس سے اُس نے ثابت کیا ہے کہ کوئی بھی عہد جدید کی کتاب تحریف سے خالی نہیں رہی وہ فقرہ یہ ہے "اُنستاسیُس اناسر ناسیس کے حکم سے عہد جدید کی کتابیں جو بیوقوف انجیلوں کے مصنفوں کی لکھی ہوئی تھیں صحیح اور ترمیم کی گئی تھیں"

یہ چند مقولے نظیر کے طور پر پیش کیے گئے ہیں۔ ایسا ہی اعتقاد اور بہت عیسائی بزرگوں کا تھا۔ غرض ان اناجیل محرفہ پر ایمان لانا اور اُن کے ہر ایک لفظ کو الہامی اعتقاد کرنا راست بازی اور حق شناسی اور خدا ترسی کے برخلاف ہے۔ میں خدا تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اسکے مطالعہ کرنے والوں کو انصاف طبیعت عطا کرے تاکہ وہ بلا تعصب مذہبی و پاس قومی اسکے دلایل پر غور کر کے حق کیطرف رجوع کریں ✦

اگرچہ ہمیں شک نہیں ہے کہ محقق لڑکی کی تصنیفات کی تردید میں ہزاروں پادری صاحبان اپنے اوقات عزیز کو تلف کر کے کتابیں لکھتے رہتے ہیں اور ہر ایک اعتراض کا جواب اپنی سمجھ اور خیال کے موافق دیتے ہیں اور اپنے سادہ مزاج پیروی کرنیوالوں سے کہا کرتے ہیں کہ ان سب اعتراضوں کے جواب لکھے جا چکے ہیں۔ واقعی یہ امر سچ ہے کہ ہر ایک مذہب کا عالم اپنی مذہبی حمایت کیا کرتا ہے اور اپنے مخالف کے اعتراضوں کا جواب دیا کرتا ہے۔ لیکن حق و باطل صرف دو فرضی ہی نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقت میں یہ دو چیزیں جدا جدا ہیں۔ منصف اور سمجھدار آدمی دو مخالف دلیلوں کو اور اعتراض و جواب کو دیکھ کر سمجھ سکتا ہے کہ کون سا ان میں حق ہے اور کون سا باطل ہے۔ ورنہ زبان اور قلم تو کسی کی بند نہیں ہو سکتی۔ صرف جواب دے دینا یا کتاب لکھ دینا مجیب اور مصنف کی راستی اور حق شناسی کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ جب تک فریقین کے دلایل کو خوب جانچا اور وزن نہ کیا جائے حق و باطل میں تمیز نہیں ہو سکتی ◆

علاوہ تحقیق اناجیل کے اور بہت سے مسایل ہیں جنکی تحقیق کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ لیکن راقم کی کم بضاعتی و قلت فرصت اجازت نہیں دیتی کہ ان تمام مضامین میں علیحدہ تصنیفیں کرے۔ تاہم ارادہ ہے کہ خدا نے چاہا تو ابطال تثلیث و کفارہ۔ عصمت مسیح۔ بشریت مسیح۔ معجزات مسیح۔ وغیرہ مضامین پر چھوٹے چھوٹے رسالہ لکھکر شایع کیے جائیں + اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم

تمام

صادق علی

DATE	No.	DATE	No.